رب اشرح لي صدري ويسر لي امري واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي

الحمد للہ کہ کتاب

النوادر الغرر

برائے افادہ امیدواران امتحان منشی فاضل پنجاب یونیورسٹی سنہ ۱۹۳۳ء و ما بعد

از

جناب مولانا السید محمد مجتبیٰ صاحب نوگانوی فقیہ فاضل، ادیب فاضل، صدر الافاضل، مصنف و مؤلف
خلاصہ علم النفس۔ خلاصہ ادب العرب۔ ترجمہ مقدمہ سبا بالطرب۔ اثبات الحجاب۔ الاعتبار۔ تعلیم الشہدا

بہ تصحیح و بحواشی مفیدہ

از جناب مولوی محمد اسحٰق خاں صاحب بٹالوی منشی فاضل و مولوی عالم
و مولوی محمد شفیع خاں صاحب گورداسپوری مولوی فاضل

حسب فرمائش

شیخ جان محمد الہ بخش تاجران کتب مشرقی
کشمیری بازار لاہور

مطبوعہ سنہ ۱۹۳۳ء

در مطبع عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور چھپی باہتمام حافظ محمد عالم پرنٹر

کتب نصاب امتحانات منشی، منشی عالم، منشی فاضل پنجاب یونیورسٹی ۱۹۳۴ء

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
منشی سنہ ۱۹۳۴ء		اردو ترجمہ رباعیات عمر خیام حاوی متن	[illegible]
پرچہ (۱) احسن القواعد	[illegible]	اردو ترجمہ اخلاق محسنی	۱۰ر
شعر العجم حصہ اول	[illegible]	جوہر اخلاق یعنی اخلاق محسنی کا بہترین خلاصہ از منشی بشارت علی	۴ر
(۲) ایف۔ اے کورس فارسی (حصہ نثر)	[illegible]	بہترین اردو ترجمہ سلم الادب معہ فرہنگ	۴ر
رقعات عالمگیری (معہ ترجمہ)	۶ر	تحصیل فارسی برائے ترجمہ	۱۴ر
حکیم نباتات (معہ مقدمہ و ترجمہ و فرہنگ	۶ر	قرۃ العین در ترجمتین	۱۰ر
گلستان (باب ۵ خارج) خوشخط کاغذ عمدہ	۱۲ر	پرچہ جات منشی و منشی عالم سنہ ۲۶ تا ۳۲ء	۸ر
(۳) ایف۔ اے کورس فارسی (حصہ نظم)	[illegible]	منشی عالم سنہ ۱۹۳۴ء	
تحفۃ الاحرار جامی (معہ ترجمہ اردو حاوی متن)	۱۲ر	پرچہ (۱) رسالہ عبد الواسع	۳ر
رباعیات عمر خیام معہ حالات	۴ر	عروض سیفی	۳ر
(۴) اخلاق محسنی	۸ر	شعر العجم حصہ دوم و سوم	[illegible]
(۵) ترجمتین یعنی فارسی سے اردو اور اردو سے		(۲) بی۔ اے کورس فارسی مطبوعہ سنہ ۲۶ء (حصہ نثر)	[illegible]
فارسی میں ترجمہ کرنا۔		سرگذشت وزیر خان لنکران معہ ترجمہ اردو و فرہنگ	۸ر
(۶) قواعد عربی از قاضی میر احمد	۳ر	تذکرہ دولت شاہ سمرقندی (طبقہ اول تا پنجم)	[illegible]
(یا) نحو میر مجتبائی	۴ر	نوٹ: تذکرے کے سوالات عبارتی ہونگے تاریخی نہیں	
سلم الادب	۱۰ر	مہر نیمروز غالب	۸ر
کتب امدادی		لسان العجم حصہ اول	۱۰ر
اوجز القواعد خلاصہ احسن القواعد	[illegible]	(۳) بی۔ اے کورس فارسی مطبوعہ سنہ ۲۶ء (حصہ نظم)	[illegible]
خلاصہ شعر العجم حصہ اول	۵ر	مطلع الانوار امیر خسرو	۸ر
ترجمہ ایف۔ اے کورس فارسی از پروفیسر		قصائد عرفی (محشی)	۹ر
جمال الدین [illegible]	[illegible]	(۴) اخلاق ناصری (ذکی خوشخط)	[illegible]
گلستان مترجم اردو خوشخط کاغذ عمدہ	۱۲ر	(۵) ترجمتین و جواب مضمون فارسی	

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي

الحمد للہ کہ کتاب

النوادر الغرر

برائے افادۂ امیدوارانِ امتحان منشی فاضل پنجاب یونیورسٹی سنہ ۱۹۳۴ء و ما بعد

از

جناب مولانا السید محمد مجتبیٰ صاحب نوگانوی فقیہ فاضل۔ ادیب فاضل صدر الافاضل مصنف و مؤلف خلاصہ علم النفس۔ خلاصہ ادب العرب۔ ترجمہ عقد سماب الطرب۔ اثبات الحجاب۔ الاعتبار۔ تعلیم التہذیب

بہ تصحیح و بحواشی مفیدہ

از جناب مولوی محمد اسحٰق خاں صاحب بٹالوی منشی فاضل و مولوی عالم

و مولوی محمد شفیع خاں صاحب گورنر مولوی فاضل

حسب فرمائش

شیخ جان محمد الٰہ بخش تاجران کتب علوم مشرقی

کشمیری بازار لاہور

مطبوعہ سنہ ۱۹۳۴ء

در مطبع لنگر پریس لاہور باہتمام قاضی محمد عالم پرنٹر طبع شد

کتب نصاب امتحانات منشی، منشی عالم، منشی فاضل پنجاب یونیورسٹی ۱۹۳۴ء

نام کتاب	قیمت
منشی ۱۹۳۴ء	
پرچہ (۱) احسن القواعد	عہ/
شعر العجم حصہ اول	۸/
(۲) الف۔ اے کورس فارسی (حصہ نثر)	عکر
رقعات عالمگیری (معہ ترجمہ)	۶/
حکیم نباتات (معہ مقدمہ و ترجمہ و فرہنگ	۶/
گلستان (باب ۵ خارج) خوشخط کاغذ عمدہ	۱۲/
(۳) الف۔ اے کورس فارسی (حصہ نظم)	عکر
تحفۂ احرار جامی (معہ ترجمہ اردو حاشیہ متن)	۱۲/
رباعیات عمر خیام معہ حالات	۴/
(۴) اخلاق محسنی	۸/
(۵) ترجمتین یعنی فارسی سے اردو اور اردو سے فارسی میں ترجمہ کرنا۔	
(۶) قواعد عربی از قاضی میر احمد	۳/
(۷) نحو میر مجتبائی	۴/
سلم الادب	۱۰/
کتب امدادی	
اوجز القواعد خلاصہ احسن القواعد	۷/
خلاصہ شعر العجم حصہ اول	۵/
ترجمہ الف۔ اے کورس فارسی از پروفیسر جمال الدین	عہعہ
گلستان مترجمہ اردو خوشخط کاغذ عمدہ	۱۲/

نام کتاب	قیمت
اردو ترجمہ رباعیات عمر خیام حاشیہ متن	عہ/
اردو ترجمہ اخلاق محسنی	۱۰/
جوہر اخلاق یعنی اخلاق محسنی کا بہترین خلاصہ از نشتر پشاورانی	۴/
بہترین اردو ترجمہ سلم الادب معہ فرہنگ	۴/
تحصیل فارسی برائے ترجمہ	۱۴/
قرۃ العین در ترجمتین	۱۰/
پرچہ جات منشی و منشی عالم ۲۶ تا ۳۲ء	۸/
منشی عالم ۱۹۳۴ء	
پرچہ (۱) رسالہ عبدالواسع	۳/
عروض سیفی	۳/
شعر العجم حصہ دوم و سوم	۵/
(۲) بی۔ اے کورس فارسی مطبوعہ ۲۶ء (حصہ نثر)	عکر
سرگذشت وزیر خان لنکران معہ ترجمہ اردو و فرہنگ	۸/
تذکرہ دولت شاہ سمرقندی (طبقہ اول تا پنجم)	عکر
نوٹ:- [illegible]	
[illegible] غالب	۸/
لسان العجم حصہ اول	۱۰/
(۳) بی۔ اے کورس فارسی مطبوعہ ۲۶ء (حصہ نظم)	عکر
مطلع الانوار امیر خسرو	۸/
قصائد عرفی (محشی)	۹/
(۴) اخلاق ناصری [illegible] خوشخط	عہ/
(۵) ترجمتین و جواب مضمون فارسی	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لک الحمد یا من لا تحصی حمدہ مساعی اللسان و لک الشکر یا من لا تحیط شکرہ خطرات الجنان، محمد نا حمد القاصرین و شکرنا شکر العاجزین، انزلت علینا النعم المتکاثرہ، والمواھب المتواترہ بالنبی المکی المدنی الاشرف الاکرم، سید العرب والعجم، مفتخر الانبیاء کلھم من اٰدم الی من ھو قبل الخاتم محمدن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ثم اسبغت الانعام بذریتہ الطاھرۃ المطھرۃ واصحابہ الکرام، الذین ھدونا الیٰ ماھدانا الیہ واقاموناعلی ما اوصلنا الدیہ والصلوٰۃ والسلام علیھم اجمعین، من یومنا ھذا الی یوم الدین **اما بعد** میں اپنی اس بے حقیقت اور ناچیز تالیف کو نہایت معذرت اور غایت انکسار کے ساتھ حضرات طلبہ کرام کی نذر کرتا ہوں۔ امید ہے کہ وہ اسے ایک بشر کی محنت سمجھتے ملاحظہ فرمائیں گے نہ معصوم اور ملک کی۔ میرا یہ دعویٰ کرنا کہ میری تالیف میں کوئی غلطی نہیں مسلمہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کو توڑنے کی جسارت کرنا ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ یہ کتاب کسی طویل مدت کی عرقریزی کا نتیجہ اور نظرثانی وثالث کا ممنون احسان صحیفہ نہ بن سکی تاکہ میری منشاء کے موافق تشریحات و توضیحات ہوتیں۔ بلکہ غالباً ابتدائے جون سے اس کا باقاعدہ آغاز ہوا اور چند دنوں کے بعد ہی مکرمی عالی جناب **شیخ اللہ بخش** صاحب زاد عواطفہ تاجر کتب علوم مشرقی کے گرامی نامے آنے لگے کہ یکم جولائی تک ترجمہ نہ پہنچ گیا تو اس کے بعد بیکار ہے اور مجھے تعمیل کرنا پڑی اتنی قلیل مدت میں **سمط اللآلی** کے جواہر نادرہ کو کما حقہ جلا کے ساتھ نقادان فن کے سامنے پیش کرنا میرے امکان سے باہر تھا۔ جبکہ جون کی مشہور و معروف عرقریز اور آتش فشاں گرمی کی ناقابل بیان تکلیفات بھی ساتھ تھیں لیکن پھر بھی کہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالےٰ محترم طلبہ اس سے کافی فائدہ اٹھا سکیں گے۔ نظم یا نثر کا کوئی حصہ غیر حل شدہ نہ ملیگا۔ اضافہ معلومات و استعداد کے لئے یہ شرح خصوصاً اس کے مفید حواشی نمایاں طور پر

معاون و مددگار پائے جائیں گے اور قدردان و منصف طبائع اس قدر کم مدت میں اتنی تشریح و تحلیل کی داد دیں گی ؛

چونکہ یہ شرح کوئی ایسی شرح نہیں ہو سکتی جو طلبہ کو سمط الدرر کے مطالعہ سے بے نیاز کر دے اور لا محالہ انہیں متن و شرح دونوں کو ساتھ ساتھ دیکھنا پڑے گا۔ اس لئے تراجم مؤلفین حاشیہ متن وغیرہ کا داخل کرنا میں نے زائد بر ضرورت سمجھا ؛

مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ اس شرح کے کاتب کون بزرگ ہونگے اور کہاں تک کتاب اپنی اصلی حالت پر باقی رہیگی اور کوئی بھی ہوں، اگر میں خود بھی کتابت کروں تو یہ ایسا کام ہے کہ شاید غلطی سے نہ بچ سکوں۔ اس پر مسئلہ مذکور کی زد مستزاد، البتہ سنا ہے کہ ذمہ دار حضرات فرائض کتابت و طباعت کی انجام رسانی میں بہترین انتخاب اور کافی اہتمام سے کام لیتے ہیں ؛

چونکہ لفظی ترجمہ سے فی زمانہ بیحد تنافر پھیلا ہوا ہے۔ اور اب ایسا ترجمہ قریب قریب متروک ہو گیا ہے یہاں تک کہ بعض نئی روشنی کے طلبہ مقصد اصلی کو ہاتھ سے جاتا دیکھ کر بھی اسے زحمت نہیں دینا چاہتے۔ اس لئے میں نے حتی الامکان با محاورہ ترجمہ کی کوشش کی ہے اور جہاں تک ممکن ہو سکا ہے اس کا پابند رہا ہوں کہ محترم طلبہ کے لئے یہ شرح ایک سادہ و شستہ شرح رہے۔ عبارات کے معانی مانوس شکل میں نظر آئیں اور ان کو اس کی دلچسپی و پاکیزگی کے لطف سے ان کی محنت و جانفشانی کا نقد ہمت افزا صلہ ملتا رہے ؛

میرے لئے اس کا اظہار بھی حق بجانب اور ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب تمامتر میری ہی تالیف نہیں بلکہ علامہ دوراں، فہامہ زماں مولانا **عبد العزیز** صاحب میمنی کا زور قلم بھی اس میں شامل ہے یعنی سابق کورس کے شارح آپ تھے۔ لہذا جو اجزاء سابق کورس کے موجودہ کورس میں بحال ہے۔ ان میں سے انتخاب مقامات اور انتخاب حماسہ کی شرح بھی بلفظہ و بجنسہ بحال رہی اور انتخاب متنبی کی شرح مولانا نے کی ہی نہیں۔ لہذا اس غرض کو میں انجام دیتا ہوں اور التماس دعا کے بعد اس امر کی استدعا کرتا ہوں۔ کہ ضیق وقت و تتبع عوارضات اور تعجیل کار کی وجہ سے ناظرین کچھ غلطیاں ملاحظہ فرمائیں۔ تو تین پیسہ خرچ کرکے شارح کو مطلع کریں یا دامن عفو میں چھپائیں، عین ہمدردی و کمال احسان ہوگا ؛ والسلام خیر ختام

خادم الطلبہ السید محمد مجتبیٰ "نوگانوی"

فقیہ فاضل۔ صدر الافاضل۔ ادیب فاضل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر

فتوح السندھ

من

فتوح البلدان للبلاذری

باب - ۱

علی بن محمد بن عبداللہ بن ابو یوسف نے بیان کیا ہے۔ کہ جب حضرت عمرؓ بن خطاب نے عثمان ابن ابی العاص ثقفی کو ۱۵ھ میں بحرین و عمان کا والی بنایا۔ تو عثمان نے اپنے بھائی حکم کو بحرین کی طرف بھیجا اور خود عمان کی طرف متوجہ ہوئے۔ پھر لشکر کا ایک حصہ تھانہ[۱] کی طرف بھیجا جب لشکر لوٹ آیا۔ تو انہوں نے حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع دی۔ انہوں نے جواب لکھا۔ کہ اے عثمان تم نے کیڑوں کو لکڑی پر سوار کیا ہے (یعنی کمزور جماعت کو زبردست جماعت کے مقابلہ میں بھیجا) میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ اگر ان لوگوں کو کوئی تکلیف و مصیبت پہونچی۔ تو یقیناً میں ان کے برابر تمہاری قوم کے لوگوں کو گرفتار کروں گا۔ اور عثمان نے حکم کو بھروچ کی طرف بھی بھیجا۔ اور اپنے بھائی مغیرہ کو خلیج دیبل کی جانب روانہ کیا۔ وہاں وہ دشمنوں سے لڑے اور فتح پائی ٭

---

[۱] ایک شہر ہے جو بحر لاردی پر آباد ہے دیکھو مروج الذہب ومعادن الجوہر باب ۶ صفحہ ۳۴ سطر الدرر

جب حضرت عثمان بن عفان والی ہوئے اور انہوں نے عبداللہ بن عامر بن کریز کو عراق کا والی بنایا۔ تو اس کو یہ حکم لکھ کر بھیجا۔ کہ وہ سرحد ہند کی طرف ایسے شخص کو بھیجے۔ جو وہاں کے حالات معلوم کرلے اور ان کے (حضرت عثمان کے) پاس وہاں کی خبریں پہنچائے (اس کے لئے) عبداللہ نے حکیم بن جبلہ عبدی کو بھیجا۔ جب یہ لوٹ کر آیا۔ تو عبداللہ نے اسے حضرت عثمان کے پاس بھیج دیا۔ انہوں نے اس سے وہاں کے شہروں کے حالات معلوم کئے وہ کہنے لگا۔ کہ اے امیرالمومنین میں نے ان شہروں کے حالات کو سمجھ لیا ہے اور اچھی طرح[1] آزما لیا ہے کہا کہ پھر مجھ سے بیان کرو۔ کہا کہ پانی وہاں کم ہے۔ خرمے خراب[2] ہیں اور چور دلیر ہیں اگر وہاں لشکر قلیل بھیجا جائیگا تو تمام سپاہی (وہاں کے باشندوں کے ہاتھوں) ضائع ہوجائیں گے اور اگر کثیر تعداد میں بھیجا جائیگا تو سب بھوکے مرجائیں گے۔ حضرت عثمان نے کہا کہ تو یہ خبر دے رہا ہے یا (محض) مسجع کلام کر رہا ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں (میں خبر دے رہا ہوں) (یہ سن کر) حضرت عثمان نے ان شہروں میں کسی سے جنگ نہیں کی (مسجع و مقفٰی کلام کرنے سے اس کے ان فقرات کی طرف اشارہ ہے "ماؤها وشل وتمرها دقل الخ)

آخر ۳۸ھ اور اول ۳۹ھ عہد خلافت امیرالمومنین علی بن ابی طالب میں حسب تعمیل ارشاد حضرت علی حارث بن مرہ عبدی تیار ہوکر سرحد ہند کی طرف گئے اور فتحیاب ہوئے مال غنیمت اور قیدی حاصل کئے اور ایک دن میں ایک ہزار آدمی تقسیم کئے۔ پھر وہ اور ان کے ہمراہی سوائے چند آدمیوں کے سرحد قیقان میں قتل کردیئے گئے۔ ان کا قتل ۴۲ھ میں واقع ہوا اور قیقان سندھ کے شہروں میں سے خراسان کے قریب ایک شہر ہے۔

پھر اس سرحد پر امیر معاویہ کے زمانہ میں ۴۴ھ میں مہلب بن ابی صفرہ نے جنگ کی اور مقام بنہ و اہواز میں آیا۔ یہ دونوں مقام ملتان و کابل کے درمیان ہیں۔ مہلب سے دشمن کی مڈبھیڑ ہوگئی۔ جس نے اس سے اور اس کے ساتھیوں سے مقابلہ کیا۔ اور مہلب کی بلاد قیقان

---

[1] نحرا کس (عقلمند۔ ہوشیار۔ ماہر۔ دانا آزمودہ کار۔ متقن۔ تیز ذہن ہر امر میں بصیر و بینا) ۱۲ منتہی الارب

[2] "دقل" (نقف) ایک ناکارہ خرما جس کے لئے کوئی نام نہ ہو اور انواع مشہور میں نہ ہو "وشل" (ف) تھوڑا پانی کہ پہاڑ یا پتھر سے رسے اور اس کے قطرے متصل و متوالی نہ ہوں یا پانی کہ تھوڑا تھوڑا کر کے ٹپکے بست پانی تھوڑے آنسو بہت سے آنسو اضداد سے ہے اوشال جمع وشل وشل میں سے ہے ۔۔۔ بالرمل اوشالٌ اور کہتے ہیں جاؤا اوشالا یعنی ایک دوسرے کے پیچھے آئے ۱۲ منتہی الارب

میں اٹھارہ ترکی سواروں سے ملاقات ہوئی جو دُم کٹے گھوڑوں پر سوار تھے۔ اُنہوں نے مہلب سے جنگ کی اور سب مارے گئے۔ مہلب نے کہا کہ یہ عجمی لوگ ہم سے زیادہ مٹاک کر چلنے کے اہل نہیں ہیں۔ پس اس نے (اپنے) گھوڑوں کی دُمیں کاٹ دیں اور یہ مسلمانوں میں سے پہلا وہ شخص ہے جس نے گھوڑوں کی دُمیں کاٹیں ازدی مقام بتہ کے متعلق کہتا ہے ؎

کیا تم نے بنی ازد کو نہیں دیکھا کہ جس رات کو وہ مقام بتہ میں ٹھہرائے گئے تھے تو مہلب کا بہترین لشکر تھے۔

پھر عبداللہ بن عامر نے امیر معاویہ بن ابی سفیان کے عہد میں عبداللہ بن سوار عبدی کو (سرحد ہند کا) والی بنایا اور بعض کا قول ہے کہ اس کو معاویہ نے اس سے قبل ہی سرحد ہند کا والی بنا دیا تھا۔ عبداللہ نے قیقان میں جنگ کی اور مال غنیمت حاصل کیا پھر معاویہ کے پاس آیا اور ان کو قیقانی گھوڑے ہدیہ دیئے۔ چند دن ان کے پاس قیام کیا پھر لوٹ کر قیقان آیا۔ یہاں ان لوگوں (عبداللہ اور اس کے ہمراہیوں) نے ترکوں کو فوج میں بھرتی کر لیا۔ اُنہوں نے عبداللہ کو قتل کر دیا۔ عبداللہ کی مدح میں شاعر کہتا ہے ؎

اور ابن سوار باوجود اپنی سخت حالیوں[1] کے بڑا مہمان نواز اور گرسنگی کو فنا کر دینے والا ہے

یہ (عبداللہ) بڑا سخی تھا۔ اس کے لشکر میں سوائے اس کے اور کسی کے یہاں آگ نہیں جلتی تھی (یہی سب کو کھانا دیتا تھا۔ کسی کو پکانے کی ضرورت نہ ہوتی تھی) ایک رات اس نے آگ روشن دیکھی۔ پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ایک نفساء[2] عورت ہے اس کے لئے خبیص[3] بنایا جا رہا ہے۔ حکم دیا کہ تین دن سب کو خبیص ہی کھلایا جائے۔

زیاد بن ابو سفیان نے عہد معاویہ میں سنان بن سلمہ بن محبق ہذلی کو والی بنایا وہ ایک مرد فاضل و خدا پرست تھا اور سب سے پہلا وہ شخص تھا جس نے عورتوں کو طلاق دیدینے کی بابت لشکر کو قسم دلا دی تھی یہ سرحد پر آیا اور مکران کو قہراً فتح کیا اس کو آباد کیا۔ اُس میں قیام کیا اور دوسرے شہروں پر بھی قبضہ کیا۔ اس کی بابت شاعر کہتا ہے ؎

(الا) میں بنی ہذیل کو دیکھتا ہوں۔ کہ انہوں نے ان عورتوں کو طلاق دینے کی بابت قسم میں امر جدید کیا ہے۔ جن کے وہ مہر ادا نہیں کرتے۔

---

[1] علة (فتحہ) سخت حالی۔ ایقاد آگ جلانا مہمان نوازی سے استعارہ ہے ۱۲ منتہی الارب

[2] نفساء۔ زچہ عورت جسے خون نفاس آتا ہو ۱۲ منتہی الارب

[3] خبیص (زکس) ایک حلوا ہے جو گھی اور خرما کا بناتے ہیں فارسی میں اسے افروشتہ کہتے ہیں ۱۲ منتہی الارب

سه حذف (فتح) گھوڑے کی دم میں سے پکڑ کر بال توڑ لینے۔ حذف (فتحتین) بے کان بے دم کی بکریاں دم سنور بریدن (صراح) مشہور ہے کہ دم کاٹنے سے جانور قوی ہو جاتا ہے۔ شارح ۱۲

(۲) مجھے ابن محبق کی قسم ذلیل معلوم ہوتی ہے جبکہ وہ عورتیں (اس قسم کی بدولت بے داری و مفلسی کی وجہ سے) اپنی گول گول اور زیور سے خالی گردنوں کو بلند کرتی ہیں ٭
ابن کلبی کہتا ہے کہ مکران کو حکیم بن جبلہ عبدی نے فتح کیا ٭
پھر زیاد نے سرحد سندھ پر راشد بن عمرو جُدیدی ازدی کو والی و حاکم مقرر کیا وہ مکران میں آیا۔ پھر قیقان میں جنگ کر کے ظفریاب ہوا۔ پھر میدپر جنگ کی اور مارا گیا۔ اور لوگوں کے احکام کا سنان بن سلمہ ذمہ دار بنا تو اس کو زیاد نے سرحد کا والی بنا دیا وہ وہاں دو سال رہا۔ اعشیٰ ہمدان نے مکران کی بابت کہا ہے ؎
(۱) تو مکران کی طرف جا رہا ہے یقیناً وہاں جانا اور رجا کر نکل آنا مشکل و بعید ہے ٭
(۲) مجھے مکران کی حاجت نہیں اور نہ اس میں جنگ و تجارت کی ضرورت ہے ٭
(۳-۴) میرے سامنے مکران کی باتیں کی جاتی تھیں حالانکہ میں وہاں گیا بھی نہ تھا اور ہمیشہ اس کے ذکر سے مجھے خوف دلایا جاتا رہا ہے۔ کہ زیادہ آدمی جا کر وہاں بھوکے رہتے ہیں اور کم گرفتار و ہلاک کئے جاتے ہیں ٭
عباد بن زیاد نے سرحد ہند پر سجستان سے لڑائی شروع کی پھر سنارود آیا۔ پھر سرزمین سجستان سے ہندوغیرہ تک دیار کنیر و رودبار میں دار و گیر برپا کی۔ پھر کیچ میں آیا۔ پھر راہ طے کر کے قندھار آیا۔ وہاں کے لوگوں سے جدال و قتال کر کے انہیں شکست و ہزیمت دی اور بعد کے بہت سے مسلمانوں کو مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ عباد نے قندہار کو فتح کیا۔ اس نے اہل قندہار کی ٹوپیاں بہت لانبی دیکھیں - تو اس میں ترمیم کی اور ان کا نام قلانس عبادیہ (عبادی ٹوپیاں) ہو گیا۔ ابن مفرغ کہتا ہے ٭
(۱-۲) مقام جرموم اور ارض ہند میں ایسے مقتولین کے اکثر قدم اور پاجامے پڑے ہوئے ہیں جو دفن نہیں ہوئے۔ اور جس کی موت قندہار میں لکھی ہو گی۔ تو اس کے متعلق بغیر علم بہت سی خبریں بیان کی جائیں گی ٭
پاجامے موجود ہونے سے شدت حرب کی طرف اشارہ ہے کہ ہنگامہ دار و گیر میں بھاگنے والوں کو پاجاموں کا بھی ہوش نہ رہا۔ اور مقتول کے متعلق خبریں بیان ہونے سے یہ مطلب ہے

لہ شحط (فس) شحوط (ضفس) دور ہونا لہ وجر (فف) ڈرنا ۱۲
لہ عوس (فس) کسی کو پکڑنا اور لے جانا یا ہلاک کر دینا ۱۲ منتہی الارب
لہ رجم (فس) ایک مرکہ جس کی حقیقت کچھ معلوم ہو۔ رجم و ترجیم گمان سے بات کہنی ۱۲ منتہی الارب

کہ وہاں کے مقتولین کے بہت سے واقعات وتلمیحات ہیں جن کے جا بجا چرچے رہتے ہیں،

پھر زیاد نے منذر بن جارود عبدی کو جس کی کنیت ابوالاشعث تھی۔ سرحد ہند کا والی بنایا۔ اس نے بوقان و قیقان میں ہنگامہ آرائیاں کیں جن میں مسلمان کامیاب ہوئے مال غنیمت ملا۔ اور منذر نے قیدیوں کو ان کے شہروں میں منتشر و تقسیم کر دیا اس کے بعد قصدار کو فتح کیا۔ اس کے باشندوں کو قید کیا۔ سنان نے بھی اس کو پہلے فتح کیا تھا۔ مگر اہل قصدار نے نقض عہد کر دیا تھا یہیں اس کی موت ہوئی شاعر کہتا ہے ؎

(۱) وہ قصدار میں آیا پس وہیں (مر گیا اور) مدفون ہوا اور لوٹنے والوں کے ساتھ سفر سے لوٹنا نصیب ہوا ٭

(۲) قصدار کی اور اس کی سختیوں کی خدا سے فریاد ہے کیسے اچھے دین و دنیا کے جوان کو قصدار نے (اپنے اندر) دفن کر لیا ٭

پھر زیاد نے عبید اللہ بن زیاد بن خری باہلی کو والی بنایا اس کے ہاتھ پر خداوند عالم نے ان شہروں کو فتح کیا۔ ابن جری نے ان میں سخت جدال و قتال کیا پس وہ کامیاب ہوا اور مال غنیمت حاصل کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عبید اللہ نے سنان بن سلمہ کو والی بنایا اور جری اس کے لشکروں پر تعینات تھا جری بن جری کے متعلق شاعر کہتا ہے ؎

اگر بوقان میں میں نیزہ بازی نہ کرتا تو ابن جری کے لشکر[1] لوٹ کے مال لیکر نہ لوٹتے

اہل بوقان اب مسلمان ہیں۔ عمران بن موسےٰ بن یحییٰ بن خالد برمکی نے وہاں ایک شہر کی بنا کی۔ جس کا نام بیضاء رکھا۔ یہ عہد خلافت معتصم باللہ کا واقعہ ہے

باب ۲

جب حجاج بن یوسف بن حکم بن ابو عقیل ثقفی عراق کا والی بنایا گیا تو اس نے سعید بن اسلم بن زرعہ کلابی کو مکران کا اور اس سرحد کا والی بنایا۔ اس پر معاویہ اور محمد نے خروج کیا جو دونوں حارث کے بیٹے علاف کی اولاد میں سے تھے پس سعید مارا گیا اور علاف کے بیٹے سرحد پر غالب آگئے علاف کا نام ربان ہے۔ جو حلوان کا بیٹا۔ حلوان عمران کا بیٹا۔ عمران حاف کا بیٹا اور حاف قضاعہ کا بیٹا تھا اور قضاعہ جرم کا باپ تھا ٭

اس کے بعد حجاج نے مجاعہ بن سعر تمیمی کو اس سرحد کا والی بنایا۔ مجاعہ نے وہاں

---

[1] جمع سریۃ لشکر کا ٹکڑا پانچ آدمیوں سے تین سو چار سو تک ۱۲ منتہی الارب

جنگ کی ۔ مال غنیمت حاصل کیا اور علاقہ قندابیل کے کچھ حصوں کو فتح کیا۔ ....
.... پھر محمد بن قاسم نے علاقہ قندابیل کو پورے طور پر فتح کر لیا اور ایک سال کے بعد مجاعہ مکران میں مرگیا شاعر کہتا ہے ؎

اے مجاعہ نہیں ہیں وہ مقامات کہ جن میں تو حاضر ہوا مگر یہ کہ ان کا ذکر تجھ کو زینت دیتا ہے (یعنی تیری حرب وضرب و شجاعت کے وہاں زینت بخش سکے موجود ہیں)۔

مجاعہ کے بعد حجاج نے محمد بن ہارون بن زراع نجری کو والی بنایا۔ اس کے عہد حکومت میں حجاج کے پاس شاہ جزیرہ یاقوت نے اپنے ملک کی کچھ مسلمان عورتیں ہدیہ بھیجیں جن کے باپ مرگئے ہیں جو تاجر تھے حجاج نے ان کو اپنے پاس بلانے کا ارادہ کیا تو صحرائے دیبل کے کچھ لوگ اس کشتی کے درپے ہوئے جس میں وہ تھیں اور اُنھوں نے کشتی کو مع اس کے مال وسامان کے گرفتار کرلیا۔ ایک عورت نے جو بنی یربوع سے تھی "یا حجاج" کہکر پکارا۔ اس کی حجاج کو خبر ہوئی اس نے "یا لبیك" کہا۔ اور داہر کے پاس پیام بھیجا کہ عورتوں کو چھڑا دے۔ اس نے جواب دیا کہ ان کو ایسے چوروں نے پکڑ لیا۔ جن پر ہمارا کوئی قابو نہیں۔ پھر حجاج کی عبیداللہ بن نبہان سے دیبل میں جنگ ہوئی اور وہ مارا گیا۔ پس حجاج نے بدیل بن طہفہ بجلی کو درحالیکہ وہ عمان میں تھا لکھا کہ دیبل جائے جب بدیل دیبل والوں کے پاس پہنچا تو اس کے گھوڑے نے اس سے سرکشی کی۔ اسے دشمنوں نے گھیر لیا اور مار ڈالا۔ بعض کا قول ہے کہ اسے بدھ کے جاٹوں[1] نے قتل کیا ہے۔ جزیرہ یاقوت کا نام جزیرہ یاقوت وہاں کی عورتوں کے حسن و جمال کی وجہ سے رکھا گیا ہے"۔

پھر حجاج نے محمد بن قاسم بن محمد بن حکم بن ابی عقیل کو ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں والی بنایا حجاج نے سندھ پر جنگ کی اور محمد اس وقت فارس میں تھا۔ اس نے اس کو حکم دیا ۔ کہ رے کی طرف چلا جائے اور اس کے مقدمۃ الجیش پر ابوالاسود جہم بن حر جعفی ہو لیکن بندوبست سندھ کی غرض سے پھر اس نے محمد کو فارس کی طرف بلا لیا و سرحد سندھ کیلئے کمانڈر مقرر کردیا پانچ ہزار شامیوں کا لشکر اور ان کے علاوہ دوسرے آدمی اس کے ساتھ کر دیئے اور وہ تمام سامان دیدیا۔ جس کی اُسے ضرورت ہو حتیٰ کہ ڈورے[2] اور سوئے بھی دیدیئے اور حکم دیا کہ وہ شیراز میں رہے یہاں تک کہ اس کے تمام ساتھی اس کے پاس

---

[1] "زط" ہندوستان میں ایک قوم ہے جسے قوم جاٹ کہتے ہیں ۱۲ منتہی الارب

[2] مسال جمع مسلہ (کفتف) بڑا سوا ۱۲ منتہی الادب وغیاث

آجائیں اور وہ تمام چیزیں (حجاج) اس کے پاس پہنچادے۔ جو اس کے لئے مہیا کی گئی ہیں حجاج نے اون سوئی روئی مہیا کی۔ اس کو نشیلے بہت تیز سرکے میں بھگویا گیا۔ پھر سایہ میں خشک کیا گیا۔ اور (حجاج نے) کہا کہ سرکے کا وہاں بہت قحط ہے لہذا تم اس روئی کو پانی میں بھگو دینا پھر اس میں پکانا اور نچوڑ لینا اور بعض کہتے ہیں کہ محمد جب سرحد پر پہنچا۔ تو وہاں سے اس نے سرکے کی نایابی کی شکایت لکھی۔ تب اس کو سرکے میں بھگوئی ہوئی روئی بھیجی گئی۔

پھر محمد بن قاسم مکران گیا۔ اور وہاں چند روز قیام کر کے قنزبور آیا اور اس کو فتح کیا پھر ارمائیل میں آکر اس کو فتح کیا۔ محمد بن ہارون بن ذراع کی اس سے ملاقات ہوئی۔ وہ اس سے مل گیا اور اس کے ہمراہ چلا گیا۔ ارمائیل کے قریب مرگیا اور قنبل میں مدفون ہوا پھر محمد بن قاسم ارمائیل سے روانہ ہوا اس کے ہمراہ جہم بن زحر جعفی بھی تھا۔ جمعہ کے دن دیبل میں آیا اور اس کو کچھ کشتیاں ملیں۔ جن میں کچھ لوگ اور ہتھیار و آلات لائے ہوئے تھے دیبل میں پہنچ کر اس نے خندق[1] کھودی۔ نیزے خندق پر گاڑ دیئے گئے۔ جھنڈے پھیلا دئے گئے لوگوں کو ان کے جھنڈوں کے نیچے اتارا۔ اور ایک منجنیق[2] نصب کی جو عروس کہلاتی تھی۔ اور جس میں پانچ سو آدمی کام کرتے تھے۔ دیبل میں ایک بہت بڑا اَبُد یا مندر تھا۔ جس پر ایک لانبا ستون[3] تھا۔ اور ستون پر ایک سرخ پھریرا تھا۔ جب ہوا تیز چلتی تھی۔ تو وہ تمام شہر پر گھوما کرتا تھا۔ اور ہر چہار طرف اڑتا تھا۔ اور بُد اہل دیبل کے قول کے مطابق ایک عظیم الشان منار کو کہتے ہیں جو ان کے ایک مکان میں بنایا جاتا تھا۔ اور جس میں ایک یا کئی بت ہوتے تھے۔ جن سے وہ مکان مشہور ہوتا تھا۔ کبھی بت منار کے اندر بھی نصب ہوتا تھا اور ہر چیز جسے انہوں نے بحیثیت عبادت محترم سمجھا بد کہلانے لگی۔ اور صنم کو بھی بد کہتے ہیں۔

حجاج کے خطوط محمد کے پاس آتے تھے اور محمد کے خطوط اپنے پاس کے حالات بیان کرنے اور ہر تین دن کے عمارات کے لئے اس کی رائے معلوم کرنے کے واسطے حجاج کے پاس آتے تھے۔ حجاج کی طرف سے محمد کے پاس ایک خط آیا کہ عروس (منجنیق مذکور) نصب کرو

---

[1] خندق الخندقۃ مصدر جس سے ماضی ہے۔ ور خندق بخندق خندقۃ بروزن بُعثرہ بعثرۃ۔ بعثرۃ

[2] ایک چیز ہے گوپھن کی طرح جس کو ایک لکڑی کے سرے پر نصب کر کے اور اس میں پتھر رکھ کر دشمن کی طرف پھینکتے ہیں ۱۲ منتہی الارب

[3] دقل۔ دنفف۔ کشتی کا مستول ۱۲۔ منتہی الارب

اور اس کا ایک شرقی پایہ کم کردو[1] پھر اس کے چلانے والے کو بلاؤ۔ اور حکم دو کہ اس ستون پر تاک کر تیر مارے۔ بس کا حال تم نے مجھے لکھا ہے۔ چلانے والے نے آکر ستون میں تیر مارا۔ ستون ٹوٹ گیا۔ اور اس عمل سے سرکشی بہت تیزی کے ساتھ ترقی کر گئی۔ پھر محمدؒ اہل دیبل کے مقابلہ کے لئے نکلا اور وہ اس پر چڑھ کر آئے۔ محمدؒ نے ان کو شکست دی یہاں تک کہ پیچھے ہٹا دیا اور سیڑھیاں یہاں لانے کا حکم دیا سیڑھیاں یہاں لا کر رکھی گئیں۔ اور ان پر لوگ چڑھے۔ سب سے پہلا چڑھنے والا اہل کوفہ میں سے بنی مراد کا ایک شخص تھا۔ اس طرح دیبل قہراً[2] فتح کیا گیا۔ اور محمد تین دن تک قیام کر کے وہاں کے باشندوں کو قتل کرتا رہا۔ داہر وہاں سے بھاگ گیا۔ اور ان کے بُت خانہ کے دو خادم[3] قتل کئے گئے۔ محمدؒ نے وہاں مسلمانوں کے لئے مکانات بنانے کی غرض سے خطوط کھینچ دے[4]۔ ایک مسجد بنائی اور چار ہزار آدمیوں کو دیبل میں قیام پذیر کیا۔

صـ۱۳

محمد بن یحیٰی کا قول ہے کہ مجھ سے منصور بن حاتم نحوی غلام خالد ابن اسید نے بیان کیا۔ کہ میں نے اس ستون کو ٹوٹا ہوا دیکھا جو مندر کے مینار پر تھا۔ عنبسہ ابن اسحاق ضبی نے جو عہد خلافت معتصم باللہ میں سندھ کا حاکم تھا۔ اس مینار کے بالائی حصہ کو ڈھا کر اس میں قید خانہ قرار دیا تھا۔ اور جو اس مینار کے شکستہ پتھر تھے۔ ان سے شہر کی مرمت شروع کرادی لیکن اس امر کے اہتمام سے قبل ہی وہ معزول ہو گیا۔ اور اس کے بعد ہارون ابن ابی خالد مرورذی والی ہوا۔ پس عنبسہ دیبل میں قتل کر دیا گیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ محمد بن قاسم بیرون میں آیا۔ بیرون والوں نے اپنی طرف سے سمنیہ[5] قوم کے دو آدمی بھیج کر صلح کر لی تھی۔ اسلئے اُنہوں نے محمدؒ کے لئے کھانے وغیرہ کا سامان مہیا کر دیا۔ اپنے شہر میں داخل کر لیا اور معاہدۂ صلح کو نبھایا۔ محمدؒ جس شہر میں گیا اسے فتح کر لیا۔ یہاں تک کہ مہران کے قریب ایک نہر کو عبور کیا۔ اس کے پاس سربیدس کی سمنیہ قوم کے آدمی آئے اور ان لوگوں کی طرف سے صلح کر لی۔ جو ان سے پیچھے تھے اس نے ان پر کچھ خراج مقرر کر دیا اور رسھوان کی طرف

---

[1] یا اسلئے کہ نشانہ صحیح بیٹھ سکے یا اسلئے کہ وہ دوسروں کیلئے بیکار ہو جائے اور وہ اس کی طرف متوجہ نہوں ۱۲

[2] عنوۃً (عنف) برا درش۔ قہر۔ غلبہ ۱۲ منتہی الارب

[3] سادن کعبہ یا بت خانہ یا دربار کا خادم جمع سدنۃ دیکھئے ۱۲ منتہی الارب

[4] اختطاط (تکلّف) گھر بنانے کے لئے زمین کے گرد خط کھینچ دینا اور اس کی خط بامید دینے خط کو اپنا کر لینا اور اس پر نشان کر دینا ۱۲ منتہی الارب

[5] سمنیۃ ہندوستان میں دہریہ یا بت پرستوں کی ایک قوم ہے جو تناسخ کی قائل ہے ۱۲ منتہی الارب

روانہ ہؤا۔ اسے بھی فتح کیا۔ پھر مہران کی طرف چلا اور وسط مہران میں فروکش ہؤا۔ یہ خبر داہر تک بھی پہنچی اور وہ محمدؒ سے لڑنے کے لئے تیار ہو گیا۔ . . . . . . اس کے بعد محمدؒ بن قاسم نے محمدؒ بن مصعب بن عبدالرحمٰن ثقفی کو کچھ گھوڑے وغیرہ دیکر سدوسان بھیجا۔ اہل سدوسان نے امان و صلح کی خواہش کی اور اس کام کی انجام دہی کے لئے محمدؒ بن مصعب اور اہل سدوسان کے درمیان قوم سمینیہ سفیر بنی۔ اس نے ان کو امان دیدی۔ اُن پر کچھ خراج مقرر کر دیا۔ کچھ مال بطور رہن لے لیا اور مع چار ہزار جاٹوں کے محمدؒ بن قاسم کی طرف لوٹا۔ یہ سب محمدؒ کے ساتھ چلے گئے اور اس نے (محمد نے) سدوسان کا والی ایک دوسرے شخص کو بنا دیا۔

پھر محمدؒ نے مہران کے عبور کرنے کی تدبیریں کیں یہاں تک کہ بلاد داہل کے قریب ایک پل پر سے عبور کر گیا۔ جس کو اس نے خود باندھا تھا۔ داہر اسے ذلیل و سبک سمجھ رہا تھا اور اس سے کھیل کر رہا تھا۔ محمد اور مسلمانوں کے گروہ کی اس سے مڈ بھیڑ ہو گئی۔ اس وقت محمدؒ ہاتھی پر سوار تھا۔ اس کے گرد بہت سے ہاتھی اور ساتھ ساتھ سندھی سپہ سالار تھے ان سب نے اس قدر سخت و شدید جنگ کی کہ ایسی سُننے میں نہیں آئی۔ داہر پیدل ہو کر لڑنے لگا۔ اور شام کے قریب قتل ہو گیا۔ مشرکوں کو شکست ہوئی۔ اور مسلمانوں نے جیسے چاہا ان کو قتل کیا۔ بنا بر روایت مدائنی جس شخص نے داہر کو قتل کیا وہ بنی کلاب کا ایک شخص تھا وہ (قاتل) خود کہتا ہے ؎

(۱) جنگ داہر میں بہت سے گھوڑے اور نیزے موجود تھے اور (محمد بن قاسم بن محمد تھا

(۲) میں نے مجمع کو چیر دیا۔ حالانکہ میں بھاگ[۱] جانے والا نہ تھا۔ یہاں تک کہ میں ہندی (تیز) تلوار سے کر مشرکوں کے اعظم کے سر پر جا چڑھا تھا۔

(۳) میں نے اس کو گرد و غبار میں زمین پر پچھاڑا اور اس حال میں کر کے چھوڑا کہ اس کے دونوں رخسارے خاک آلود[۲] تھے اور سر کے نیچے کوئی تکیہ وغیرہ نہ تھا۔

منصور بن حاتم کا بیان ہے کہ داہر اور اس کے قاتل دونوں کی تصویریں بروص میں ہیں اور بدیل بن طہفہ کی تصویر قصر قند میں ہے اور اُس کی قبر دیبل میں ہے۔ علی بن محمد مدائنی، ابو محمد ہندی سے اور وہ ابو الفرج سے نقل کرتا ہے۔ کہ جب داہر مارا گیا۔ تو بلاد سندھ پر محمد بن قاسم کا قبضہ ہو گیا۔ ابن کلبی کا قول ہے کہ داہر کو قاسم بن ثعلبہ بن عبداللہ بن حصن طائی نے قتل کیا۔

[۱] تعرید بھاگ جانا۔ راہ چھوڑ دینا۔ منتہی الارب [۵] عظیم۔ امیر و حاکم ۱۲ منتہی الارب

[۲] تعفر۔ خاک آلود ہونا۔ خاک میں لوٹنا ۱۲ [۳] متن میں "قندلہ" غلط معلوم ہوتا ہے "قصر قند" چاہیے ۱۲

ع ۵۔ جمع بکر وھو القائد من قواد السند

متعدد راویوں کا قول ہے۔ کہ محمد بن قاسم نے راور کو قہراً فتح کیا۔ وہاں داہر کی عورت تھی۔ اس نے گرفتار ہو جانے کے خوف سے اپنے آپ کو اپنی کنیزوں کو اور تمام مال کو جلادیا پھر محمد بن قاسم برہمن آباد میں آیا۔ یہ شہر منصورہ سے دو فرسخ پر ہے۔ ان دنوں منصورہ موجود نہ تھا بلکہ اس کی جگہ بنگل[1] تھا۔ داہر کے گروہ والے اسی برہمن آباد میں رہتے تھے انہوں نے محمد سے جنگ کی۔ تو محمد نے اس کو فتح کر لیا، آٹھ ہزار اور بنا بر بعض اقوال چھبیس[2] ہزار آدمی اس میں قتل کیے اور اپنا جانشین و حاکم مقرر کیا۔ یہ شہر آج کل ویران ہے۔

محمد رور اور بغرور کے ارادہ سے چلا۔ اہل ساوندری سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اس سے امان طلب کی۔ اس نے امان دیدی اور مسلمانوں کی مہمانی اور ان کی راہبری کی شرط کر دی۔ اہل ساوندری آج کل مسلمان ہیں۔ محمد رور پہنچا۔ وہ سندھ کے شہروں میں سے ایک شہر ہے اور پہاڑ پر آباد ہے۔ وہ اہل رور کا کئی مہینہ تک محاصرہ کئے رہا۔ (بالآخر) اسے بطور صلح اس وعدہ پر فتح کر لیا۔ کہ وہ ان کو قتل اور ان کے مندر سے تعرض نہ کرے گا۔ راوی کہتا ہے کہ نصاریٰ و یہود کے کنیسوں اور مجوس کے آتشکدوں کی طرح ہے۔ اس نے اہل رور پر خراج مقرر کر دیا اور ایک مسجد بنائی۔ اس کے بعد محمد سکہ کی طرف چلا۔ سکہ دریائے بیاس کے اس طرف ایک شہر ہے اور آج کل ویران ہے۔

پھر وہ دریائے بیاس سے نہر کاٹ کر ملتان کی طرف لایا۔ اہل ملتان نے اس سے جنگ کی اس نے زائدہ بن عمر طائی کو خبر کی اور مسلمان شکست کھا کر شہر میں گھس گئے۔ محمد نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ اب مسلمانوں کے توشے ختم ہو گئے۔ تو انہوں نے گدھوں کو کھا لیا۔ پس ان کے پاس ایک شخص آیا جو امان کا خواہاں تھا۔ اس نے ان کو اس چشمہ تک پہنچنے کا راستہ بتایا۔ جس سے اہل ملتان پانی پیتے ہیں یہ وہ چشمہ ہے جو نہر بسمد سے نکلتا ہے اور اپنے ذخیرہ میں جا ملتا ہے جیسے کہ شہر میں پانی کے حوض[3] ہوتے ہیں اہل بسمد اسے تلاح کہتے ہیں۔ محمد نے اسے آٹ[4] دیا۔ جب ان لوگوں کو پیاس معلوم ہوئی تو قبضہ میں آئے محمد نے جنگ کی ان کی ذریت اور مندر کے خدام کو قید کر لیا جو چھ ہزار تھے۔ ان لوگوں نے دفعہ اسے بہت سا سونا جمع کر رکھا تھا اور یہ تمام اموال ایک گھر میں جمع کر دیئے گئے تھے۔ جو دس گز چوڑا اور آٹھ گز لمبا تھا جو چیز اس میں کوئی شخص

---

[1] غیضہ (فتحتین) بیشہ و جنگل ۱۲ منتہی الارب [2] ابطاء خبر دینا ۱۲ منتہی الارب [3] برکہ بکسر بار و سکون راء و فتح کاف "پانی کے ٹھہرنے کی جگہ ۱۲ منتہی الارب [4] تو یہ چشمہ ذخیرہ کو آٹ دینا ۱۲ منتہی الارب

وولیت۔ کھتا تھا اُسے اس روشندان میں ڈال دیتا تھا جو اس کی چھت میں کھلا ہوا تھا۔ اس لئے ملتان سونے کے گھر کی سرحد کہلانے لگا۔ فرج بمعنی سرحد

ملتان کا مندر ایسا مندر تھا۔ جس کی طرف بہت سے مال ہدیہ بھیجے جاتے تھے اس میں منتیں مانی جاتی تھیں۔ اس کی طرف لوگ آتے تھے اور اس کا طواف کرتے تھے اپنے سر اور ڈاڑھیاں منڈاتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ جو بت اس میں ہے وہ حضرت ایوب نبی ہیں ؛

راویوں کا بیان ہے کہ جب حجاج نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ) وہ محمدؐ بن قاسم کو ساٹھ لاکھ درہم خرچ کے لئے دے چکا تھا اور ایک کروڑ بیس لاکھ درہم اس کے پاس آچکے تھے کہنے لگا کہ ہمارے غصہ نے ہمیں شفا دی (یعنی ہمارا غصہ کارآمد ہوا) ہم نے اپنا بدلہ لے لیا (بلکہ) ہم کو ساٹھ لاکھ درہم اور داہر کا سر زائد ملا ؛

حجاج کا انتقال ہوگیا۔ محمدؐ کو اسکی خبر معلوم ہوئی۔ تو وہ ملتان سے آرور اور بغرور کی طرف لوٹ کر آیا ان (مقامات) کو اس نے فتح کر لیا تھا۔ پس ان کو لوگوں کی سپرد کیا اور بیلمان کی طرف لشکر بھیجا۔ بیلمان والوں نے اس کے سپاہیوں سے جنگ نہ کی اور اطاعت کر لی۔ اور اہل سرست نے (بھی) اس سے صلح کر لی" سرست آج کل اہل بصرہ کی حرب گاہ ہے۔ اور اس کے باشندے مید ہیں آباد ہیں جو دریائی سفر کرتے ہیں ؛

پھر محمدؐ کیرج آیا۔ تو اس پر دوہر نے خروج کیا۔ محمدؐ نے اس سے جنگ کی۔ دشمن کو شکست ہوئی اور دوہر بھاگ گیا۔ بعض کا قول ہے کہ وہ قتل کر دیا گیا اور اہل شہر محمدؐ کے قبضہ میں آگئے۔ اس نے ان کو قتل و قید کیا۔ شاعر کہتا ہے ؎

ہم نے داہر و دوہر کو قتل کیا۔ درحالیکہ (ہمارے) گھوڑے (ان کے) گھوڑوں کے گلوں[1] کو یکے بعد دیگرے ہلاک و پامال کر رہے تھے ؛

باب ۳

ولید کی موت واقع ہوئی۔ اور سلیمان بن عبدالملک والی ہوا۔ تو اس نے خراج عراق کا کام صالح بن عبدالرحمن کے سپرد کیا اور یزید بن ابی کبشہ کو سندھ کا والی بنایا۔ محمدؐ بن قاسم معاویہ بن مہلب کے ساتھ قید کر کے لایا گیا۔ تو اس نے احتجاجاً یہ شعر پڑھا ؎

---

[1] منہ " رکسف" گھوڑے کا گلہ تیس سے اور چالیس سے پچاس تک یا ساٹھ تک یا سو سے دو سو تک۔ اشکر کا یا لشکر کا مقدمۃ الجیش ہوتا ہے ۱۲ منتہی الارب

اُنہوں نے مجھ کو ضائع کیا (افسوس) کیسے اچھے جوان کو ضائع کیا جو لڑائی اور دشمنوں کی راہ بند[1] کرنے کے کام کا تھا ۔

اہل ہند محمدؒ کے حال پر روئے اور مقام کیرج میں اس کی تصویر بنائی۔ صالح نے اس کو بمقام واسط قید کر لیا۔ محمدؒ نے یہ شعر کہے ؎

(۱-۲) اگر میں مقام واسط اور اس کی سرزمین میں مدت تک لوہے (طوق و زنجیر) میں مبتلا اور مقید[2] و گرفتار رہوں۔ تو کوئی قباحت نہیں اس لئے کہ بہت سے فارس کے جوانوں کو میں نے ڈرایا ہے اور اکثر ہمسروں کو مار کر چھوڑا ہے ۔

اور محمدؒ نے یہ شعر کہے ؎

(۱) اگر میں جمے رہنے کا عزم[3] کر لیتا تو تمام وہ عورتیں اور (مرد روند ڈالے جاتے جو لڑائی کے لئے مُہیا کئے گئے تھے ۔

(۲) اور سُست[4] رفتار گھوڑوں کے گلے ہماری زمین میں داخل نہ ہو پاتے اور بھدے[5] زندل) آدمیوں میں سے ہمارا کوئی امیر نہ ہو سکتا ۔

(۳) اور نہ میں غلام مزونی کا تابع ہوتا۔ اے جوان مردوں اور شریفوں[6] کو منہ کے بل گرانے ذلیل و خوار کرنے والے) زمانے تجھ پر واے اور (افسوس ہے (کہ تو نے مجھ جیسے کریم و شریف کو ہلاکت و ذلت قید میں مبتلا کیا) ۔

صالح نے محمد کو آل ابی عقیل کے کچھ لوگوں کے ساتھ سزا دی۔ یہاں تک کہ ان کو قتل کر دیا۔ حجاج نے صالح کے بھائی آدم کو مار ڈالا تھا اور وہ خوارج کی طرح سمجھا جاتا تھا۔ حمزہ ابن بیض حنفی کہتا ہے ؎

(۱) بیشک مُروّت جوانمردی اور سخاوت محمدؒ بن قاسم بن محمدؒ کے لئے ہے

---

[1] "سداد الثغر" دشمن کے آنے کا راستہ بند کرنا ۱۲ منتہی الارب [2] کبّل (صنف) قید کیا ہوا اور کا ہونا من التکبیل قید خانہ وغیرہ میں کسی کو قید کرنا" غل (ضت) طوق مغلول جو طوق میں گرفتار ہو ۱۲ منتہی الارب

[3] اجمعت من الاجماع ایک کام پر عزم کرنا قصد کرنا ۱۲ منتہی الارب

[4] سکاسِکُ جمع سکسک اسپ سست رفتار کہ رہوار نباشد و سکسکہ سستی ڈھیل گھوڑوں کا گروہ ۱۲ منتہی الارب و غیاث

[5] "رجل علک" موٹا آدمی سخت ۱۲ منتہی الارب

[6] عاثر (ض) سر کے بل گرنا منہ کے بل گرنا ٹھوکر کھا کر گرنا ۱۲ منتہی الارب

(۱) اس نے سترہ برس کی عمر میں لشکروں کی قیادت وانتظام کیا۔ اس کی سرداری کا وقت ولادت سے قرب کس قدر تعجب خیز ہے (کہ ولادت کے تھوڑے ہی دنوں بعد وہ قیادت کرنے لگا)۔

دوسرا شاعر کہتا ہے ؎

اس نے سترہ سال کی عمر میں لوگوں کی (لشکروں کی) قیادت کی۔ حالانکہ اس کے ہم عمر (لڑکے) اس قسم کے کاموں اور شغلوں میں تھے۔ (یعنی کھیل کود میں مشغول تھے)۔

یزید ابن ابی کبشہ ارض سندھ میں آنے کے اٹھارہ روز بعد مر گیا۔ اور سلیمان بن عبد الملک نے حبیب بن مہلب کو جنگ کا سپہ سالار بنایا۔ حبیب سندھ میں آیا۔ اس وقت ملوک ہند اپنے ملکوں کی طرف لوٹ آئے تھے۔ چنانچہ جیشہ بن داہر برہمناباد میں آ گیا تھا۔ حبیب ساحل دریائے مہران پر پہنچا۔ تو اہل رور نے اس کی اطاعت کر لی۔ اور کچھ لوگوں سے اس نے جنگ کی تو ان پر فتح پائی۔ پھر سلیمان بن عبد الملک مر گیا۔ اس کے بعد عمر بن عبد العزیز کی خلافت ہوئی۔ انہوں نے سلاطین کو اس وعدہ پر اسلام کی طرف دعوت دی کہ یہ ان کو ملک دینگے (وہ آرام و راحت اور نفع و ضرر میں مسلمانوں کے شریک رہینگے) جو فائدہ اور آرام اُن کے لئے ہوگا وہ اِن کے واسطے بھی ہوگا اور جو نقصان وضرر اُن پر واقع ہوگا وہ اِن پر بھی ہوگا۔ چونکہ ان بادشاہوں کو ان کی سیرت و مذہب کا علم ہو چکا تھا اسلئے جیشہ اور تمام بادشاہ اسلام لائے اور اپنے نام مسلمانوں کے جیسے رکھ لئے۔ عمرو بن مسلم باہلی اس سرحد پر حضرت عمر کی طرف سے حاکم تھا اس نے ہندوستان کے بعض حصوں پر جنگ کی اور فتح پائی۔

بنو مہلب یزید بن عبد الملک کے زمانہ میں بھاگ کر سندھ کی طرف آ گئے تھے۔ ہلال بن احوز تمیمی ان کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے جنگ کی۔ جس میں اس نے مدرک بن مہلب کو قندابیل میں قتل کیا اور مفضل۔ عبد الملک۔ زیاد۔ مروان اور معاویہ مہلب کے بیٹوں کو قتل کیا اور ان کے بعد قتل ہونے والوں میں معاویہ بن یزید کو قتل کیا۔

جنید بن عبد الرحمن مری۔ عمر بن ہبیرہ فزاری کی طرف سے سرحد سندھ کا والی ہوا پھر اس کو ہشام بن عبد الملک نے وہاں کا والی بنایا۔ جب خالد بن عبد اللہ قسری عراق میں آیا۔ تو ہشام نے بذریعہ خط جنید کو اس سے خط و کتابت کرنے کا حکم دیا جنید دیبل میں آ گیا۔ پھر ساحل مہران پر آیا تو جیشہ نے اس کو مہران پر عبور کرنے سے روکا اور اس کے پاس پیام بھیجا۔ کہ میں اسلام لے آیا ہوں اور مجھے ایک مرد صالح نے والی بنایا ہے۔ مجھے تم پر اطمینان نہیں۔ جنید نے کچھ مال (معاہدہ صلح کی بابت) بطور

رہن سے دیدیا اور کچھ اس خراج کے تحفظ کے لئے اس سے لے لیا جو اس کے شہر پر تھا۔ پھر ان دونوں نے زر صلح کو لوٹا دیا۔ اور جیشہ نے سرکشی کی۔ اور جنید سے جنگ کی۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ اس نے جنگ نہیں کی بلکہ جنید نے اس پر کوئی الزام لگا دیا۔ جس سے وہ ہند آکر فوجیں جمع کرنے لگا۔ کشتیاں لیں اور لڑائی کے لئے تیار ہو گیا۔ تب جنید بھی (مع لشکر) اس کی طرف کشتیوں میں سوار ہو کر چلا۔ اور اس نے ندی میں ان سب کی مڈبھیڑ ہو گئی جو شرقی جانب کے پتھریلے میدان میں ہے جنید نے جیشہ کو گرفتار کر لیا (اس کا محاصرہ کر لیا) اس کی کشتی ایک طرف کو جھک گئی تھی (ڈوبنے لگی تھی) تو جنید نے اسے قتل کر دیا۔ اور صصہ بن داہر بھاگ گیا وہ یہ ارادہ رکھتا تھا کہ عراق میں جا کر جنید کی بے وفائی کا شکوہ کرے۔ لیکن جنید اس سے (بظاہر) محبت کرنے لگا۔ یہاں تک کہ صصہ نے اپنے کو اس کے قبضہ میں دیدیا۔ پس اس نے اس کو قتل کر دیا۔

جنید نے کیرج میں جنگ کی (چونکہ ان لوگوں نے نقض عہد کیا تھا اس (غصہ) کی وجہ سے جنید نے سینگوں سے ٹکریں مارنے والے مینڈھے لئے اور شہر کی دیوار کو ان سے خوب کٹوایا۔ یہاں تک کہ اسے سوراخ دار کر دیا۔ اور اس میں قہراً داخل ہو کر خوب قتل و قید اور لوٹ مار کی اور اپنے عمال کو مرمد۔ مندل۔ دھنج اور بروص کی طرف بھیج دیا۔ جنید کہا کرتا تھا۔ کہ جزع و فزع کے عالم میں قتل ہونے سے صبر کی حالت میں قتل ہو جانا کہیں زیادہ بڑی بات ہے۔ اس نے ایک لشکر اجین کی طرف بھیجا اور حبیب ابن مرہ کو مع لشکر سرزمین مالیہ کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے (جنید کے سپاہیوں نے) اجین میں لوٹ مار کی۔ اور بہیمن مال میں جنگ کی۔ اس کی شہر پناہ کو جلا ڈالا اور جنید نے مقام بلیان و گوجر کو فتح کیا اور تمام مال اس نے اپنے یہاں منگا لیا سوائے اس کے جو چالیس لاکھ درہم اس نے اپنے ساتھیوں کو دیدئے تھے اور اتنا ہی (چالیس لاکھ) اس نے خود لے لیا تھا۔ جریر کہتا

لہ خبایہ (کنفسف) کسی کا گناہ کرنا۔ کسی پر گناہ لگانا جیسے جنی الذنب علیہ جنایۃً منتہی الارب ٭ بطیح (مانند بطیحہ (فکسف) بطحاء (فسفسی) ندی پتھریلی زمین میں ۱۲ منتہی الارب ٭ جمع کبش نر بکرا اور یہ چار برس سے شروع ہوتا ہے۔ نطاح (فتفس) سینگ مارنے والا کبش ۱۲ منتہی الارب ٭ صک (رفت) کسی کو زور سے مارنا کوٹنا ۱۲ منتہی الارب

٭ یہ قول اس کی عالی ہمتی اور بہادری پر دال ہے ۱۲

ہے ؎

صبح کے وقت جنید کے ساتھی اور اصحاب اس حال میں ہو گئے کہ ایک کشادہ پیشانی[۱] شخص (جنید) کو (مسرت فتح کی خوشی میں) حتاکہ "اللہ (خدا تجھے زندہ رکھے)" کہہ رہے تھے دعائیں دے رہے تھے ایسے شخص کو، جس کی بخششیں بہت زیادہ ہیں"۔

ابو جویریہ کہتا ہے ؎

۱۔ اگر کسی قوم والے اپنے کرم شرف ونسب اور بزرگی کی وجہ سے آفتاب سے اوپر بیٹھ سکتے (اس سے زائد بلند ہو سکتے) تو یہ لوگ بھی بیٹھ جاتے (اور آفتاب سے بھی بلند ہو جاتے یعنی اگر ایسا ممکن ہوتا تو سب سے اوّل اس کے اہل یہی تھے۔ مگر یہ ناممکن ہے لہذا مجبوری ہے)

۲۔ یہ اپنے کرم کی وجہ سے محسودِ خلائق ہیں۔ خداوندعالم ان سے وہ فضیلت سلب کرے جس پر یہ محسود ہیں (دعا ہے) پھر جنید کے بعد تمیم بن زید قینی والی ہوا۔ یہ ضعیف وکمزور تھا دیبل کے قریب ایک چشمہ پر مر گیا جسے جوامیس کہتے ہیں یہ چشمہ جوامیس اس لئے کہلاتا ہے کہ جوامیس (بھینسیں) زرد مکھیوں کی وجہ سے (جو انہیں ستاتی اور کاٹتی ہیں اور) جو ساحل مہران پر ہوتی ہیں اس چشمہ پر بھاگ آتی ہیں۔ تمیم عرب کے بڑے سخیوں میں سے تھا اس نے سندھ کے بیت المال میں اٹھارہ ہزار درہم طاطری (درہم طاطری خالص چاندی کے ۱/۲ درہم کا ہوتا ہے) پائے تو انہیں جلدی سے بخش دیا۔ اس کے ساتھ فوج میں بنی یربوع کا ایک جوان خنیس نامی ہند کی طرف چلا۔ اس کی ماں بنی طے کے قبیلہ سے تھی وہ فرزدق کے پاس آئی اور اس سے یہ خواہش کی۔ کہ وہ خنیس کو لشکر کے ساتھ جانے سے روکنے[۲] کے متعلق بنی تمیم کو لکھے اور اس کے باپ غالب کی قبر کی دہائی دی تو فرزدق نے تمیم کو لکھا ؎

۱۔ اے تمیم وہ خنیس کی ماں میرے پاس آئی اور غالب کی اور اس گڑھے (قبر غالب) کی دہائی دی۔ جس کے اوپر اس کی خاک ہوا سے[۳] اڑ رہی ہے۔

۲۔ پس تو اس ماں کی محبت[۴] کی خاطر سے جس کے حلق سے (خنیس کے بغیر) پانی بھی نہیں اترتا۔ خنیس کو مجھے دیدے اور اس کے معاملہ میں نیکی واحسان سے کام لے۔

۳۔ اے تمیم بن زید میری حاجت (تجھ سے) کسی مال کثیر[۵] کے متعلق نہیں ہے اور نہ اس کا جواب (حاجت روائی) تجھ کو تکلیف دیگا۔

---

[۱] ہلت (فس) کشادہ پیشانی پیشانی واسع ۱۲ منتہی الارب [۲] اقفال "لشکر کو چلنے سے روک دینا" ۱۲ منتہی الارب [۳] "سفی" (فس) ہوا کا خاک کو لے جانا اور اٹھانا ۱۲ منتہی الارب [۴] جو تہ (فس) ماں کی بیٹے پر محبت ۱۲ منتہی الارب [۵] "لُھُم" (فس) بہت سا مال ۱۲ منتہی الارب

۴۔ (اے تمیم) تو میری حاجت روائی میں زیادہ تردد نہ کر۔ اس لئے کہ مجھے ایسی حاجتوں سے تکلیف وملال ہوتا ہے۔ جن کی طلب سستی کے ساتھ ہو ٭

(جب تمیم کے پاس یہ اشعار پہنچے تو) یہ نہ معلوم ہوسکا کہ جوان کا نام جیش ہے یا خنیس اس لئے تمیم نے حکم دیا۔ کہ تمام وہ لوگ لشکر کے ساتھ جانے سے روک دئے جائیں۔ جن کے نام میں ایسے حروف ہیں ٭

تمیم کے زمانہ میں مسلمان بلاد ہند سے نکل گئے اپنے مرکزوں کو چھوڑ دیا اور آج تک لوٹ کر نہیں آئے۔ پھر حکم بن عوانہ کلبی والی ہؤا۔ اس وقت تمام اہل ہند سوائے اہل قصہ کے کافر ہوگئے مسلمانوں کے لئے کوئی جائے پناہ نظر نہ آتی تھی۔ جس میں جا کر پناہ لیں تو حکم نے دریا کے اس طرف ہند کے قریب ایک شہر کی بنا کی۔ جس کا نام محفوظہ رکھا۔ اس کو مسلمانوں کے لئے جائے امن و پناہ قرار دیا اور خوب آباد کیا۔ اور اہل شام میں سے بنی کلب کے بڑے لوگوں سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ ہم اس کا کیا نام رکھیں۔ بعض نے کہا دمشق بعض نے کہا حمص اور ایک شخص نے کہا کہ تدمر[1] نام رکھو۔ حکم نے کہا (دمر اللہ علیک یا احمق) اے بیوقوف خدا تجھ پر ہلاکت ڈالے ہم اس کا نام محفوظہ لیں گے اور اس میں قیام کیا ٭

عمرو بن محمد بن قاسم حکم کے ساتھ تھا وہ اپنے کام اس کی سپرد کر دیا کرتا تھا اور اپنے بڑے بڑے امور و افعال اس کے ذمہ کر دیا کرتا تھا۔ اس لئے اس کو (عمرو کو) محفوظہ سے کسی جنگ کے لئے بھیجا[2]۔ جب وہ کامیاب ہوکر حکم کے پاس آیا تو دریا کے قریب ایک شہر آباد کیا یہ وہ شہر ہے۔ جس میں اب حکام لوگ آ کر اترتے ہیں۔ جو کچھ دشمنوں کے پاس ایسے اموال تھے جن پر وہ غالب آ گئے تھے۔ حکم نے وہ سب چھڑا لئے اور لوگ اس کی حکومت سے رضامند ہوگئے۔ خالد کہا کرتا تھا کہ بڑا تعجب ہے۔ میں نے ایک جوان عرب کو حاکم بنایا تو لوگوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ یعنی تمیم کو اور ایک بخیل ترین مردم کو والی بنایا۔ تو لوگ اس سے راضی ہو گئے (یعنی حکم)۔ حکم اسی مقام پر قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد حکام دشمنوں سے جنگ جدل کرتے رہے۔ جو چیز ان کو ملتی[3] تھی اسے لے لیتے تھے اور جس خطہ کے لوگ سرکشی کرتے تھے۔ اس کو فتح کر لیتے تھے ٭

---

[1] "تدمیر" ہلاک کرنا کسی پر ہلاکت ڈالنا ۱۲ منتہی الارب

[2] "اعزاز" کسی کے سامان جنگ کو آمادہ کرنا کسی کو جنگ پر بھیجنا ۱۲ منتہی الارب

[3] "طف" (نت) نزدیک ہونا ۱۲ منتہی الارب

باب ۴

اس سلطنت (سلطنت فاروقیہ) کے ابتدائی زمانہ میں ابو مسلم عبدالرحمن بن مسلم نے
مغلس کو سرحد سندھ کا حاکم بنایا۔ اور خود طخارستان پر داروگیر برپا کی اور مغلس روانہ ہوا
یہاں تک کہ منصور بن جمہور کلبی کے پاس پہنچا۔ اس وقت وہ سندھ میں تھا۔ منصور اس
سے لڑا اُسے قتل کر دیا اور اس کے لشکر کو شکست دی۔ جب یہ خبر ابو مسلم تک
پہونچی۔ تو اُس نے موسیٰ بن کعب تمیمی کو (حاکم) مقرر کر کے سندھ کی طرف بھیجا۔ جب
وہ سندھ آیا۔ تو اس کے اور منصور کے درمیان دریائے مہران حائل تھا۔ پھر دونوں
کا مقابلہ ہوا۔ تو اس نے منصور کو اور اس کے لشکر کو شکست دی۔ اور منظور یعنی منصور
کے بھائی کو قتل کر دیا۔ منصور شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ یہاں تک کہ مقام رمل
میں پہنچا تو پیاسا مر گیا اور موسیٰ سندھ کا والی ہوا اس نے منصورہ میں ترمیم کی۔ وہاں
کی مسجد میں کچھ زیادتی کی، لڑائیاں لڑیں اور کامیابیاں حاصل کیں ؛

منصور نے ہشام بن عمرو تغلبی کو سندھ کا والی بنایا جو شہر فتح نہ ہوئے تھے اُنہیں
اس نے فتح کیا۔ عمرو بن جمل کو (مع لشکر) بڑی بڑی جنگی کشتیوں میں (سوار کر کے) نارند
بھیجا۔ اور خود ہند میں آکر کشمیر کو فتح کیا۔ بہت سے قیدی اور غلام حاصل کئے۔ ملتان
کو فتح کیا، مندر کو ڈھا کر اس کی بجائے مسجد بنوائی۔ اس کے عہد حکومت میں شہر فراخ سال
ہو گئے۔ لوگوں نے اس سے برکت حاصل کی۔ اس نے سرحد پر قبضہ کر کے اس کے حالات
واحکام کو مستحکم (مضبوط) کیا ؛

پھر سرحد سندھ کا عمر بن حفص بن عثمان ہزار مرد اور اس کے بعد داؤد بن یزید بن حاتم
والی ہوا۔ اس کے ساتھ ابو صمہ بھی تھا جو آج کل متصرف ہے۔ اور یہ بنی کندہ کا غلام ہے
اس سرحد کا انتظام برابر درست رہا۔ یہاں تک کہ خلافت مامون کے زمانہ میں بشر
بن داؤد اس کا والی ہوا۔ اس نے سرکشی اور مخالفت کی تو مامون نے اس کے پاس غسان
بن عباد کو بھیجا۔ یہ کوفہ کے دیہات کے رہنے والوں میں سے ایک شخص تھا۔ بشر اس کے
پاس امان کی حالت میں آیا (نہ کہ جنگ و جدل کی حیثیت سے) اور اس کو مدینہ میں لایا اور غسان

لہ بوارج جمع بارجۃ، بڑی کشتی جنگی (سمجھی) ۱۲ منتہی الارب ۔ لہ اخصاب فراخ سال ہونا ۱۲ منتہی الارب

نے سرحد پر موسیٰ بن یحییٰ بن خالد بن برمک کو اپنا جانشین بنایا۔ اس نے بالہ بادشاہ شرقی کو قتل کردیا۔ حالانکہ اس نے اس کو پانچ لاکھ درہم اس لئے دئے تھے کہ وہ اس کو چھوڑ دے اور نہ مارے مگر پھر بھی قتل کر دینے کی وجہ یہ تھی کہ اس بالہ نے غسان کا حکم ٹال دیا تھا اور وہ یہ کہ غسان نے اس کو اپنے لشکر کے آنے کے متعلق لکھا۔ جس میں بادشاہ بھی تھے تو اس نے انکار کردیا۔

موسے نے اچھے اثرات چھوڑے اور ۲۲۱ھ میں مر گیا۔ اس نے اپنے بیٹے عمران بن موسے کو اپنا جانشین بنا دیا تھا اس کو معتصم باللہ نے حکومت سرحد کے لئے لکھا تو وہ قیقان کی طرف چلا۔ اہل قیقان جاٹ تھے۔ اس نے ان سے جنگ کی اور ان پر غالب آیا ایک شہر آباد کیا۔ جس کا نام بیضاء رکھا اور اس میں اپنے لشکر کو مقیم کیا پھر منصورہ آیا۔ اور وہاں سے قندابیل پہنچا۔ یہ ایک شہر ہے پہاڑ پر۔ اس پر ایک شخص محمد بن خلیل نامی متصرف تھا۔ اس نے اس سے مقاتلہ کیا۔ قندابیل کو فتح کر لیا۔ اور رؤساء شہر کو قصدار لے گیا پھر مید پر جنگ کی۔ تین ہزار میدیوں کو قتل کیا اور ایک بند[1] باندھا۔ جسے بند مید کہتے ہیں۔ اس وقت عمران کا لشکر نہر رور پر تھا۔ اس نے ان جاٹوں کو آواز دی۔ جو اس کے سامنے تھے وہ آئے یا اس نے ان کے ہاتھوں پر مہریں لگا دیں ان سے جزیہ لیا۔ اور حکم دیا۔ کہ اُن میں سے ہر شخص کے ساتھ جب وہ مید پر آئے ایک کتا ہو۔ اس سے کتے اس قدر گراں ہو گئے کہ ایک کتے کی قیمت پچاس درہم تک پہنچ گئی۔ پھر اس نے مید پر جنگ کی۔ حالانکہ اس کے ہمراہ بڑے بڑے رودار جاٹ تھے اور دریا سے ایک نہر کھود کر ان کی پتھریلی زمین کی ندی میں لا ملائی۔ جس سے ان کا دان کے پینے کا یعنی اس ندی کا پانی شور ہو گیا۔ اور اُن پر ہر طرف سے لوٹ مار کی۔ پھر نزاری اور یمانی باشندوں میں تعصب پھیل گیا۔ عمران یمانی طبقہ کی طرف مائل ہو گیا۔ عمر بن عبد العزیز ہباری اس کے پاس آیا اور اسے غفلت[2] کی حالت میں قتل کر دیا۔ اس عمر کا دادا ان لوگوں میں سے تھا۔ جو حکم بن عوانہ کے ساتھ سندھ میں آئے تھے۔

(راوی کہتا ہے کہ) مجھ سے منصور بن حاتم نے بیان کیا ہے کہ فضل بن ماہان نے جو بنی سامہ کا غلام تھا سندان کو فتح کیا تھا۔ اس پر غالب آگیا تھا۔ مامون کے لئے ہاتھی بھیجا تھا۔ اور اس کے لئے اس مسجد میں دعا کی تھی۔ جو اس نے سندان میں بنائی تھی جب وہ مر گیا۔ تو

---

[1] سِکر (کس) پانی اور نہر کا بند۔ جس سے کہ بند کریں (فتس) نہر اور پانی کو بند کرنا ۱۲ منتہی الارب

[2] غِرار (فیست) غافل ۱۲ منتہی الارب

اُس کا بیٹا محمدؐ اس کا قائم مقام ہوا۔ وہ شتر جنگی کشتیاں لیکر ہندوستان کے شہر میدمیں پہنچا۔ یہاں کے باشندوں میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ مآلی کو فتح کیا۔ سندان کی طرف مراجعت کی۔ اس وقت سندان پر اس کا بھائی ماہان بن فضل قابض تھا محمدؐ خلیفہ معتصم باللہ سے خط وکتابت کی اور اس کے پاس ایک ایسی سبز چادر[۱] ہدیہ بھیجی کہ ایسی بڑی اور طویل چادر کوئی اور نہیں دیکھی گئی۔ ہندوستان ہر وقت اس کے بھائی کے زیر حکومت تھا۔ اہل ہند نے اس پر چڑھائی کی۔ اس کو قتل کر دیا اور سولی دیدی۔ اس کے بعد ہندوستانی سندان پر غالب آگئے (مگر) مسجد سندان کو مسلمانوں کے لئے چھوڑ دیا وہ (مسلمان) اس میں نماز جمعہ پڑھتے تھے اور خلیفہ کے لئے دعا کرتے تھے ؛

(راوی کہتا ہے کہ) مجھ سے آبو بکر کریزیوں کے غلام نے بیان کیا۔ کہ ایک شہر جس کا نام عُیَیفان ہے اور کشمیر۔ ملتان اور کابل کے درمیان واقع ہے۔ اس کا بادشاہ ایک عاقل شخص تھا۔ اور اس شہر والے ایک بت پُوجتے تھے۔ جس کے اوپر انہوں نے ایک گھر بنایا تھا اور لبادہ اڑھا دیا تھا۔ (ایک مرتبہ) بادشاہ کا بیٹا بیمار ہوا تو اس نے اس گھر کے خادموں کو بلایا۔ اور ان سے کہا کہ بت سے دعا کرو کہ میرا بیٹا اچھا ہو جائے وہ لوگ تھوڑی دیر کے لئے اس کے پاس سے چلے گئے پھر آکر کہنے لگے کہ ہم نے اس سے دعا مانگی ہے اور اس نے ہماری دعا کو قبول کر لیا ہے کچھ دیر نہ گذری تھی کہ لڑکا مر گیا۔ بادشاہ اس گھر پر جا چڑھا اور اُسے ڈھا دیا بُت کی طرف گیا اور اسے توڑ دیا۔ اور خدام کے پاس جا کر انہیں قتل کر دیا۔ پھر مسلمان تاجروں کے ایک گروہ کو بلایا۔ اور انہوں نے اسکو خدا کو واحد یکتا ماننے کے لئے کہا وہ وحدانیت کا قائل ہوا اور اسلام لایا۔ یہ واقعہ عہد خلافت معتصم باللہ میں واقع ہوا ؛

---

[۱] ساج (فس) سبز یا سیاہ چادر ۱۲ منتہی الارب

الباب السادس عشر

من

مروج الذہب و معادن الجوہر للمسعودی

دریاؤں کے حالات کا "ان عجائبات و اقوام کا جو ان میں ہیں" اندلس کے حالات کا" خوشبو کی کانوں اور اس کے اصول و فروع کا" اور اس کے علاوہ (دوسری چیزوں) کا مختصر بیان

اس کتاب کے پچھلے حصہ میں ہم نے مل کر بہنے والے اور جدا جدا بہنے والے دریاؤں کی ترتیب کا کچھ بیان کیا تھا۔ اس باب میں ان چیزوں کے مختصر حالات ذکر کرتے ہیں جو ان سے متصل ہیں یعنی بحر ہند اور ممالک و سلاطین اور کچھ اُن کی ترتیب اور اس کے علاوہ اقسام عجائبات کا ذکر کرتے ہیں) لہذا ہم کہتے ہیں۔ کہ بحر چین۔ بحر ہند۔ بحر فارس اور بحر یمن (یہ سب) مل کر بہتے ہیں۔ جدا جدا نہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے لیکن ان کا جوش میں آنا اور ٹھہر جانا ہواؤں کے چلنے اور اُن کے اُٹھنے کے اوقات[1] کے اختلاف اور اس کے علاوہ دیگر اسباب کی وجہ سے مختلف (اوقات میں) ہوتا ہے۔ پس بحر ہند کے سکون اور اُتار اور کمی امواج کے وقت بحر فارس میں شدید تموج اور سخت چڑھاؤ ہوتا ہے اور بحر ہند کے تلاطم، اضطراب امواج اور شدید چڑھاؤ کے وقت بحر فارس میں سکون و قلت امواج اور اُتار ہوتا ہے۔

---

[1] وآبان الشیٔ" ککفف متنفس) ایک چیز کا وقت یا اس کا شروع و توران رفقس، برانگیختہ ہونا اُٹھنا اگر داور دہوئیں کا نکلنا ۱۲ منتہی الارب۔ باقی آئندہ الفاظ کے معنے سیاق کلام اور ربط و مناسبت مقام سے ادنےٰ تامل کے ساتھ واضح ہو سکتے ہیں۔

الباب السادس عشر

من

مروج الذہب و معادن الجوہر للمسعودی

دریاؤں کے حالات کا "ان عجائبات و اقوام کا جو ان میں ہیں" اندلس کے حالات کا" خوشبو کی کانوں اور اس کے اصول و فروع کا" اور اس کے علاوہ (دوسری چیزوں) کا مختصر بیان

اس کتاب کے پچھلے حصہ میں ہم نے مل کر بہنے والے اور جدا جدا بہنے والے دریاؤں کی ترتیب کا کچھ بیان کیا تھا۔ اس باب میں ان چیزوں کے مختصر حالات ذکر کرتے ہیں جو ان سے متصل ہیں یعنی بحر ہند اور ممالک و سلاطین اور کچھ اُن کی ترتیب اور اس کے علاوہ اقسام عجائبات کا ذکر کرتے ہیں) لہذا ہم کہتے ہیں۔ کہ بحر چین۔ بحر ہند۔ بحر فارس اور بحر یمن (یہ سب) مل کر بہتے ہیں۔ جدا جدا نہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے لیکن ان کا جوش میں آنا اور ٹھہر جانا ہواؤں کے چلنے اور اُن کے اُٹھنے کے اوقات[1] کے اختلاف اور اس کے علاوہ دیگر اسباب کی وجہ سے مختلف (اوقات میں) ہوتا ہے۔ پس بحر ہند کے سکون اور اُتار اور کمی امواج کے وقت بحر فارس میں شدید تموج اور سخت چڑھاؤ ہوتا ہے اور بحر ہند کے تلاطم، اضطراب امواج اور شدید چڑھاؤ کے وقت بحر فارس میں سکون و قلتِ امواج اور اُتار ہوتا ہے ٭

---

[1] وآبان الشئی" کتفس صتفس، ایک چیز کا وقت یا اس کا شروع و توران رففس، برانگیختہ ہونا اُٹھنا اگرد اور دہوئیں کا نکلنا ۱۲ منتہی الارب۔ باقی آیندہ الفاظ کے معنے سیاق کلام اور ربط و مناسبت مقام سے ادنےٰ تامل کے ساتھ واضح ہو سکتے ہیں ٭

ہے۔ پھر بحرِ چین ہے۔ اسی کو دریائے صَنجی کہتے ہیں۔ اس کے بعد کوئی دریا نہیں ⁂

بحرِ فارس کی ابتدا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ تخشات بصرہ سے ہے داور تخشبات لکڑی کی کچھ نشانیاں ہیں۔ جو دریا میں گڑی رہتی ہیں۔ اور کشتیوں کو ان سے راستہ ملتا ہے (مقام کنکلا سے عمان تک سو فرسخ کی مسافت ہے اور اتنا ہی فاصلہ ساحل فارس و بلاد بحرین کے درمیان ہے اور عمان سے (اور اس کے اس قصبہ سے جس کا نام صحار ہے اور فارس والے اس کو مزوان کہتے ہیں) مسقط تک (یہ ایک قریہ ہے جس کے شیریں کنوؤں سے کشتیوں والے پانی لیتے ہیں) پچاس فرسخ (کا فاصلہ) ہے اور مسقط سے راس جمجمہ تک (بھی) پچاس فرسخ (کی مسافت) ہے۔ یہ بحرِ فارس کا آخر ہے۔ جس کا طول چار سو فرسخ ہے۔ کشتیبانوں[1] اور ملاحوں (کے آنے) کی حد یہیں تک ہے ⁂

راس جمجمہ سے کشتیاں بحرِ فارس کے دوسرے دریا میں چھوڑ دی جاتی ہیں جو لاروی مشہور ہے۔ اس کے پانی کی زیادتی اور فضا کی وسعت کی وجہ سے اس کی گہرائی نہیں معلوم ہو سکتی اس کی حدود کی وسعت حصر نہیں کی جا سکتی، اور اس کی انتہائیں محدود نہیں کی جا سکتیں۔ اکثر بحری لوگوں کا گمان ہے کہ اس کے اطراف کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ اس لئے کہ ہم اس کے شاخ در شاخ ہونے کا حال بیان کر چکے ہیں۔ کشتیاں اکثر اس کو دو تین مہینہ میں طے کرتی ہیں۔ اور ہواؤں کے چلنے اور ان کے ہموار ہونے کے مطابق ایک مہینہ میں (بھی) طے کر لیتی ہیں۔ جو دریا بحرِ فارس سے نکلتے ہیں۔ ان سب میں اس دریائے لاروی سے بڑا اور تیز۔ کوئی دریا نہیں اور اسکے بیچ[2] میں دریائے زنج بہتا ہے اور زنگیوں کے شہر آباد ہیں اس دریا سے عنبر بہت کم نکلتا ہے اس لئے کہ عنبر اکثر زنگی شہروں میں اور ساحل شحر کے عربی حصہ میں پیدا ہوتا ہے۔ اہلِ شحر بنی قضاعا اور ان کے علاوہ دوسرے اہلِ عرب میں سے ہیں۔ جو عرب اس شہر میں رہتے ہیں۔ وہ مہرہ[3] کہلاتے ہیں وہ بڑے بڑے اور گھنے بالوں والے ہیں ان کی زبان زبانِ عرب کے خلاف ہے اور وہ یہ کہ یہ لوگ کاف کی جگہ شین استعمال کرتے ہیں۔ اس کی مثال ان کا یہ قول ہے "هل لش[4] فيما" قلت لى، و قلت لش ان تجعل الذى معى فى الذى معش[5]" اس کے علاوہ

---

[1] نوتی "رصکت، کشتیاں نواتی جمع ۱۲ منتہی الارب [2] عُرض (صنس، ندی اور دریا کا نیچ ہر چیز کا بیچ" منتہی الارب [3] غالباً یہ لوگ مہرہ بن حید ان کی طرف نسبت کی حیثیت سے مہرہ کہلاتے ہیں۔ جیسے حسب محاورہ عرب بنو تمیم میں سے ہر شخص کو تمیم کہکر خطاب کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ مہریہ اونٹ اسی شخص کی طرف منسوب ہیں ۱۲ شارح [4] لش یعنی لک ۱۲

[5] معش یعنی معک ۱۲

ان کی اور گفتگو اور نادر کلام (کلام عرب سے مختلف ہیں۔ یہ لوگ فقر و فاقہ میں رہتے ہیں۔ ان کے
پاس عمدہ اونٹ ہیں۔ جن پر وہ رات میں سوار ہوتے ہیں اور جو نجیب مہریہ کہلاتے ہیں۔ سرعت
میں بجاوی اونٹوں کی مثل ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض لوگوں کے نزدیک وہ ان سے بھی تیز رو ہیں یہ
لوگ ان پر دریا کے کنارے پھرتے پھرا کرتے ہیں۔ جب یہ اونٹ عنبر محسوس کرتے ہیں جسے
دریا نے (کنارہ پر نکال) پھینکا ہو تو بیٹھ جاتے ہیں۔ ان کو اس کی مشق کرائی گئی ہے اور عادت
دلوائی گئی ہے (جب وہ بیٹھ جاتے ہیں تو سوار عنبر کو اٹھا لیتا ہے۔ عمدہ قسم کا عنبر وہی
ہے جو اس کنارہ پر اور دریائے ہند کے جزیروں اور اس کے ساحل پر پڑا ہوتا ہے۔ یہ گول
گول نیلے نیلے رنگ کا کمیاب شتر مرغ کے انڈوں کے برابر یا اس سے کچھ چھوٹا ہوتا ہے
اسی میں سے (بعض ٹکڑوں کو) وہ مچھلی کھا لیتی ہے جو اوال کہلاتی ہے اور جس کا ذکر گذر چکا
ایسا اس طرح ہوتا ہے کہ جب دریا چڑھتا ہے تو اپنی تہ میں سے پہاڑوں کے ٹکڑوں کے
برابر اور چھوٹے چھوٹے (عنبر کے) اتنے ٹکڑے کو جتنا ہم نے بیان کیا (ساحل پر) پھینک
دیتا ہے۔ جب مچھلی اس کو نگل لیتی ہے تو یہ اس کو مار ڈالتا ہے۔ اور وہ پانی کے اوپر آکر
تیرنے[1] لگتی ہے۔ اسی لئے زنگی لوگ چھوٹی چھوٹی کشتیوں[3] پر بیٹھ کر اس کی گھات لگایا
کرتے ہیں اور غیر زنگی سنڈیاں[4] اور رسیاں دریا میں ڈال دیتے ہیں اور مچھلی کو پکڑ کر اس کا
پیٹ چیرتے ہیں اور عنبر نکال لیتے ہیں جو عنبر اس کے پیٹ سے نکلتا ہے وہ بدبودار ہوتا
ہے۔ عراق اور فارس کے عطار اسے بو سے پہچان لیتے ہیں۔ اور جو مچھلی کی پشت سے پیدا
ہوتا ہے وہ جتنی زیادہ مدت تک مچھلی کے شکم میں رہا ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ پاکیزہ ہوتا
ہے۔ بحر ثالث یعنی ہرکند اور بحر ثانی یعنی لاروی کے درمیان جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے۔
بہت سے جزیرے ہیں جو ان دونوں کے مابین پیدا ہو گئے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ وہ
تقریباً دو ہزار جزیرے ہیں اور ایک مؤرخ کے قول میں ہے کہ ایک ہزار نو سو جزیرے ہیں
جو سب کے سب آباد ہیں اور ان تمام جزیروں کی ملکہ ایک عورت ہے۔ ان لوگوں کی یہ رسوائی
حکومت کی (عادت قدیم الایام سے چلی آتی ہے۔ مرد ان کا بادشاہ نہیں ہوتا۔ ان جزائر میں
(بھی) عنبر پایا جاتا ہے دریا اس کو ساحل پر پھینک دیتا ہے اور دریا کے اندر پتھر کی چٹان

لہ نجیب۔ (ضض) نجیب برگزیدہ اونٹ از منتہی الارب نسبت مہریہ کا ذکر اوپر ہو چکا ۱۲ طفو (رضض)
طفو (ضضت) پانی کے اوپر آجانا تیرنے لگنا ۱۲ منتہی الارب
۳ جمع قارب (ضسک) چھوٹی کشتی جو بڑی کشتی کے پہلو میں رکھتے ہیں ۱۲ منتہی الارب
۴ کلالیب جمع کُلّاب (ضتفس) ... ۱۲ منتہی الارب

بڑے ٹکڑے کی برابر ہوتا ہے مجھ سے (مسعودی سے) عمان وسیراف میں بہت سے سیرافی اور عمانی ملاحوں[1] نے اور اُن کے علاوہ تاجروں نے جو ان جزیروں میں آتے جاتے رہتے تھے۔ بیان کیا ہے کہ عنبر اس دریا کی تہ میں پیدا ہوتا ہے اور ایسے پیدا ہوتا ہے۔ جیسے طرح طرح کی گندھک سفید۔ سیاہ اور سرخ مائل بیاہی پیدا ہوتی ہے۔ پس جب دریا طغیانی اور موجزنی کرتا ہے۔ تو اپنی تہ میں سے چھوٹے بڑے پتھروں اور عنبر کے ٹکڑوں کو باہر پھینک دیتا ہے۔ ان جزیروں والے سب متحدُ اللسان ہیں کہ ان کی کثرت کی وجہ سے ان کا شمار نہیں ہو سکتا اور نہ ان لشکروں کا شمار ہو سکتا ہے جو حکومت نے ان پر مقرر کر رکھے ہیں۔ ایک جزیرے سے دوسرے تک ایک میل۔ ایک فرسخ۔ دو فرسخ اور تین فرسخ کا فاصلہ ہے۔ ان کے یہاں نارجیل کے درخت (بکثرت) ہوتے ہیں اور دوسرے درختوں میں سے بھی کوئی درخت سوا درخت خرما کے مفقود نہیں ہے۔ اور تمام جزیروں کے اندر ہر قسم کی ہوشیاری[2] میں اور کپڑوں اور آلات وغیرہ کی صنعتوں میں ان جزیروں والوں سے عمدہ کاریگر نہیں پائے جاتے۔ اس مملکت کا تمام سرمایہ کوڑی[3] ہے۔ اور یہ اس طریقہ سے (حاصل کی جاتی ہیں) کہ ودع ایک قسم کا جانور ہے۔ جب اس مملکت کا مال کم ہو جاتا ہے۔ ان جزیروں والوں کو حکم دیا جاتا ہے۔ وہ درخت نارجیل کی شاخوں[4] کو مع اس کے پتوں[5] کے کاٹ لیتے ہیں اور اس کو سطح آب پر ڈال دیتے ہیں۔ پس اُن پر یہ جانور آ بیٹھتے ہیں اور یہ جمع کر کے ساحل دریا کے ریت پر ڈال دی جاتی ہیں۔ تو آفتاب جو کچھ اس میں زندگی (جان) ہوتی ہے اسے جلا دیتا ہے اور ودع اس چیز (حیات) سے خالی رہ جاتی ہے۔ جو اس میں بھی اس سے حکومت کے)

[1] نواخذہ۔ جمع ناخذاہ بمعنی ناخدائے یعنی ناؤ کا مالک بمعنی ملاح یہ لفظ فارسی ہے پھر اسے معرب کر کے اس سے مشتق کرنے لگے۔ چنانچہ کہتے ہیں تنخذ یعنی ناؤ خدا ہو گیا ۱۲ منتہی الارب

[2] مہن جمع مہنۃ (کسف) خدمت اور کام میں ہوشیاری۔ عقلمندی۔ ۱۲۔ منتہی الارب

[3] دوغۃ (فسف) سفید موتیہ کو دریا سے نکالتے ہیں۔ فارسی میں اسے مہرچہ اور ہندی میں کوڑی نظر بد کے لئے لڑکوں کے گلے میں ڈال دیتے ہیں۔ از منتہی الارب۔ صاحب غیاث مے گوید کہ ودع بفتحتین مہرہا سفید کہ از دریا بر آید ہندی سنکھ گویند از منتخب و برہان۔

[4] سعف (رفت) درخت خرما کی شاخ ۱۲۔ منتہی الارب

[5] خوص (رضس) خرما کا پتا منتہی الارب۔ دونوں لفظ یہاں عام سے بے قید درخت خرما مستعمل ہیں۔ ۱۲۔ شارح

بیت المال بھر دئے جاتے ہیں +

ان تمام جزیروں کو دیبجات کہتے ہیں۔ ان میں سے نار جیل (ناریل) بہت لے جایا جاتا ہے

ان میں سب سے آخری جزیرہ جزیرہ سراندیپ ہے۔ سراندیپ کے قریب ایک ہزار فرسنخ تک

اور جزیرے ہیں۔ جنہیں رآمنی کہتے ہیں یہ سب آباد ہیں۔اس میں بادشاہ رہتے ہیں اور سونے کی

بہت سی کانیں ہیں۔ ان کے قریب بلاد قیقصور میں کافور قیقصوری اسی کی طرف منسوب ہے۔

اہل جزائر مذکورہ کی زیادہ تر غذا نارجیل ہے۔ ان جزائر سے چوب بقم[1] و خیزران اور سونا باہر لے جایا

جاتا ہے ان میں ہاتھی بہت ہوتے ہیں اور آدم خوار بھی رہتے ہیں یہ جزیرے جزائر لنجالوس سے

متصل ہیں ان کے باشندے عجیب صورتوں کے ہیں برہنہ رہتے ہیں۔ جب عنبر و نارجیل وغیرہ

کی کشتیاں ان کی طرف گذرتی ہیں تو یہ چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر نکلتے ہیں اور (عنبر نارجیل کا)

لوہے اور کپڑے سے تبادلہ کر لیتے ہیں اور اس کو (لوہے اور کپڑے کو) درہموں اور دیناروں میں

نہیں بیچتے ان جزائر کے قریب جزائر اندومان ہیں۔ جن میں سیاہ۔ عجیب الصوت۔ غریب

المنظر اور گھونگریالے[2] بالوں والے آدمی آباد ہیں۔ ان میں سے ایک آدمی کا پیر ایک گز کا ہوتا ہے

ان کے پاس کشتیاں نہیں ہیں۔ جب کوئی ڈوبتا ہوا آدمی جس کی کشتی دریا میں ٹوٹ گئی ہو ان

کی طرف آجاتا ہے تو اسے کھا جاتے ہیں۔ اور جب کشتیاں ان کی طرف نکلتی ہیں۔ تو ان کا

یہی عملدرآمد اُن کے ساتھ ہے +

مجھ سے (مسعودی سے) ملاحوں کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے

(ملاحوں نے) اکثر اس دریا میں سفید ابر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے دیکھتے ہیں۔ اس ابر سے

ایک لانبی زبان (جیسے آگ کی لو) نکل کر اب دریا سے مل جاتی ہے اسکے ملتے ہی دریا جوش کھاتا ہے اور بڑے بگولے[3]

---

[1] بقم (بقم) ایک لکڑی ہے سرخ جس سے رنگریز رنگتے ہیں فارسی میں اسے بکم کہتے ہیں اس کا درخت بہت بڑا ہوتا ہے اور پتہ برگ بادام کے مشابہ و "خیزران" (خیفقس) ہر نرم لکڑی کہ خم دار ہو ۱۲ منتہی الادب وصاحب غیاث ہے گوید کہ درخت بید ہندی بینت گویند داین معرب خیزران است کہ بکسر اول ویا مجہول ووقف زائے معجمہ باشد (یعنی زائے معجمہ نیز) مابعد خود ساکنست از رسالہ معربات ومنتخب ومویدومدار وکشف وقنیہ و برہان ودرکتابے دیدہ ام کہ این لفظ مرکب است از دو امر یکے خیز ودیگر ان چوں اکثر از چوبش دستہ چابک اسپان مے سازند وآں آلہ خیزانیدن وراندن اسپ است ۔ لہذا باین اسم مسمی گشتہ ۱۲

[2] مفلفل (منسف) نہایت گھونگریالے بال ۱۲ منتہی الادب

[3] زوبعات جمع زوبعہ بگولا ۱۲ صراح

اُٹھتے ہیں اور ان میں سے جو بگولہ جس چیز پر بھی گذرتا ہے اسے تلف ہی کر دیتا ہے اس کے بعد بدبودار بارش ہوتی ہے۔ جس میں دریا کا میل کچیل ہوتا ہے۔

چوتھا دریا دریائے کلاہ بار ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کلاہ بار سے مراد سے ہم پانی کا دریا ہے۔ جب اس کا پانی کم ہوتا ہے تو بڑی آفتیں اور شدید طغیانی برپا کرتا ہے اس میں بہت سے جزیرے اور صرائر ہیں (صرائر کا واحد صرّ ہے۔ کشتیبان دو ٹیلیوں سے درمیانی راستہ کو صُرّہ کہتے ہیں) اس دریا میں مختلف اقسام کے جزیرے اور عجیب پہاڑ ہیں مگر ہمارا مقصد مختصر حالات پر روشنی ڈالنا ہے نہ تفصیل۔

اسی طرح پانچویں دریا دریائے کردنج ہیں بہت سے پہاڑ اور جزیرے ہیں۔ جن میں کافور اور آب کافور (کافور ستیال) پایا جاتا ہے۔ اس دریا میں پانی کم ہے اور بارش بہت ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ قریب قریب کسی زمانہ میں بارش سے خالی نہیں رہتا اس میں مختلف اجناس کی قومیں پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک جنس کو "فنجب" کہتے ہیں ان کے بال گھنگریالے اور صورتیں عجیب ہیں۔ جب بڑی بڑی کشتیاں ان کے پاس ہو کر گذرتی ہیں۔ تو یہ اپنی چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر جو بڑی کشتیوں کے قریب دیہلو میں رہا کرتی ہیں، ان کے مقابل آجاتے ہیں اور ایک قسم کے عجیب و غریب تیر مارتے ہیں جو زہریلے ہوتے ہوتے ہیں۔ اس قوم اور بلاد کلہ کے مابین سفید سیسے کی کانیں اور چاندی کے پہاڑ ہیں، اور اس دریا میں کبھی سونے اور ایسے سیسے کی کانیں ہیں کہ اس میں (اور سونے میں) کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا۔ پھر اس دریا کے قریب اسی ترتیب کے موافق جو ہم نے ابھی قائم کی ہے دریائے صنف ہے اس میں شاہ جزائر مہراج کی حکومت ہے وسعت کی وجہ سے اس کے ملک کی حد نہیں معلوم ہوتی اور لشکر کا شمار نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کوئی شخص اس پر قادر ہے کہ تیز سے تیز کشتی میں بھی بیٹھ کر دو مہینہ میں اس کے جزیروں کا چکر لگا سکے۔ اس بادشاہ نے بہت سی خوشبودار مصالح[1] اور خوشبوئیں جمع کی ہیں اور بہت سی [illegible] قسم کا سامان۔ اس کے پاس ہے وہ کسی بادشاہ کے پاس نہیں اور جو چیزیں اس [illegible] سے اور اس کی زمین سے باہر لے جائی جاتی ہیں وہ کافور [illegible] اور ان کے علاوہ بہت سی چیزیں

---

[1] [illegible]
[illegible]

ہیں۔ جن کو ہم نظر انداز کرتے ہیں۔ اس کے جزیرے ایک ایسے دریا سے متصل ہیں جس کی غایت و انتہا نہیں معلوم ہوتی۔ یہ چین کے قریب ہے۔ اس کے جزیروں کے اطراف میں بہت سے پہاڑ ہیں۔ جن میں سفید رنگ اور چیرے[1] ہوئے کانوں والے آدمی رہتے ہیں وہ اپنے بالوں کو اس طرح کاٹ[2] لیتے ہیں جیسے مشک[3] پر سے کاٹ دئے جایا کرتے ہیں۔ ان کے پہاڑوں سے دن رات آگ نمودار ہوتی ہے دن کو سرخ رنگ نمایاں ہوتی ہے اور رات کو سیاہ ہو جاتی ہے۔ اور فضا میں بلند ہونے کی وجہ سے بادل سے جا ملتی ہے بادلوں اور بجلیوں کی آواز سے بھی زائد شدید و سخت آواز بلند کرتی ہے۔ بسا اوقات اسے عجیب خوفناک آواز پیدا ہوتی ہے جو ان کے بادشاہ کی موت کا خوف دلاتی ہے اور کبھی اس سے پست آواز ہوتی ہے۔ تو وہ ان کے رؤساء میں سے کسی کی موت کا خوف دلاتی ہے وہ امور مذکورہ جن کا اس آواز سے خوف ہوتا ہے۔ طول عادات اور مدت کے تجربوں سے معلوم ہوئے ہیں۔ ان میں کبھی اختلاف نہیں ہوتا اور یہ خطہ تمام روئے زمین کے بڑے بڑے آتش فشاں پہاڑی خطوں میں سے ایک خطہ ہے۔

ان پہاڑوں کے قریب ہی ایک جزیرہ ہے جس سے ہمیشہ ڈھولوں[4]۔ شہنائیوں۔ بربطوں اور ہر قسم کے لذت آمیز لہو و طرب کی آوازیں سنی جاتی ہیں اور ناچنے اور تالیاں بجانے کی آوازیں آتی ہیں۔ سننے والا ہر کھیل کی آواز کو دوسرے کی آواز سے تمیز کر سکتا ہے۔ ان شہروں میں گذرنے والے بحری لوگ گمان کرتے ہیں کہ دجال اسی جزیرہ میں ہے۔ مہراج کی مملکت میں جزیرہ سریرہ ہے۔ جس کی مسافت دریا کے اندر تقریباً چار سو فرسخ ہے اور برابر آباد ہیں۔ جزائر زانج و رامنی (بھی) اسی کے (ملک میں) ہیں۔

پھر اسی ترتیب کے مطابق جو ہم نے ابھی قائم کی ہے۔ ساتواں دریا دریائے چین ہے۔ یہ دریائے صنجی مشہور ہے اور نہایت بلا خیز۔ تموج انگیز اور تلاطم آمیز دریا ہے "خب" دریا کے بہت شدید تلاطم کو کہتے ہیں۔ ہم ہر دریا کے متعلق اصطلاحات اور ان الفاظ کو جنہیں بحری لوگ اپنی گفتگو میں استعمال کرتے ہیں واضح کرتے رہیں گے۔ اس دریا

---

[1] تخریم "درز کو ادھیڑنا" ۱۲ منتہی الارب [2] جز رفت (بال کترنے کاٹنے) ۱۲ منتہی الارب
[3] زق (کت) مشک۔ ساب وغیرہ کی کہ جس کے بال کاٹے ہوں۔ اکھاڑے نہ ہوں ۱۲ منتہی الارب
[4] طبول جمع طبل دمن۔ ڈھول۔ و سرنایات جمع سرنا نے بمعنی شہنائے یہ سورنائے کا مخفف ہے سور بمعنی شادی و نے ان جمع شود ایک باجہ۔ ہے جس کو بربط کہتے ہیں ۱۲ منتہی الارب

میں بہت سے پہاڑ ہیں۔ جن میں سے کشتیوں کو گذرنا ضروری ہے +

بلادِ چین کے بعد بحرِ چین کے قریب مشہور ملک اور قابل بیان شہر سوائے بلاد سیلی اور ان کے جزیروں کے نہیں ہیں۔ ان شہروں تک عراق وغیرہ کے غربا میں سے کوئی شخص بھی نہیں پہنچ سکتا اور (ان شہروں کے رہنے والوں میں سے) وہاں کی ہوا کی عمدگی پانی کی خوبی مٹی کی اچھائی اور خیر و برکت کی زیادتی کی وجہ سے شاذ و نادر اشخاص ہی باہر جاتے ہیں۔ ان کے باشندے اہل چین و شاہانِ چین سے ہمیشہ صلح رکھتے ہیں اور ہدیوں کی آمد و رفت قریب قریب منقطع نہیں ہوتی، کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ اولادِ عامور کی شاخ ہیں۔ جو یہاں آکر آباد ہو گئے ہیں جیسا کہ ہم نے ان کے شہروں میں اہل چین کے گھروں کے متعلق بیان کیا ہے (یعنی جیسے کہ بعض اہل چین، ہند و سیلی میں جا کر آباد ہو گئے ہیں۔ ویسے ہی اولادِ عامور نے یہاں سکونت اختیار کر لی ہے) +

چین میں دجلہ و فرات جیسی بہت سی بڑی بڑی نہریں ہیں۔ جو بلاد ترک۔ تبت اور صغور سے جاری ہوتی ہیں (یہ بلاد بخاری و سمرقند کے درمیان واقع ہیں) یہاں نوشادر کے پہاڑ ہیں جب گرمی کا موسم آئیگا۔ تو تم تقریباً سو فرسخ کے فاصلہ پر سے رات میں ان پہاڑوں سے آگ بلند ہوتی دیکھو گے۔ اور دن میں آفتاب کی کرنوں اور اس کی چمک اور دن کی روشنی کے غلبہ کی وجہ سے ان پہاڑوں سے دھواں[ع] نمودار ہوتا ہے۔ یہیں سے نوشادر (باہر) لے جایا جاتا ہے۔ جب سردی کا موسم شروع ہوتا ہے تو جو شخص بلاد خراسان سے بلاد چین جانے کا ارادہ کرتا ہے وہ یہاں آجاتا ہے۔ یہاں پر ان پہاڑوں کے درمیان ایک میدان[ل] ہے۔ جس کا طول چالیس یا پچاس[م] میل ہے۔ پس وہ (مسافر) یہاں کے آدمیوں کے پاس دہانہ وادی پر آتا ہے اور ان کو عمدہ مزدوری کا لالچ دیتا ہے وہ لوگ اس کے اسباب کو اپنے شانوں پر لاد لیتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں لکڑیاں[ع] ہوتی ہیں جنہیں وہ اس کے (مسافر کے) دونوں پہلوؤں پر مارتے جاتے ہیں۔ اس خوف سے کہ اگر ایسا نہ کریں گے تو، وہ ٹھٹر جائیگا اور چلنے سے رک جائیگا (اگر ایسا ہوا تو) پھر اس میدان کی تکلیف سے مر جائیگا وہ ان کے آگے آگے رہتا ہے یہاں تک کہ میدان کے اس سرے پر پہنچ جاتے ہیں۔ یہاں گھنے درختوں کے بہت سے جنگل[غ] اور پانی جمع ہونے کے مقامات

ع روشنی کی وجہ سے آگ کے شعلے نظر نہیں آتے ل وادی (فسک) نالہ۔ دو پہاڑ اور ردو پشتہ وغیرہ کے درمیان کی کشادگی ۱۲ منتہی الارب م عصی جمع عصا یعنی جو بدستی یا عام لکڑی ۱۲ منتہی الارب ۳ غابۃ (فسف) بیشہ۔ درختان جس میں گھنے درخت ہوں ۱۲ منتہی الارب ن جمع مستنقع (فسف) پانی جمع ہونے کی جگہ تالاب میں غسل کرنے کی جگہ ۱۲

ہیں۔ وہ لوگ اس تکلیف کی شدت اور نوشادر کی گرمی کے اثر کی وجہ سے جو انہیں پہنچتی ہے اپنے آپ کو اس پانی میں ڈال دیتے ہیں۔ اس راستہ پر چوپائے بالکل نہیں چل سکتے۔ اس لئے کہ موسم گرما میں نوشادر سے شعلے اُٹھنے لگتے ہیں اور پھر اس راستہ پر نہ پکارنے والا چل سکتا ہے۔ نہ جواب دینے والا (کوئی شخص نہیں چل سکتا) اور جب سردی آتی ہے کثرت سے برف گرتی ہے۔ اور بارش ہوتی ہے تو اس مقام پر بھی (برفباری اور بارش) ہوتی ہے۔ اور نوشادر کی گرمی و شعلہ کو بجھا دیتی ہے۔ تب لوگ اس میدان کو طے کر پاتے ہیں۔ اور چوپائے بالکل اس گرمی کے متحمل نہیں ہوتے جس کا ہم نے ذکر کیا، اسی طرح جو شخص بلاد چین میں آتا ہے اس کے ساتھ بھی (لکڑیوں سے مارنے کا عمل) وہی کیا جاتا ہے جو مسافر کور کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ بلاد خراسان کے اس مقام سے جس کا ہم نے ذکر کیا بلاد چین تک چالیس دن راستہ ہے۔ جس میں آباد مقامات[1] میں بھی ہیں اور غیر آباد بھی چٹیل زمینیں بھی ہیں اور ریت بھی" اور اس کے علاوہ وہ راستہ جس پر چوپائے چلتے ہیں چار ماہ کا ہے مگر یہ راستہ ترکوں کی نگہبانیوں[2] میں ہے۔ میں نے (مسعودی نے) بلخ میں ایک خوب رُو صاحب رائے و فہم مسن شخص کو دیکھا جو چین اکثر مرتبہ گیا تھا اور بحری سفر بالکل بھی نہ کیا تھا۔ اور بہت سے ایسے لوگوں کو دیکھا جو بلاد صغد سے نوشادر کے پہاڑوں پر ہوتے ہوئے سرزمین تبت و چین کی طرف سے گذرتے ہوئے بلاد خراسان گئے تھے اور بلاد ہند و منصورہ و ملتان کے قریب بلاد خراسان و سندھ سے ملے ہوئے ہیں۔ اور سندھ سے خراسان کی طرف برابر قافلے جاتے رہتے ہیں۔ اور اسی طرح (سندھ سے) ہند کی طرف یہاں تک کہ یہ شہر بلاد ابلستان (یعنی بلاد زابلستان) سے (گویا) مل گئے ہیں۔ بلاد زابلستان وسیع شہر ہیں۔ جو مملکت فیروز بن کبک کہلاتے ہیں۔ ان میں عجیب غریب محفوظ و مضبوط قلعے ہیں مختلف زبانیں مستعمل ہیں اور بہت سی قومیں رہتی ہیں۔ جن کی نسبوں میں لوگوں نے نزاع و اختلاف کیا ہے بعض نے ولد یافث[3] بن نوح بیٹے کی طرف منسوب کیا ہے اور بعض نے نسب طویل کے

---

[1] "عاقر" (خشک) آباد غافر (خشک) غیر آباد ویران زمین خلاف عامر" دہاس" (دقفس) نرم جگہ کہ نہ ریت ہو نہ خاک رمال (کفس) جمع رمل ریت ۱۲ منتہی الارب

[2] خفر (جنس) نگہبان ہونا۔ بدرقہ ہونا نگاہ رکھنا۔ خفارہ گمرکفسف) کھجوروں کی نگہبانی کہ بگڑنے نہ پائیں (خفسف بدرقگی اور نگہبانی کی مزدوری ۱۲ منتہی الارب

[3] صاحب منتہی الارب ترک (جنس) کے معنے میں لکھتے ہیں کہ ایک گروہ ہے یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد کا ۱۲

ذریعہ سے فرسِ اوّل سے ملایا ہے۔ بلادِ تبت کی ہوا، پانی، زمین، ہموار زمین اور کوہسار میں عجیب خاصیتیں ہیں۔ انسان وہاں ہمیشہ خندہ رُو شادان و مسرور رہتا ہے اس کو حزن غم اور فکر، لاحق نہیں ہوتیں۔ تبت کے پھلوں، کلیوں، چراگاہوں اور نہروں کی عجیب عجیب قسمیں شمار نہیں کی جا سکتیں۔ ان شہروں میں کوئی بڈھا مرد رنجیدہ نہ دیکھو گے اور نہ عورت بلکہ کھوکس بڈھوں[1] میں، اُدھیڑ عمر والوں میں، جوانوں میں اور نوجوانوں میں خوشی عام ہے۔ اہل تبت میں نرم مزاجی، بشاشت اور شادمانی[2] ہے۔ جو آلات لہو و لعب کے استعمال شراب[3] نوشی اور اقسام رقص و سرود کی کثرت سے پیدا ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص مرجاتا ہے۔ تو اس کے اہل پر اس کو بہت زیادہ رنج نہیں ہوتا جیسا کہ ان کے علاوہ تمام آدمیوں کو محبوب کے جاتے رہنے اور مطلوب کے فوت ہوجانے پر ہوتا ہے۔ بلادِ تبت ایک جانب سے بلادِ چین و سرزمین بلادِ چین سے متصل[4] ہیں اور سرزمین ہند و خراسان اور صحرائے ترک سے (متصل ہیں) اہل تبت کے بہت سے شہر اور محفوظ و مضبوط عمارتیں ہیں۔"

تبت و چین کی وہ سرزمین جس میں مشک والے ہرن پائے جاتے ہیں۔ ایک ہی زمین (ہے) جو دونوں کی ملی ہوئی (ہے۔ تبت کا مشک چین کے مشک سے دو وجہوں سے بہتر ہوتا ہے۔ اول یہ کہ تبت کے ہرن سنبل الطیب[5] اور قسم قسم کی خوشبودار گھاسیں چرتے ہیں اور چینی ہرن خشک گھاس چرتے ہیں۔ نہ کہ وہ قسم قسم کی مذکورہ خوشبودار گھاسیں جنہیں تبتی ہرن کھاتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ کہ اہل چین مشک کو نافوں سے نکالنے میں اہتمام نہیں کرتے (بلکہ) اس میں خون اور اس کے علاوہ دوسری اقسام کی ملاوٹ کردیتے ہیں۔ اور تبتی مشک کے لئے (اس اہتمام کے ساتھ ساتھ) دریاؤں کی مسافتیں اور بہت سی نمناک زمینیں طے کی جاتی ہیں۔ اور مختلف ہوائیں (برداشت کی جاتی ہیں) اگر اہل چین سے مشک میں ملاوٹ

---

[1] شیخ (س) زیادہ عمر کا آدمی کہ اس پر ظاہر ہوتی ہو یا پچاس برس کا یا اکاون برس سے زیادہ کا یا اسی برس تک ۔ (ص) میانہ (ف س) سپید بالوں والا باوقار یا مرد میانہ سال یا وہ جو تیس سے یا چونتیس سے گذر کر اکاون تک پہنچا سکتے ہیں کہ مرد سولہ برس تک حدث ہے اور سولہ سے بیس تک شباب اور بتیس سے پچاس تک کہل پھر اس کے بعد شیخ ہے ۱۲ منتہی الارب [2] اریحیّہ فنفکتف (خوشخوئی شادمانی خوشدلی جو احسان کرنے سے حاصل ہو ۱۲ منتہی الارب [3] عقار رضفس (شراب ۱۲ منتہی الارب [4] مناضمۃ رصفسفف (متصل ہونا دو زمین کی حد کا آپس میں ۱۲ منتہی الارب [5] سنبل الطیب ایک خوشبودار گھاس ہے۔ یہ نام اصطلاح طب کی بناپر ہے اور سنبل کافی ہے اردو میں اسے بالچھڑ کہتے ۱۲ منتہی الارب و غیاث

مفقود ہوجائے۔ وہ شیشہ[1] کے برتنوں میں محفوظ رکھا جائے۔ مضبوط طریقہ سے برتنوں کے سروں پر چمڑا[2] اور سربند[3] لگا کر باندھا جائے۔ اور دریا سے عمان۔ فارس اور عراق وغیرہ کے اسلامی شہروں میں لایا جائے۔ یہ مشک بھی تبتی کی مثل ہوگا اور بہترین و خوشبوترین مشک وہ ہے۔ جو ہرنوں میں سے خوب پکجانے[4] کے بعد نکالا جائے۔ اس لئے کہ ان معمولی ہرنوں میں اور مشک کے ہرنوں میں صورت۔ شکل۔ رنگ اور سینگوں کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں (بلکہ) مشک والے ہرنوں کے دانتوں کی وجہ سے فرق ظاہر ہوتا ہے۔ جو ہاتھیوں کے دانتوں کی مثل ہوتے ہیں۔ ہر ایک ہرن کے جبڑوں سے باہر نکلے۔ سیدھے کھڑے ہوئے سفید ایک ایک بالشت کے برابر یا کم و بیش دو دانت ہوتے ہیں۔ ان ہرنوں کے لئے بلاد تبت میں جال اور پھندے[5] لگا دئے جاتے ہیں اور اہل تبت انہیں شکار کر لیتے ہیں۔ بسا اوقات وہ لوگ انہیں تیر مار کر بھی پچھاڑ دیتے ہیں اور ان کے نافوں کو کاٹ لیتے ہیں۔ حالانکہ خون ابھی تک ان کے نافوں میں خام[6] نارسیدہ اور تازہ غیر پختہ ہوتا ہے۔ بنا بریں اس کی بو میں ایک بساندسی ہوتی ہے۔ پس یہ ایک مدت تک رکھا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس میں سے وہ بدبوئیں زائل اور اجزاء ہوائیہ میں مستحیل (غائب) ہو جاتی ہیں۔ تب یہ مشک ہو جاتا ہے۔ اس کا قاعدہ پھلوں کی طرح ہے جبکہ وہ اپنے درخت ہی پر تکمیل پختگی اور استحکام اجزاء سے قبل درختوں سے جدا کر دئے جائیں اور توڑ لئے جائیں (جس طرح ایسے پھلوں کو رکھ کر پختہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے ویسے ہی مشک کو جبکہ وہ خون ہی کی صورت میں جانور سے علیحدہ کر لیا جائے) اور عمدہ مشک وہ ہے جو اپنے مقام پر پکے اپنے نافہ میں پختہ ہو اور اپنے حیوان (ہرن کے جسم) اور اپنے ہی اجزاء میں رہ کر (جن کا سلسلہ جسم حیوان ہی میں ہوتا ہے) پختہ ہو۔ اور یہ اس لئے کہ طبیعت مواد خون کو نافہ میں پہنچاتی ہے۔ اور جب خون کا وجود اس میں مستحکم اور پختہ ہو جاتا ہے۔ تو اسے اذیت دیتا ہے اور کھجانے کی ضرورت پیدا کرتا ہے۔ اس وقت وہ ان چٹانوں اور پتھروں سے پناہ لیتا ہے جو آفتاب کی گرمی سے گرم ہو گئے ہوتے ہیں۔ اور ان سے جا کر بڑی لذت

---

[1] برانی جمع برنیہ (فسکتف) شیشہ کا برتن ۱۲ منتہی الارب [2] عفاص (کفس) چمڑے کا ٹکڑا جس سے برتن وغیرہ کے سر کو باندھیں ۱۲ منتہی الارب [3] وکاء (کفسم) مشک وغیرہ کا سربند ۱۲ منتہی الارب [4] نضج (فس) نضج (کس) میوہ کا پکا ہوا ہونا ہر ایک چیز کا پکا ہوا ہونا جیسے گوشت اور زخم اور مواد ۱۲ منتہی الارب [5] حبائل جمع حبالہ (کفسف) شکاری کا جال "شرک" جمع شرک (فف) پھندا "شباک" جمع شبکہ (فف) جتی حبالہ ۱۲ منتہی الارب

[6] خام (فس) پوست جس نے دباغت نہ پائی ہو پوست جس کو اچھی طرح سے باغت نہ کیا ہو ۱۲ منتہی الارب [7] یدرک ادراک جا پہنچنا بالغ ہونا لڑکے کا۔ حرما کا پک جانا ایک چیز کا وقت آ پہنچنا اور اس کا تمام ہونا ۱۲ منتہی الارب [8] حک دفت میں فرکت تشبیہ دجا بد کھجانے کی ضرورت ہوتی۔ گھسنا۔ چھیلنا کھجانا ۱۲ منتہی الارب

کے ساتھ کھجاتا ہے۔ پس وہ خون پتھروں پر زخم[1] اور دمل کے مواد کی طرح بہنے
لگتا ہے۔ جب اُس کا خون مواد کی کثرت سے پختہ ہوجاتا ہے تو اس کے نکلنے میں وہ لذت
پاتا ہے۔ پس جبکہ اس کے نافہ کا تمام خون بہہ جاتا ہے تو اس وقت (زخم) مندمل ہوجاتا ہے
(نافجہ (نافہ) تھیلی کو کہتے ہیں۔ یہ فارسی اسم ہے) پھر پہلی مرتبہ کی طرح دوبارہ خون آکر جمع ہوجاتا
ہے (غرض خون نافہ کے پتھروں کے پیس بہ جانے کے بعد) تبتی لوگ ہرنوں کی چراگاہوں میں
آتے ہیں جو ان پتھروں اور پہاڑوں میں ہوتی ہیں۔ اور خون کو چٹانوں اور پتھروں پر جما ہوا
پاتے ہیں (یہ ایسا خون ہوتا ہے) کہ اس کو (اسی کے اجزا اور) مواد نے مضبوط کیا طبیعت
نے اس کے حیوان (ہرن کے جسم) کے اندر پختہ کیا۔ آفتاب نے سکھایا اور ہوا نے گرد آلود
کردیا۔ وہ لوگ اس کو لے جاتے ہیں یہی بہترین مشک ہوتا ہے وہ اس کو اپنے پاس
کے نافوں میں رکھ لیتے ہیں۔ جنہیں وہ ان ہرنوں سے حاصل کرتے ہیں جنہیں وہ شکار کرتے
ہیں اور جو نافے ان کے پاس تیار رہتے ہیں۔ یہ وہ مشک ہوتا ہے۔ جس کو ان کے
بادشاہ استعمال کرتے ہیں اور آپس میں اس کے ہدیے پیش کرتے ہیں (کبھی کبھی شاذ و
نادر) اوقات تجار بھی اس کو ان کے شہروں سے لے جاتے ہیں۔ تبت میں بہت سے
شہر ہیں۔ ہر شہر کا مشک تبت ہی کی طرف منسوب ہے۔ علامہ مسعودی کہتے ہیں۔ کہ
ملوک چین و ہند و زنج اور عالم کے تمام بادشاہوں نے شاہ بابل کی عظمت کا اعتراف
کیا ہے۔ اور اس بات کا (اعتراف کیا ہے) کہ وہ عالم کے بادشاہوں سے پہلا بادشاہ
تھا۔ اور اس کو ان سب میں وہی منزلت حاصل تھی۔ جو مہتاب کو ستاروں میں ہوتی ہے اس لئے
کہ اس کی اقلیم اشرف اقالیم تھی اور وہ تمام بادشاہوں سے زیادہ مالدار و خوش طبع اور سب سے
زائد صاحب سیاست و دانش تھا (یہ اس اقلیم کے بادشاہوں کے گذشتہ اوصاف کا حال
تھا نہ اب ۳۳۲ھ کا) وہ لوگ اس کو شاہنشاہ (یعنی سلطان السلاطین) کہتے تھے اور اس کی
منزلت تمام عالم کے مقابل میں ایسی تھی۔ جیسی قلب کی تمام جسم کے مقابل یا ہار کے عمدہ[2]
ترین موتیوں کی باقی موتیوں کے مقابل) اس کے بعد شاہ ہند کا مرتبہ ہے۔ یہ حکمت[3] اور ہاتھیوں
والا بادشاہ ہے۔ اس لئے کہ تمام بڑے بڑے بادشاہوں کے نزدیک یہ مسلم ہے۔ کہ حکمت
کی ابتدا ہند سے ہے۔ پھر شاہ ہند کے بعد مرتبہ میں شاہ چین ہے۔ یہ رعیت کی نگہبانی کرنے والا
صاحب سیاست اور صنعت و حرفت کو ترقی دینے والا بادشاہ ہے اور ساری دنیا کے بادشاہوں

۳۸ھ

---

[1] خروج رستنفس زخم ۱۲ منتہی الارب [2] واسطۃ القلادہ ہار کے درمیان جواہر برگزیدہ ۱۲ منتہی الارب
[3] حکمت بمعنی دانش و فیلہ جمع فیل بمعنی ہاتھی یعنی یہ بڑا صاحب عقل و جنگی ہاتھیوں والا یعنی صاحب کروفر بادشاہ ہے

میں اس سے زائد اپنی فوج اور مددگاروں کی حفاظت کرنے والا کوئی بادشاہ نہیں یہ نہایت جنگجو باقدرت اور صاحب[۱] لاؤ لشکر و اعوان بادشاہ ہے۔ اس کے پاس بہت سے جنگی رسالے گھوڑوں[۲] کے گلّے اور ہتھیار ہیں۔ اس کے سپاہیوں کو (اس کے یہاں سے) کھانا ملتا ہے جیسے کہ شاہ بابل کا عملدرآمد تھا (کہ فوج کو کھانا دیتا تھا) پھر شاہ چین کے بعد شاہان ترک میں سے ایک بادشاہ کا مرتبہ ہے جو مدینہ کوشان کا مالک اور شاہ طغزغز ہے اس کو ملک السباع اور ملک الخیل کہتے ہیں۔ اس لئے کہ تمام عالم کے بادشاہوں میں اس کے آدمیوں سے زیادہ جنگجو اور خونریزی پر شیر کی طرح جری کسی کے آدمی نہیں ہیں (گویا اس کے آدمی خونریزی اور قتل میں درندوں کی طرح ہیں۔ جن پر حکومت سے وہ ملک السباع کہلاتا ہے) اور نہ اس سے زائد کسی کے پاس گھوڑے ہیں (اسی لئے ملک الخیل لقب پایا) اس کی حکومت بلاد چین اور خراسان کے جنگلوں کے درمیان ہے۔ یہ اپنے عام نام "یرخان" سے پکارا جاتا ہے۔ ترک میں بہت سے بادشاہ اور مختلف قسم کے آدمی ہیں جو کسی ایک بادشاہ کے زیر حکومت نہیں۔ اس کے بعد ملک روم کا مرتبہ ہے۔ اس کو ملک الرجال کہتے ہیں۔ تمام عالم کے بادشاہوں میں اس کے آدمیوں سے زائد خوبصورت کسی کے آدمی نہیں۔ اس کے بعد تمام دنیا کے بادشاہ ترتیب میں برابر اور مراتب میں قریب قریب ہیں ؎

قبل ظہور اسلام بلاد مغرب میں سے بلاد [illegible] افریقہ کا مالک [illegible] بادشاہ جرجیر کہلاتا تھا اور اندلس کا لذریق۔ یہ نام تمام شاہان اندلس کا تھا بعض کا قول ہے کہ شاہان اندلس اشبان میں سے تھے اور مسلمان باشندگان اندلس میں زیادہ مشہور یہ ہے۔ کہ لذریق جلالقہ میں سے تھا اور یہ فرنگیوں کی ایک قسم ہے۔ اور اندلس کے بادشاہوں میں سے آخری لذریق (آخری بادشاہ) جو ہوا وہ وہ تھا جس کو اس وقت جبکہ وہ بلاد اندلس کو فتح کرکے اندلس کے پایۂ تخت شہر طلیطلہ میں داخل ہؤا۔ طارق غلام موسیٰ بن نصیر نے قتل کیا۔ اس شہر (طلیطلہ) کے بیچ میں ایک بہت بڑی نہر جاری ہے۔ جس کو تاجہ کہتے ہیں۔ یہ بلاد جلالقہ و وشکند سے نکلتی ہے۔ وشکند ایک بہت بڑی قوم ہے۔ اس قوم والوں کا جلالقہ اور فرنگیوں کی طرح اہل اندلس سے لڑنے کے لئے ایک بادشاہ ہے۔ یہ نہر بحر رومی میں گرتی ہے۔ اور ساری دنیا کی نہروں سے زائد تیز[۳] بہتی ہے اس کے ساحل پر شہر طلیطلہ سے بہت دور شہر طلبیرہ آباد ہے پھر ایک بہت بڑا پل ہے جو قنطرۃ السیف

---

[۱] کہتے ہیں ھو فی عز و منعۃ یعنی وہ ارجمندی و عمارکی نہیں ہے اپنے ساتھ یا مددگار حمایت کرنے والے یعنی دینے والے رکھتا ہے ۱۲ منتہی الارب [۲] کراع (بفتح) گھوڑوں کا ایک گروہ ۱۲ منتہی الارب [۳] وصوف رنفس (؟) دوڑنا تیز چلنا ۱۲ منتہی الارب [۴] بنا بر قول صاحب منتہی الارب یہ اندلس میں ایک مقام ۱۲

کہلاتا ہے۔ اسے پہلے بادشاہوں نے بنایا ہے ؎

اور مدینہ طلیطلہ نہایت محفوظ ہے (اس پر بہت سے نگہبان وغیرہ رہتے ہیں) اس کی دیواریں نہایت مضبوط ہیں۔ اس کے باشندوں نے اس کے فتح ہو کر بنی امیہ کے پاس آجانے کے بعد اموییّن کی مخالفت و نافرمانی کی اس وجہ سے یہ شہر کئی سال تک محفوظ رہا۔ اور بنی امیہ کو اس میں آنے کی راہ نہ مل سکی۔ جب تین سو پندرہواں سنہ آیا۔ تو اس کو عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان بن حکم اموی نے فتح کیا۔ یہی عبدالرحمٰن اس وقت ۳۲۲ھ میں اندلس کا بادشاہ ہے۔ اس نے جب اس شہر کو فتح کیا تھا۔ تو اس کی بہت سی عمارتوں میں رخنے ڈالدئے تھے۔ اس وقت تک اندلس کا دارالسلطنت شہر قرطبہ رہا۔ قرطبہ سے طلیطلہ تک سات منزلیں اور قرطبہ سے بحر رومی تک قریب قریب تین دن کی راہ ہے۔ اور ساحل بحر رومی سے ایک دن کی مسافت پر اہل قرطبہ کا ایک شہر ہے جسے اشبیلیہ کہتے ہیں ؎

اندلس کی آبادیوں اور شہروں کی مسافت قریب قریب دو ماہ کی ہے۔ اہل اندلس کے مشہور شہر تقریباً چالیس ہیں بنی امیہ وہاں پر بنی الخلائف کہلاتے ہیں۔ اور خلفاء نہیں کہلاتے اس لئے کہ اہل اندلس کے نزدیک خلافت کا مستحق وہی شخص ہو سکتا ہے جو حرمین کا بھی بادشاہ ہو البتہ وہ "امیرالمومنین" کے ساتھ خطاب کیا جا سکتا ہے۔ عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان ۱۳۹ھ میں اندلس آیا تھا۔ ۳۳ سال چار ماہ بلاد اندلس میں سلطنت کی اور مر گیا تو اس کے بیٹے ہشام بن عبدالرحمٰن نے سات برس سلطنت کی پھر اس کے بیٹے حکم بن ہشام نے تقریباً ۲۰ سال بادشاہت کی۔ اسی کی اولاد میں سے ایک شخص کو آج کل بلاد اندلس کی حکومت حاصل ہے جیسا ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ بلاد اندلس کا بادشاہ آج کل عبدالرحمٰن بن محمد ہے۔ اور اسی وقت سے عبدالرحمٰن کا بیٹا حکم اس کا ولی عہد ہو گیا ہے جو سیرت کے لحاظ سے بہترین مردم ہے۔ اندلس میں چاندی کی ایک بہت بڑی کان ہے اور پارہ کی کان ہے پارہ اچھا نہیں (مگر) تمام بلاد اسلام و کفر میں لے جایا جاتا ہے۔ اسی طرح بلاد اندلس سے زعفران اور سونٹھ باہر لے جائی جاتی ہے ؎

خوشبوؤں کی اصلیں پانچ ہیں۔ مشک۔ کافور۔ اگر۔ عنبر اور زعفران یہ سب چیزیں سرزمین ہند اور قرب و جوار ہند سے باہر لے جائی جاتی ہیں۔ مگر زعفران و عنبر نہیں لے جائے جاتے اور سرزمین زنج۔ شحر اور اندلس میں پائے جاتے ہیں ؎

لہ صورکا (قسنت) ... سندلاک اور ... اور ... نسخہ میں رخنہ پہاڑ کا شگاف ... شعبہ ... منتہی الارب

اور خوشبوؤں کی قسمیں پندرہ ہیں بالچھڑ۔ لونگ۔ جائفل۔ گلاب۔ ترنج۔ سرو ترکستانی[1]
دار چینی۔ قرنوہ[2]۔ الائچی۔ کبابہ[3]۔ الائچی سفید[4]۔ حب المنشم[5]۔ بیخ نیلوفر۔ سنبل۔ زعفران
یمنی۔ عود ہندی۔ اظفار[6]۔ برنگ۔ لوبان[7]۔ لاذن[8]۔ میعہ[9]۔ فیلنل[10]۔ چرائتہ اور مشک بلائی[11] ہم
اپنی کتاب اخبار الزمان میں چاندی۔ سونے اور پارے کی کانوں اور تمام خوشبوؤں کی اقسام کا حال
بیان کر آئے ہیں۔ پس اس امر بیان معادن وانواع طیب نے ہمیں ان چیزوں کے زیادہ
بیان کرنے سے مستغنی کر دیا۔

اب ہم مراتب ملوک کی طرف عود کرتے ہیں۔ اور ان ممالک میں سے جو بحر حبشی پر
واقع ہیں۔ اور جن کا بیان ہم نے شروع کیا تھا۔ جو کچھ باقی رہ گئے ہیں۔ ان کا سلسلہ
چھیڑتے ہیں۔ پس ہم کہتے ہیں۔ کہ زنگ کا بادشاہ فلیمی۔ انکرہ کا بادشاہ کنداج چیرہ
کا بادشاہ بنی نصیر لغمانیہ ومناذرہ میں سے جبال طبرستان کا بادشاہ یدعا قارن ہند کا
بادشاہ بلھری اور قنوج کا بادشاہ ملوک سندھ میں سے بوؤرہ ہے۔ یہ (بوؤرہ) ہر ایک بادشاہ
کا نام ہے جو قنوج کے قریب ہے۔ علاقہ قنوج میں ایک شہر ہے جس کا نام اہل قنوج کے
بادشاہوں کے نام پر بوؤرہ ہے۔ آج کل یہ شہر دائرۂ اسلام میں آگیا ہے اور یہ مضافات
ملتان میں سے ہے۔ ملتان کے بادشاہ کے متعلق ہم کہہ چکے ہیں کہ وہاں کا بادشاہ اسامہ

---

[1] زرنب (رفسف) ایک خوشبودار گھاس ہے۔ ترنج کی خوشبو کے مشابہ اسے عربی میں رجل الجراد بھی کہتے ہیں اور فارسی میں سرو ترکستانی از منتہی الارب صاحب غیاث میگوید کہ نام دوائی کہ برگ درختے باشد از منتخب ۱۲

[2] قرنوہ گیاہیست کہ در رنگ برآید از صراح و صاحب منتہی میگوید کہ عود درخت کا پھل فلفل سے چھوٹا ۱۲

[3] کبابہ انوعی از دوارہا ۱۲ صراح [4] ہال۔ الائچی سفید ۱۲ غیاث [5] منشم (رفسک) ایک خوشبو ہے کہ مشکل سے کوٹی جاتی ہے۔ فاغرہ بیخ نیلوفر۔ قسط عود ہندی ۱۲ منتہی و غیاث و صراح [6] اظفار (رفسف) کٹے ہوئے ناخن کی مانند ایک خوشبودار شے یعنی نکہ سواحد ندارد (اظافیر جمع ۱۲ منتہی الارب [7] ضرو (رفس) الدیان درخت یا اس کا گوند ۱۲ منتہی الارب [8] لاذن رطوبۃ تتعلق بشعر المعزی ولحاھا اذا رعت نباتا یعرف بہ قلسوس او قستوس وما علق منہ بشعرھا جید وسخن میبرد للسدد وافواہ العروق مدر نافع للنزلات والسعال و وجع الاذن [illegible] یا سلاقتہ اردی ۱۲ صراح [9] میعہ (رفسف) ایک اچھا خوشبودار عطر ہے یا ایک درخت کا گوند ہے کہ روم میں پیدا ہوتا ہے یا سفرجل کا گوند ۱۲ منتہی الارب [10] فیلنل (رفسف) ایک درخت ہے ۱۲ منتہی الارب

[11] زباد۔ عرق خصیہ حیوانیکہ ان توشبے از گربہ صحرائی باشد وان عرق خوشبودار و سیاہ رنگ و سفید بزردی مائل نیز باشد بقوام شہید از بحر الجواہر و کشف و سوئد و منتخب و سروری و مدار و در برہان بلطیح و فتح مولف گوید کہ ہندی آنرا مشک بلائی گویند یکے از آشنایان فقیر آن را دیدہ است ۱۲ غیاث

بن لوئی بن غالب کی اولاد میں سے تھے۔ یہ بادشاہ صاحب فوج و انصار و اعوان ہے۔ ملتان مسلمانوں کی بڑی بڑی سرحدوں میں سے ایک سرحد ہے۔ ملتان کی سرحد کے چاروں طرف بادشاہ کی جائدادوں اور گاؤں میں سے ایک لاکھ بیس گاؤں کا حد و شمار ہو سکا ہے (جو گنے نہیں جاسکے وہ ان سے الگ رہے ہے) ملتان میں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ایک صنم ہے جسے ملتان کہتے ہیں۔ اہل ہندوسندھ دور دور سے زر و جواہر، عود، اور ہر قسم کی خوشبوؤں کی نذریں اس کے پاس لاتے ہیں۔ ہزاروں آدمی اس کے پاس آتے ہیں اہل ملتان کے وہ مال جو زیادہ تر اس بت کے پاس (بطور نذر) لائے جاتے ہیں۔ خالص عود قماری[۱] کی عمدہ عمدہ[۲] لکڑیاں ہوتی ہیں۔ یہ قماری اگر ایسا (قیمتی اور عمدہ) ہوتا ہے۔ کہ نو من دوسو دینار قیمت تک پہنچ جاتا ہے۔ جب اس میں مہر لگائی جاتی ہے تو اس میں ایسے اثر کرتی ہے جیسے شمع میں اس کے علاوہ اور عجیب عجیب ایسی چیزیں ہیں جو اس کے پاس لائی جاتی ہیں جب کافر بادشاہ ملتان میں آئے اور مسلمان ان سے نہ لڑ سکے۔ تو اس بت کے توڑ دینے اور اس کی ایک آنکھ پھوڑ دینے کی دھمکی دی۔ تب (کفار کی) فوجیں ان کے پاس سے ہٹیں ہیں (مسعودی) تیسری صدی کے بعد بلاد ملتان گیا تھا۔ اس وقت وہاں کا بادشاہ ابواللہاب منبہ ابن اسد قرشی اسلامی تھا (فی ہذا) اسی زمانہ میں بلاد منصورہ گیا تھا۔ وہاں کا بادشاہ اس وقت ابو منذر عمر بن عبداللہ تھا۔ وہاں میں نے اس کے وزیر اور اس کے دونوں بیٹوں محمد و علی کو دیکھا۔ اور وہاں میں نے ایک مرد عرب کو دیکھا جو وہاں کے سرداروں میں سے ایک سردار اور بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا۔ اس کا نام حمزہ تھا۔ بلاد منصورہ میں اولاد علی مرتضےٰ، اولاد عمر بن علی اور اولاد محمد بن علی کے بہت سے آدمی ہیں۔ شاہان منصورہ اور ابو شوارب قاضی کے خاندان میں قرابت، میل ملت اور رشتہ داری ہے۔ اس لئے کہ منصورہ کے وہ بادشاہ جن میں کا بادشاہ آج کل ہے۔ ہبار بن اسود کی اولاد میں سے ہیں۔ اور بنی عمر بن عبدالعزیز قرشی کہلاتے ہیں۔ یہ عمر بن عبدالعزیز، عمر بن عبدالعزیز بن مروان اموی نہیں ہے۔

تمام مذکورہ نہریں جب بلاد فرج[۳] بیت ذہب یعنی بلاد ملتان کی سمت کو ہو کر گذرتی ہیں

---

[۱] عود قماری بضم قاف عود یکہ از قمار آوردہ شود و قمار بضم اول نام شہریست که در انتہائے ہند قریب دریائے شور بطرف جنوب کذا فی البرہان و در سراج نوشتہ کہ قمار یا بلم نام شہریست از ہند بدون قاف در ہندی نسبت ظاہرا قمار بالضم معرب کمار است چنانچہ قند معرب کند و در منتخب و لطائف و بحر الجواہر و کشف باین معنے قمار را بفتح قاف نوشتہ ہست ۱۲ غیاث

[۲] سری ذکت؛ ہر چیز نفیس ۱۲ منتہی الارب [۳] صفحہ ۱۶ سمط الدرر میں اس اصطلاح کی تفسیر دیکھئے ۱۲

فاصلہ پر ملتان و منصورہ کے مابین مقام دوشاب میں جا کر ایک ہو جاتی ہیں۔ اور جب یہ شہر رور کی غربی جانب میں پہنچتی ہیں اور وہ مضافات منصورہ میں سے ہے تو یہاں پر ان کا نام مہران ہو جاتا ہے۔ پھر اس کی دو قسمیں ہو جاتی ہیں۔ اور دونوں قسمیں اس بڑے دریا سے نکل کر جو مہران سندھ کہلاتا ہے۔ شہر قسا کر (منجملہ مضافات منصورہ) میں بحر ہندی کے اندر گر جاتی ہیں۔ یہ بحر ہند میں مہران کی دونوں قسموں کے گرنے کا مقام، دیبل سے دو دن کی راہ پر ہے۔ ملتان سے منصورہ تک جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔ پچھتر[1] سندھی فرسخ کی مسافت ہے اور ایک فرسخ آٹھ میل کا ہے اور منصورہ کی تمام زمینیں اور گاؤں جو اس کے مضافات ہیں تین سو گاؤں کھیتیاں۔ درخت اور پے در پے آبادیاں ہیں۔ یہاں پر ایک قوم کی جسکو اہل مبدریہ اہل سندھ کی ایک قسم ہے، کہتے ہیں۔ دوسری قوموں سے بہت لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ یہ تمام مقامات (مضافات منصورہ) سندھ کی سرحدیں۔ اسی طرح ملتان بھی سندھ کی سرحدوں اور ان آبادیوں اور شہروں سے ہے جو ان سرحدوں کے مضافات ہیں۔ منصورہ کا نام منصور بن جمہور عامل بن امیہ کے نام پر رکھا گیا ہے ۔

شاہ منصورہ کے پاس بہت سے جنگی ہاتھی ہیں وہ اسی[2] ہاتھی ہیں۔ ہر ہاتھی کے لئے یہ قاعدہ مقرر ہے کہ اس کے گرد جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں پانچسو پیادے ہیں۔ وہ (تنہا) ہزاروں شہسواروں سے لڑتا ہے۔ میں نے اس کے (شاہ منصورہ کے) پاس دو ہاتھی بہت ہی بڑے دیکھے جو اپنی دلیری جنگجوئی اور (مقابل کی) فوجوں کو شکست دینے پر پیشقدمی کی وجہ سے تمام سندھ و ہند کے بادشاہوں میں مشہور ہیں۔ ایک کا نام منفرقلس ہے اور دوسرے کا حیدرہ منفرقلس کے بہت سے حالات عجیبہ اور افعال حسنہ ہیں جو ان شہروں میں اور ان کے ماسوا (دوسرے شہروں) میں مشہور ہیں۔ منجملہ ان کے یہ کہ اس کا کوئی سائیس مرگیا۔ تو اس نے کئی دن نہ کچھ پیا نہ کھایا۔ رنجیدہ آدمی کی طرح بہت رویا[1]۔ نالہ وزاری[2] کی اور برابر اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری رہے کہ رکتے نہ تھے اور ان میں سے یہ کہ وہ ایک دن ہاتھی خانہ سے چلا۔ حیدرہ ہاتھی اس کے پیچھے تھا۔ اور اسی[3] ہاتھیوں میں سے باقی ہاتھی ان دونوں کے پیچھے پیچھے آرہے تھے۔ منفرقلس منصورہ کے راستوں میں سے ایک تنگ راستہ میں پہنچا۔ اس کی گذرگاہ میں بے خبری کی حالت میں ایک عورت آگئی۔ جب اس عورت نے اس کو دیکھا۔ تو مدہوش ہو گئی۔ ڈر کے مارے چت گر پڑی۔ اور اس کے تمام محفوظ مقامات

---

[1] حنین، رونا۔ ناقہ کا رونا کہ اپنے بچہ سے جدا ہوئی ہو بہت رونا ۱۲ منتہی الارب

[2] انین۔ نالہ ۱۲۔ منتہی الارب

درمیان راہ میں برہنہ ہو گئے۔ جب منقر قلس نے یہ دیکھا۔ تو اس عورت کے سبب سے راستہ کے عرض میں اپنی داہنی جانب کو پچھلے ہاتھیوں کی طرف کر کے جو گذرنا چاہتے تھے کھڑا ہو گیا۔ اور اپنی سونڈ سے اس کو کھڑا ہو جانے کا اشارہ کرنے لگا۔ اس کے کپڑوں کو اس پر اکٹھا کرنے لگا۔ اور اس کے کھلے ہوئے اعضا کو چھپانے لگا یہاں تک کہ عورت کے حواس جمع ہوئے۔ راستہ سے ہٹی اور جان میں جان آئی۔ تب ہاتھی بھی اپنے راستہ پر سیدھا ہو لیا اور اس کے پیچھے (دوسرے) باقی ہاتھی چلے جنگی ہاتھیوں کے اسی طرح بہت سے واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔ اور کام کرنے والے ہاتھی (جو لڑتے نہیں ہیں) چھکڑے کھینچتے ہیں اور ان پر بوجھ لادے جاتے ہیں اور چاول نیز دوسری غذاؤں کے کھلیان (ڈھیر) کے گاہنے کے کام میں لائے جاتے ہیں۔ جیسے کہ بیل کھلیان کو گاہتے ہیں جہاں اس کتاب میں زنگ کے حالات بیان ہوں گے۔ وہاں ہم ہاتھیوں کا اور ان کے بلاد زنگ میں ہونے کا ذکر کریں گے۔ اس لئے کہ تمام ممالک میں بلاد زنگ سے زائد ہاتھی نہیں ہیں۔" یہاں کے تمام ہاتھی وحشی ہیں ؁

یہ ملک سندھ و ہند کے مختصر حالات ہیں۔ اہل سندھ کی زبان اہل ہند کی زبان کے خلاف ہے۔ سندھ بلاد اسلام کے قریب ہے پھر ہند (کا مرتبہ بحیثیت قربت) ہے۔ اہل مانکیر کی زبان جو مملکت بلہری کا دارالسلطنت ہے کیریہ ہے جو سقع یعنی کرہ کی طرف منسوب ہے۔ ساحل لاروی (کے شہروں) کی زبان مثل سیمور۔ سوبارہ۔ تانہ اور ان کے علاوہ دوسرے ساحل کے شہروں کی لاریہ ہے۔ اور باشندگان ساحل کے شہر اس دریا کی طرف منسوب ہیں۔ جس پر وہ واقع ہیں۔ اور وہ لاروی ہے۔ اس کا ذکر کتاب کے گذشتہ حصہ میں گذر چکا۔ سندھ اور ہند کے بادشاہوں میں سے کوئی بلہری کی طرح اپنے ملک میں مسلمانوں کا اعزاز نہیں کرتا۔ اس کے ملک میں اسلام نہایت معزز و محفوظ ہے۔ اہل ملک کی نماز پنجگانہ کے لئے آباد مسجدیں اور جامع مسجدیں ہیں۔ ان کا بادشاہ چالیس پچاس سال یا اس سے زائد بادشاہ رہتا ہے۔ اس کی مملکت والوں کا یہ خیال ہے۔ کہ ہمارے بادشاہوں کی عمریں طریقہ عدل (کی پابندی) اور مسلمانوں کی عزت کرنے کی وجہ سے زائد ہوتی ہیں۔ یہ بادشاہ اپنی فوجوں کو اپنے بیت المال سے کھانا دیتا ہے۔ جیسے کہ مسلمانوں کا اپنی فوجوں کے ساتھ عملدرآمد ہے۔ ان میں طاہری درہم رائج ہیں۔ ایک درہم کا وزن ۱½ درہم کی برابر ہوتا ہے (کھامت) اس (درہم) پر ان کے

لہ عجل (نف) جمع عجلہ (نفف) گاڑی یا چھکڑا جس میں بوجھ لادیں ۱۲ منتہی الارب ۹۲ دراس (نفس) گیہوں کے کھلیان کو گاہنا ۱۲ منتہی الارب ۳ بید (نفس) کھلیان، بیل رہ (نفقف) ڈھیر لگانا گندم وغیرہ کو ۱۲

آغاز سلطنت کا سکہ ہوتا ہے۔ اس کے جنگی ہاتھی کثرت کی وجہ سے شمار نہیں کئے جا سکتے۔ اس کے
شہروں کو بھی بلاد کمکر کہتے ہیں۔ اہل بلاد کمکر سے قوم گوجر کا بادشاہ ان کے بادشاہ کی مملکت
کی اطراف میں سے کسی ایک طرف سے آکر لڑتا ہے۔ یہ بادشاہ بہت سے گھوڑوں اونٹوں
اور فوجوں والا ہے اور سمجھتا ہے۔ کہ تمام عالم کے بادشاہوں میں سوائے صاحب اقلیم بابل کے
اس سے بڑا کوئی بادشاہ نہیں۔ بابل چوتھی اقلیم ہے۔ ایسا (یعنی اس کا ملک بابل کو اپنے
آپ سے ترجیح دینا اس لئے ہے۔ کہ اس کا تمام بادشاہوں پر رعب اور دبدبہ قائم ہے۔ ساتھ
ساتھ وہ مسلمانوں سے بھی بغض رکھتا ہے۔ اس کے پاس بہت سے ہاتھی ہیں۔ اور اس کا
ملک سمندر میں دور تک زبان کی طرح چلے جانے والے حصہ پر واقع ہے۔ اس کی زمین میں
سونے اور چاندی کی کانیں ہیں۔ اور وہیں اہل ملک ان (معاون) کی بیع و شرا کے معاملات
کرتے ہیں۔ پھر اس بادشاہ کے قریب شاہ طافن ہے۔ جو اپنے ارد گرد کے بادشاہوں
کے ساتھ کوڑیوں[۱] سے لین دین کرنے والا اور مسلمانوں کا اعزاز کرنے والا
ہے۔ اس کی فوجیں سلاطین مسبوق الذکر کی فوجوں جیسی نہیں۔ پھر اس بادشاہ کے قریب
مملکت رہمی ہے۔ یہ (رہمی) اس مملکت والوں کے بادشاہوں کے لئے (نام بطور) نشانی
اور ان کے ناموں میں سب سے زیادہ عام ہے۔ اس بادشاہ سے قوم گوجر لڑتی ہے۔ اور
اس کا ملک اس کے ملک سے متصل ہے۔ شاہ رہمی بلہری سے اس کی حکومت کی اطراف
میں سے کسی ایک طرف سے آکر لڑتا ہے۔ وہ (شاہ رہمی) فوجوں کے اعتبار سے
اور ہاتھی گھوڑوں کے لحاظ سے شاہ بلہری، شاہ قوم گوجر اور شاہ طافن (سب) سے
زائد ہے۔ جب وہ لڑائیوں کے لئے جاتا ہے۔ تو اس کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ پچاس ہزار
ہاتھی ساتھ ہوتے ہیں۔ اس کی لڑائی موسم سرما میں ہی ہوتی ہے۔ جس کا سبب ہاتھیوں
کا پیاس کا کم متحمل ہو سکنا۔ اور (لڑائی میں) کم ٹھہرنا ہے۔ اہل مملکت رہمی اہل مملکت
بلہری سے کوڑیوں سے لین دین کرتے ہیں۔ ودع۔ مال البلد ہے۔ یہی ان
شہروں اور ملکوں کی پونجی ہے۔ (کما مر) رہمی میں اگر سونا چاندی اور کپڑے ایسے ہوتے
ہیں۔ کہ اس کے علاوہ) دوسرے شہروں کی ان چیزوں میں) ایسی باریکی اور نزاکت نہیں ہوتی۔ اسی
کے شہر سے وہ بال باہر لے جائے جاتے ہیں۔ جو ضمر کہلاتے ہیں۔ اور جن سے ہڈی
اور چاندی کی ڈنڈی لگا کر چھوری[۲] بنائی جاتی ہے۔ جسے لیکر خدام مجلسوں میں بادشاہوں

---

[۱] ودع کی تفسیر سمط الدرر صفحہ ۳۸۔ اور اس کی شرح میں دیکھئے

[۲] مذبہ (کفت) وہ جھلنی یا چوری جس سے مکھیاں ہٹائی جائیں۔ ۱۲۔ منتہی الارب

کے سروں پر کھڑے ہوتے ہیں۔ اس کے شہر میں ایک جانور ہے۔ جسے نشان کہتے ہیں۔ اور عوام الناس اسی کا نام گینڈا رکھتے ہیں اس کی پیشانی پر ایک سینگ ہوتا ہے۔ یہ جسم و جُثّہ میں ہاتھی سے چھوٹا اور بھینس سے بڑا ہوتا ہے۔ اور وہ گائے اور دُوسرے جُگالی کرنے والے جانوروں کی طرح جُگالی[1] کرتا ہے۔ ہاتھی اس سے (خوف کی وجہ سے) بھاگتا ہے۔ حیوان کی تمام قسموں میں اس سے زیادہ قوی کوئی جانور نہیں۔ (واللہ اعلم) اس لئے کہ اکثر ہڈیاں اس کی ملی ہوئی (بے جوڑ) ہیں۔ اس کی ٹانگوں میں کوئی جوڑ نہیں (اسی لئے) وہ بیٹھ کر نہیں سو سکتا۔ وہ درختوں میں اور گھنے جنگلوں[2] میں رہتا ہے۔ سوتے وقت انہیں سے تکیہ کر لیتا ہے۔ اہل ہند اور اسی طرح وہ مسلمان جو ان کے شہروں میں رہتے ہیں۔ اس کا گوشت کھاتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ سرزمین ہند و سندھ کی گائے بھینس کی قسم میں سے ہے۔ حیوان کی یہ قسم یعنی گینڈا (اگرچہ) ہندوستان کے گھنے درختوں کے جنگلوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن مملکت رہمی میں اور زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس کے سینگ نہایت صاف اور خوبصورت ہوتے ہیں ؂

رہمی کے ملک میں خشکی اور دریا (سب) ہیں۔ اور اس کے قریب ایک بادشاہ جس کے (ملک میں) دریا نہیں۔ اس کو ملک کامن کہتے ہیں اس کی سلطنت کے باشندے چھدے[3] ہوئے کانوں والے ہیں۔ ان کے پاس ہاتھی، اونٹ اور گھوڑے ہیں۔ مرد اور عورتیں (سب) حسین و جمیل ہیں ؂

۱۹ ب

ان سب کے بعد شاہ فرنج ہے اس کے پاس خشکی اور دریا (سب) ہیں۔ یہ خشکی کے اس حصہ میں رہتا ہے۔ جو لانبا زبان کی طرح دریا میں چلا گیا ہے۔ اس کے شہر میں عنبر بکثرت آتا ہے۔ اس کے شہر میں سیاہ مرچیں کم ہوتی ہیں۔ اس کے پاس بہت سے ہاتھی ہیں۔ یہ تمام بادشاہوں سے زیادہ طاقت اور فخر و ناز والا ہے۔ اس کا ناز اس کی قوت سے اور اس کا فخر اس کی طاقت سے زائد ہے ؂

اس بادشاہ کے قریب ہی شاہ موجہ ہے۔ اس کی مملکت کے باشندے خوشرو صاحب حُسن و جمال ہیں۔ ان کے کان چھدے ہوئے نہیں۔ ان کے پاس بہت سے گھوڑے ہیں۔ اور یہ لوگ نہایت مضبوط و معزز آدمی ہیں۔ ان کے شہروں میں مشک بہت ہے۔ جیسا کہ ہم اس کتاب کے گذشتہ حصہ میں اس ملک کے ہرنوں کے حالات بیان کر چکے ہیں۔ یہ قوم لباس

---

[1] اجتیار (جگالی کرنی) (منتہی الارب) [2] جمع اجمہ (ففف) بہت سے درخت اس میں لپٹے ہوئے یعنی گھنے (منتہی الارب) [3] خرم۔ سوراخ گوش و قد انخرم تقبہ ای انشق فاذا لم ینشق اخرم ۱۲ صراح

میں اہل چین کے مشابہ ہے۔ ان کے شہر بہت مضبوط، بلند اور سپید ہیں۔ سرزمین سندھ وہند
اور اُن تمام ممالک میں جن کا ہم نے ذکر کیا۔ اس مملکت کے پہاڑوں سے زیادہ طویل اور
بلند پہاڑ نہیں دیکھے سُنے گئے۔ اس مملکت والوں کا مشک مشہور اور ان کے شہروں کی
طرف منسوب ہے۔ اس کو وہ دریائی سفر کرنے والے پہچانتے ہیں۔ جو اس کے باہر لے
جانے کی مشقت اُٹھاتے ہیں۔ یہ مشک مشک مروجی کہلاتا ہے ؛

پھر شاہ موجہ کے قریب مملکت مآند ہے۔ اس مملکت والوں کے بہت سے شہر
اور وسیع عمارتیں اور بڑی بڑی فوجیں ہیں۔ ان کے بادشاہ اپنے شہروں میں کانوں[1] اور
اموال واطراف[1] مملکت سے ٹیکس[2] وصول کرنے اور اس کے علاوہ دوسرے کاموں کی مزدوری[3]
میں شاہانِ چین کی طرح جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر آئے ہیں خصی[4] نوکروں کو کام
میں لاتے ہیں۔ اہل مآند اہل مملکت چین کی ہمسائیگی[5] اور پڑوس میں بستے ہیں۔ اور قاصد
ان (دونوں مملکتوں والوں) کے درمیان ہدیے لاتے لے جاتے رہتے ہیں۔ ان کے
درمیان بلند پہاڑ اور پہاڑ[6] دشوار گذار راہیں ہیں۔ اہل ماند میں بڑی قوت اور سخت
دلیری وطاقت ہے۔ جب شاہ ماند کے قاصد مملکت چین میں آتے ہیں۔ تو ان پر
(نگہبانوں کا) تقرر کر دیتے ہیں۔ اور اس خوف سے کہ وہ ان کے راستوں اور ان کے
شہروں کے خفیوں[7] پر مطلع ہو جائیں گے۔ وہ ان کی تفتیش وتلاش
میں لگے رہتے ہیں۔ [8](اور ایسا) اس لئے کہ (اہل) ماند اُن کے نزدیک بڑے
(خوفناک لوگ) ہیں ؛

علامہ مسعودی کہتے ہیں۔ کہ ہند وچین وغیرہ کی جن قوموں کا ہم نے ذکر کیا
ان کے لئے مآکل ومشارب، مناکح وملابس علاج اور آگ سے داغنے اور دواؤں،
اور ان کے علاوہ باقی امور میں مخصوص اخلاق وعادات ہیں ؛

۱؎ وِلایۃ بالکسر بمعنی خطہ ۱۲ منتہی الارب ۲؎ جبایۃ (ففسف) محصول اکٹھا کرنا ۱۲
منتہی الارب ۳؎ عمالۃ (صففسف) مزدور کی مزدوری ۱۲ منتہی الارب
۴؎ خصی (ککت) آختہ ۱۲ منتہی الارب ۵؎ مجاورۃ۔ ہمسائگی کرنی۔ کسی
کی پناہ میں آنا ۱۲ منتہی الارب ۶؎ جمع عقبۃ (ففف) پہاڑ پر دشواری سے
چڑھنے کی جگہ ۱۲ منتہی الارب ۷؎ عواثر جمع عوراء جیسے صحاری جمع صحراء یعنی صحرائے
بے آب ۱۲ منتہی الارب ۸؎ "لم یزالو" لکھے۔ ۱۲۔ ۱۲ شارح

مقامات بدیع الزمان الہمذانی

مقامہ قریضیہ

صلے

عیسے بن ہشام نے ہم سے ذکر کیا۔ کہ مجھے غربت لوطنی نے جا بجا پھینکدیا حتیٰ کہ جب میں نے جرجان اقصے کی سرزمین پر قدم دھرا۔ تو حوادث زمانہ سے بچنے کیلئے میں نے ایک جائداد کو پشت پناہ قرار دیا۔ جس میں میں نے تعمیر کے ہاتھ کو حرکت دی۔ ہر طرح کے ضروری لوازم مہیا کر کے اس کو آباد اور قابل زراعت بنایا۔ اور کچھ مال کو بھی جس کو میں نے بیوپار میں لگا دیا۔ اور ایک دکان کو بھی جس کو میں نے اپنے لئے جائے بازگشت بنایا یعنی دکان سے صرف مقصود یہ تھا۔ کہ مجھ سے ملنے والے یہاں آکر ملا کریں (میں نے گھر کیلئے دن کے دونوں کنارے (صبح و شام) اور دکان کیلئے درمیانی وقت رکھا۔ ایک روز ہم بیٹھے ہوئے شعر و شعراء کا تذکرہ کر رہے تھے۔ اور ہمارے سامنے ایک نوعمر بیٹھا ہوا تھا جو کچھ زیادہ دور نہ تھا۔ وہ کچھ اس طرح سناٹے میں تھا۔ گویا کچھ سمجھتا تھا اور اس طرح خاموش گویا کچھ نہیں جانتا (یعنی اس کی خاموشی حاضرین کو اس کے عالم یا جاہل ہونے کے متعلق متردد رکھتی تھی) حتیٰ کہ جب گفتگو ہم کو اپنی طرز پر لے چلی۔ اور مباحثہ نے ہمارے سامنے اپنا دامن گھسیٹا (بات دور پہنچی اور بڑھ گئی)، تو وہ بولا تمہیں اس بات کا عُذَیق اور جُذَیل (آزمودہ کار) مل گیا۔ (یعنی میں) اگر میں چاہوں تو بولوں اور فیض پہنچاؤں۔ اور اگر میں نے کچھ کہا۔ تو پلٹاؤں گا بھی اور لاؤں گا بھی۔ (یعنی شروع کر کے انتہا تک پہنچاؤں گا

لہ ہمذان بفتحتین وذال معجمہ عراق عجم کا ایک مشہور اور تاریخی شہر جو اس علاقہ کا سب سے بڑا اور خوش آب و ہوا شہر ہے۔ بخت نصر نے اس کو ویران کر دیا۔ پھر دارا بن دارا نے از سر نو بسایا۔ پھر آج تک آباد چلا آیا یہاں کی سردی ضرب المثل ہے ۱۲ ؎ لنوی جہان کے سفر کا ارادہ ہو نیز غربت ۱۲ ؎ جرجان۔ طبرستان اور خراسان کے مابین ایک عظیم الشان شہر ہے ۱۲ ؎ اقصیٰ بعید ترین ۱۲ ؎ عُذَیق تصغیر تعظیم عذق درخت خرما مع بار جُذَیل تصغیر تعظیم جذل وہ کھونٹا جو خارش زدہ اونٹوں کی پیٹھ کھجانے کے لئے گاڑ دیا جاتا ہے۔ اصل میں یہ حباب بن المنذر الانصاری کے اس قول سے لی گئی ہے انا جذیلھا المحکک وعذیقھا المرجب میں اس کام کی وہ چوب خارش ہوں جس کے ساتھ پیٹھیں رگڑی جاتی ہیں اور وہ نخل باردار ہوں جس کو بوجھل ہونے کے وقت سہارا دینے کے لئے ایک کٹہرا سا کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ یعنی تجربہ کار ہوں ۱۲

یا جس بات کا ذکر کروں گا اُسے بیان کرونگا۔ (اصل میں یہ لفظ جانوروں کو پانی کے گھاٹ پر لانے
اور لیجانے کے لئے ہے) اور میں اپنے اس بیان سے جو بہروں کو شنوا کر دے۔ اور بارہ سنگھوں
کو پہاڑ پر سے اُتار لائے۔ حق کو بے نقاب کردوں گا۔ اس پر میں نے کہا۔ کہ اے فاضل ذرا
دیر کر تو نے تو ہمیں آرزو مند کر دیا۔ اور جو کچھ ہو لا۔ کہ تو تو اپنے اگلے دانت جھاڑ چکا
ہے۔ (گو جوان ہے مگر تجربہ کار بڈھا معلوم ہوتا ہے) وہ قریب ہوا اور کہنے لگا "مجھ سے
پوچھو کہ تم کو جواب دوں گا۔ اور سنو کہ تم کو پسند آؤنگا"۔ ہم نے کہا۔ تیری امرؤ القیس کی
بابت کیا رائے ہے؟ کہا وہ پہلا شخص ہے جو منازل محبوبہ اور اُن کے صحنوں پر ٹھہرا (ٹھہر کر
یاد محبوبہ میں رویا) اور صبح سویرے اس وقت (اپنے کام کے لئے) چلا جبکہ ہنوز پرندے گھونسلوں
میں دبکے پڑے تھے۔ اور گھوڑوں کی پوری صفتیں دا کیں اور کمائی کی خاطر شعر نہیں کہے

صـ۱۷

لہٰذا ان شعرا سے گوئے سبقت لے گیا۔ جن کی زبان حیلۂ (معاش) کے لئے کھلی تھی۔ اور جن کا
سرانگشت مطلب کیلئے ہلا تھا ہم نے کہا۔ النابغہ کی بابت کیا کہتے ہو؟ کہا جب وہ لال
پیلا ہو جاتا ہے تو سخت گالی دیتا ہے۔ اگر کچھ غرض ہو تو اچھی ستائش کرتا ہے۔ اگر ڈرتا
ہو تو اچھی معذرت کرتا ہے۔ اور اس کا ہر تیر تیر بہدف ہوتا ہے۔ ہم نے کہا۔ زہیر کی بابت
کیا کہتے ہو؟ کیا وہ شعر کو پگھال دیتا ہے۔ اور شعر اس کو بہت کچھ جانکاہی اور دماغ سوزی
سے شعر کہتا ہے) اور وہ سخن کو بلاتا ہے مگر جادو آپہنچتا ہے۔ ہمنے کہا۔ طرفہ کی بابت کیا
رائے رکھتے ہو؟ کہا وہ تو سخن کا آب و (ر) اس کی سرشت ہے (گو یا پچھلے شعرا کیلئے ماخذ
ہے) اور قافیوں کا خزانہ اور شہر ہے۔ وہ مرگیا۔ حالانکہ اس کے دفینوں کے راز (نہانی
قابلیتیں) ہنوز ظاہر نہ ہوئی تھیں (کہ پچیس برس ہی کی عمر میں مرگیا تھا) اور اسکے خزانوں
کے قفل ہنوز نہ کھلے تھے۔ ہم نے کہا۔ جریر و فرزدق کے متعلق کیا کہتے ہو؟ اور کہ ان میں
کون پیشرو ہے؟ کہا کہ جریر کے کلام میں رقت اور آمد بیحد ہے۔ اور فرزدق کی چٹان سخت
ہے (بندش الفاظ چست ہے) اور وہ کثیر الفخر ہے۔ جریر کی ہجو بڑی دردرساں ہے۔ اور
اس کے موجودہ مفاخر بہت زیادہ شریف ہیں اور فرزدق زیادہ مطالب کو ڈھونڈ لانے والا ہے

۱ عُصْم جمع اعصم سفید دست بُز کوہی۔ یہ ایک ضرب المثل ہے یعنی اسکا بیان ایسا دلاویز ہے کہ ایسا متوحش
جانور بھی اس کو سننے کیلئے پہاڑ سے اُتر آتا ہے ۱۲ ۲ من وقف الخ وہ وہ باتیں جو اس نے کسی شاعر کے
متعلق کہی ہیں۔ اس کے کلام کے تتبع کا نتیجہ ہیں فلیعلم ۳ یجید از اجادہ کسی کلام کو اچھا کرنا ۱۲
۴ انتجع اصل میں انتجاع پانی اور گھاس کی تلاش میں پھرنا یہاں مراد مطلق سعی ۵ اغزر اکثر۔ غزراً۔ کثرت
۶ یوماً یعنی اسکی اپنی حاصل کی ہوئی عزت بہت ہے۔ گو موروثی شرف بمقابلہ فرزدق کم ہے خالفنا فیہ
الاستاذ محمد عبدہ ۱۲

اور شریف القوم ہے۔ جریر اگر غزل[1] کہے۔ تو دلوں کو غمگین[2] کر دیتا ہے۔ اگر کسی کے عیوب بیان کرتا ہے تو اس کو برباد ہی کر دیتا ہے۔ اور اگر تعریف کرے۔ تو اونچا کر دیتا ہے۔ اور فرزدق جب فخر کرتا ہے تو پورا کرتا[3] ہے۔ اگر کسی کی توہین کرتا ہے تو اس کو داغدار کر چھوڑتا ہے۔ اور اگر کسی کی صفت بیان کرتا ہے تو پھر توصیف کا پورا پورا حق ادا کر دیتا ہے۔ ہم نے کہا۔ نئے اور پرانے شعراء کے متعلق کیا کہتے ہو؟ کہا۔ اگلوں کے الفاظ بڑے پُر شوکت اور معنی فراخ ہوتے ہیں اور پچھلوں کی صنعت زیادہ لطیف اور ان کی بناوٹ بہت باریک ہے۔ ہمنے کہا۔ کاش تو ہمیں اپنے کچھ شعر دکھاتا اور ہمارے سامنے اپنے حالات دہراتا! کہا یہ دونوں باتیں ایک ساتھ ہی لو ؎

کیا تم نہیں دیکھتے۔ کہ میں (اپنے جسم پر) ایک پھٹا ہوا چیتھڑا ڈھانکے پھرتا ہوں اور بباعث تنگ حالی تلخ حالت پر سوار ہوں۔ اور زمانے کا بغض اپنے پہلو[4] میں دبائے ہوئے ہوں۔ کہ اس کے ہاتھوں سرخ (خونی) گردشیں اٹھائی ہیں۔ اب تو میرا منتہائے آرزو شعرائے[5] کا طلوع ہونا ہے (جو سخت گرمی میں نکلتا ہے تاکہ سردی سے نجات ملے) کہ ہمنے خالی خولی (دولت ملنے کی) آرزوؤں میں ایک عرصہ گزار دیا ہے۔ یہ شریف (میں) بہت کچھ قدر رکھتا تھا۔ اور اس چہرے کا آبِ گراں نرخ تھا (مانگ کر آبروریزی کرنے کے لئے نہ تھا) کسی زمانہ میں میں نے مسرت کے شبر[6] جیسے دارا کے گھر اور کسرے کے محل[7] میں گاڑے تھے (یعنی کبھی فارغ البالی سے زندگی گذاری تھی) مگر اب تو زمانہ نے پیٹ کی جگہ پیٹھ دکھا دی ہے (حالت بالکل پلٹ دی ہے) اور میرا معہودہ عیش آج بالکل ناآشنا بن گیا ہے۔ زمانہ نے میرے مال کثیر میں سے بجز یاد کے اور کچھ نہیں چھوڑا پھر اس وقت سے آج تک یہی چلا آیا ہے۔ اگر شہر سرمن رای[8] میں میری بوڑھیا (بیوی) نہوتی۔ اسی طرح شہر بصرے[9] کے پہاڑوں کے قریب میرے کچھ چوزے نہ ہوتے (یعنی بچے نہ ہوتے) جن پر زمانہ نے مصیبت لا ڈالی ہے۔ تو اے میرے سردار! میں اپنی جان کو جوکھوں[10] میں ڈال کر خودکشی کر لیتا۔ عیسٰے بن

---

[1] نسیب یعنی غزل ۱۲ [2] اجزی اس کا اپنا فخر کافی ہوتا ہے از جزع ۔ [3] مضطاب از ضبن پہلو ۱۲ . . . . [4] السراہ مخفف السراء لکھو[5] اوان مخفف ایوان کسرے جو تاہنوز مدائن کے کھنڈرات میں کھڑا ہوا انوشیروان کی شان شوکت سے بنا رہا ہے ؎ عبرت بین از دیدہ نگاہ کن ہاں ایوان مدائن از آئینہ عبرت داں [6] سرمن را مخفف سرمن رائے معتصم کا بغداد کے قریب بنایا ہوا شہر [7] بصرے شام کے ضلع حوران کا مرکز حکومت [9] قتلت صابراً اپنے نفس کو کسی مہلک حالت میں اتنی دیر تک چھوڑے رہتا کہ تڑپ تڑپ کر میری جان نکل جاتی یا کسی کے ہاتھ سے قتل ہو جاتا ۱۲

ہشام کہتا ہے کہ جو حاضر تھا ہمنے دیا۔ وہ (لیتے ہی) ہم سے منہ موڑ کر چلتا بنا۔ میری دودلی کا یہ عالم تھا کہ کبھی اس سے انکار کرتا رہا اور کبھی اس کو ثابت کرتا رہا اور کبھی اس سے انجان بنتا رہا مگر اس حالت میں کہ گویا جانتا بھی ہوں۔ پھر مجھے اس کے اگلے دانتوں نے اس کا پتہ دیدیا میں نے کہا۔ بخدا یہ تو ابوالفتح اسکندری ہے جو ہم سے جدا ہوتے وقت ایک آہو بچہ تھا۔ مگر اب تو بڑا اجدہا ہو کر آیا ہے۔ اس کے پیچھے ہولیا اور پھر اس کی کوکھ پکڑ لی اور کہا اے ابوالفتح کیا ہم نے عہدِ طفولیت میں تیری پرورش نہ کی تھی اور کیا تو نے اپنی عمر کے کئی سال ہمارے ہاں نہیں گذارے تھے۔ پھر ستر من رائے میں تیری کون سی بڑھیا ہے۔ اس پر وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا۔

ارے بھئی یہ زمانہ تو سراسر جھوٹ ہے۔ کہیں کوئی دھوکا تجھ کو بھٹکا نہ دے۔ کبھی ایک حال پر نہ رہ جس طرح زمانہ گھومے تو بھی گھومے جا۔

ص ۶۹

مقامہ ازاذیہ

ہم سے عیسٰی بن ہشام نے کہا۔ کہ میں ازاذ قسم کی کھجور کے موسم میں بغداد میں تھا۔ میں گھر سے نکلا تاکہ خرید کے لئے اُس کی کچھ قسمیں پسند[1] کروں۔ تھوڑے ہی قدم چل کر میں ایک ایسے آدمی کے پاس پہنچا۔ جس نے ہر قسم کے میوے لیکر چُن رکھے تھے اور ہر طرح کی کھجوریں قرینہ سے لگا رکھی تھیں۔ میں نے ہر قسم میں سے بہترین پھل لے لئے اور ہر نوع کے اچھے اچھے پھلوں کو میں نے (اُن کے ڈھیر سے) کاٹ دیا (لیکر الگ کر دیا) جب میں نے اپنے تہبند کے دامن اُن بوجھوں پر سمیٹ لئے تو یکایک میری نگاہ ایک ایسے آدمی پر جا پڑی۔ جو شرم کے مارے اپنے سر کو نقاب سے ڈھانکے اپنے تئیں سامنے کھڑا کئے تھا پھیلائے لڑکوں کو پہلو میں[2] لئے اور شیر خوار بچوں کو بغل میں اٹھائے ایک ایسی آواز سے جو اس کے سینہ کو کمزور اور پشت کو ناتوان[3] کئے دیتی تھی کہہ رہا تھا۔

ہائے مجھے دو لپ بھر ستو بھی نہیں ملتے یا چربی کا کوئی ٹکڑا جو آٹے کے ساتھ ملا کر پکایا گیا ہو یا شوربے[4] سے بھرا ہوا ایک پیالہ جو بھوک کے حملوں کو کچھ ٹھنڈا[5] کر سکے (ورنہ بھوک سوکھ

---

[1] اعتام از اعتیام چُننا انتخاب کرنا [2] حتضن الخ یعنی بڑے بچوں کو پہلو میں کھڑا کئے ہوئے اور چھوٹے بچوں کو بغل میں دبائے ہوئے تھا [3] الحرض کر ما سخت ضعف جو انسان کو بالکل نڈھال کر دے اس کو فاء معجمہ سے لکھو [4] الخدیق اور خرد ق شوربا مگر یہاں وہ شوربا مراد ہے۔ جس کے ساتھ روٹی کی چوری بھی ملائی گئی ہو یعنی سربد [5] یفثاء اصل میں ہنڈیا پہ پانی ڈال کر اس کے جوش اور ابال کو بٹھا دینا ۱۲

سُو کہ کہ میرا کام ہی تمام کر دیگی۔ اور ہمکو راستہ سے اُٹھا دے اور راستہ پر پڑ کر مانگنے کی ضرورت نہ ہے۔ اے بعد از تنگی دولت بخشنے والے کسی ایسے[1] داتا کی ہتھیلی کو زیبق[2] دے جو لحاظاً[3] نسب شریف اور نجیب[4] ہو اور جو اپنی معدہ وہی کے قدم کو ہماری راہ دکھائے۔ اور میری زندگی کو بے لطفی[5] سے نجات دلائے ۔

عیسٰی بن ہشام کہتا ہے کہ میں نے اپنی جیب سے ایک مٹھی بھری اور اس کو دی[6]۔ اس پر اس نے کہا ؎

اے وہ شخص جس نے میرے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہا ہے تو خدا کے یہاں اس رازداری کو لیکر پہنچ بسبب خلوص اس بخشش کا پرچا خدا تک محدود رکھ اور خدا سے دعا مانگ کہ وہ اس پر اچھا پردہ ڈال کر اس کو محفوظ رکھے۔ اگر اس کے شکریہ کی مجھ میں طاقت نہیں۔ تو خدا خود اس کا صلہ دینے کی فکر میں ہے۔"

عیسےٰ بن ہشام کہتا ہے۔ کہ میں نے اُس سے کہا۔ کہ جیب میں ابھی کچھ بقایا موجود ہے۔ تو میرے سامنے اپنی باطنی اور اصلی حالت ظاہر کر۔ تو میں تیرے لئے آخری دام تک نکال دونگا اس پر اس نے اپنا ڈھاٹا ہٹایا۔ تو بخدا وہ ہمارا استاد ابوالفتح اسکندری نکلا۔ میں نے کہا۔ ارے تو کیا بلا ہے۔ اُس نے کہا ؎

لوگوں کو فریب اور دھوکا[7] دیکر اپنی زندگی گذار دے۔ میں دیکھتا ہوں کہ زمانہ کبھی ایک حال پر نہیں رہتا۔ جو میں تم کو کہہ سناؤں۔ کبھی مجھے اس کی طرف سے بُرائی پہنچتی ہے۔ اور کبھی میری طرف سے اُس کے مقابلہ میں تندی اور تیزی ظاہر ہوتی ہے۔ اور اس نے اسی وقت (اپنے کہے ہوئے) یہ اشعار پڑھے ؎

(۱) کمین گاہوں میں بیٹھے ہوئے اے تونگری کے حریص ،،

(۲) تو اپنی جس دوڑ دھوپ میں مصروف ہے۔ اس میں راست رو نہیں ہے ؛

(۳) تمہاری یہ دنیا جو ہے) اس میں تم ہمیشہ رہنے والے نہیں ؛

(۴) کچھ دنیا کو (چھوڑ دے) کیونکہ تو بیٹھے ہوئے (وارث بعد از مرگ) کیلئے کوشش کنندہ ہے

المقامۃ البلخیہ

عیسےٰ بن ہشام نے ہم سے کہا۔ کہ مجھے کپڑوں کی تجارت کا خیال بلخ[8] لے گیا۔ وہاں

---

[1] لبیق ماہر چابکدست کاریگر ۱۲ [2] عرق۔ موروثی شریف ۱۲ [3] ترہیق اصل میں پانی پھر عیش کو مکدر اور گدلا کرنا ۱۲ [4] ملتہ۔ از نال بیتول بوا دینا ۱۲ [5] تمویہ اصل میں ملمع کاری کرنا [6] بزّ۔ پارچہ کپڑے ۱۲ [8] بلخ ترکستان کا ایک مشہور شہر جو کوہستان ہندوکش کے شمال میں ہے۔ یہ علاقہ ان دنوں افغانستان کا ایک صوبہ ہے ۱۲

آیا۔ بجائیکہ میری پیشانی پر جوانی کے بال[۱] تھے۔ بے فکری تھی۔ اور تونگری کی زینت[۲] تھی۔ مجھے اگر فکر تھی۔ تو اس امر کی کہ کسی طرح فکر کی بچھیری[۳] کو رام کروں۔ یا کسی بد[۴] کے ہوئے کلمے کو شکار کروں۔ جب تک[۵] میں وہاں رہا میرے اپنے کلام سے بہتر اور کوئی کلام میرے کان میں نہ پڑا۔ جب جدائی نے ہمارے لئے اپنی کمان موڑی[۶] یا جب وہ موڑا چاہتی ہی تھی۔ تو ہمارے پاس ایک نوعمر آیا۔ جس کی ہیئت (بباعث خوبی) آنکھوں میں سمائی جاتی تھی۔ جس کی داڑھی (بباعث بزرگی) اس کی رگ ہائے[۷] گردن میں چبھی جاتی تھی۔ اور جس کی (چمکیلی) آنکھوں[۸] نے گویا دجلہ و فرات کا پانی پیا تھا۔ وہ نہایت بھلائی اور تعریف کے ساتھ مجھ سے ملا - جس کے عوض میں نے اس کو جزا دی۔ پھر اس نے کہا کیا تو سفر کیا چاہتا ہے؟ میں نے کہا۔ ہاں بخدا! کہا خدا تیرے رائد[۹] کو سرسبز مقام میں پہنچائے۔ اور تیرا بدرقہ رَوْ راہ راست سے نہ بھٹکے اچھا پھر ارادہ کب ہے؟ میں نے کہا کل صبح۔ کہا ؎

خدا کرے وہ[۱۰] اللہ کی صبح نکلے نہ سفر کی۔ اور یہ فال[۱۱] دوبارہ ملاقات کا ہو نہ ہمیشہ کی جدائی کا۔ اچھا پھر جاؤ گے کہاں؟ کہا وطن کو۔ کہا۔ خدا تمہیں اپنے دیس میں پہنچائے۔ اور تمہاری مراد بر آئے پھر پلٹو گے کب؟ میں نے کہا۔ آئندہ سال۔ کہا۔ خدا کرے تم اپنی اپنی سرہر چادر (شب و روز) کو لپیٹو۔ اور اپنے تاگے کو دہرا[۱۲] بٹو (پھر بلخ میں آن پہنچو) اچھا۔ مگر یہ تو بتاؤ۔ کہ فیاضی سے بھی کچھ

[۱] غذرہ ہوئے پیشانی جو عموماً بچے ن رکھتے ہیں [۲] مہرہ بکر الخ یعنی صرف کسی اچھے چٹکلے یا شعر کی فکر میں تھا ۱۲ [۳] حلیۃ۔ بکھو ۱۲ [۴] شرود۔ اصل میں بدکا ہوا جانور یہاں کلمہ کو بلحاظ عدم واقفیت بدکا ہوا جانور قرار دیا ہے [۵] مسافت کی جگہ مدۃ اچھا تھا [۶] حتی الفراق الخ فراق یعنی سفر کو ایک خط قرار دو جس کا ایک سرا وطن اور دوسرا بلخ ہو جب بلخ کے سرے کو موڑ کر وطن کے سرے سے اسی طرح ملایا جائے جس طرح کمان کے ایک گوشہ کو موڑ کر دوسرے کے قریب لایا جاتا ہے تو گھر پہنچ جائیگا [۷] اخدعین۔ شہ رگ گردن کی دو رگیں [۸] طرف لکھو [۹] رائد۔ عرب لوگ خانہ بدوش ہونے کے باعث کسی خاص جگہ قیام نہیں کرتے تھے اگر موجودہ جگہ کا گھاس پانی ختم ہو جاتا۔ تو رائد (طالب آب و گیاہ) کو بھیجتے۔ اگر اس کو کوئی جگہ سرسبز نظر آتی (وجدلہ مخصبا) تو اپنے ساتھیوں کو وہاں بلا لاتا۔ ۱۲ م

[۱۰] صباح اللہ۔ صبح کو اس لئے خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ وہی ہر طرح فیضان کا سرچشمہ ہے اور کسی کا برا نہیں چاہتا ۱۲ [۱۱] طیر۔ عرب فال لینے کے لئے پرندہ اڑاتے تھے اگر وہ چیختا ہوا داہنی طرف اڑتا تو نیک فال ورنہ اگر بائیں کو اڑتا تو بد فال سمجھا جاتا یہاں صرف کامیابی اور برکت کی دعا کے لئے لفظ طیر لایا گیا ہے۔ ورنہ ظاہر ہے۔ کہ کوئی فال نہ لیا گیا تھا ۱۲

[۱۲] ثنیت الخ تاگے سے مراد عرصہ سال ہے جس کا ابتدائی سرا بلخ ہے۔ اسی طرح دوسرا سرا بھی بلخ ہو۔ گویا دونوں سرے بٹے ہوئے تاگے کے سروں کی طرح ملا دیئے جائیں ۱۲

سرو کار رکھتے ہو؟ میں نے کہا۔ ہاں جیسے چاہو۔ کہا جب اس راہ سے خدا تم کو سلامت واپس لائے۔ تو میرے لئے اپنے ہمراہ ایک دوست نما دشمن[1] کو لیتے آنا جو صفر[2] کے خاندان سے ہو لوگوں کو کفر کی طرف بلاتا ہو۔ ناخن پر ناچتا ہو۔[3] گردن[4] چشم کی طرح ہو، قرض کا بوجھ گرا دیتا (آتا رو دیتا) ہو اور منافق[5] کی طرح دو رُخا ہو۔ عیسےٰ بن ہشام کہتا ہے۔ کہ میں نے اس سے معلوم کر لیا کہ یہ دینار مانگتا ہے۔ میں نے کہا اچھا ایک تو نقد لے لو اور دوسرے کا مجھ سے وعدہ لو۔ پھر کہنے لگا ؎

تیرا خیال تو میری اپنی خواہش سے بھی بالاتر نکلا۔ تو سدا بزرگیوں کے لئے سزاوار ہے تیری لکڑی[6] سخت ہے، تیری بخشش دائمی ہے، تیری نسل فائق ہے اور تیری اصل پاکیزہ ہے تو تیری بخشش کا بوجھ اٹھا نہ سکتا تھا اور سوال کا بار میری برداشت کے قابل نہ تھا میں تیری صفت کی انتہا پانے سے قاصر رہا اور تو عملاً میرے گمان سے بالاتر نکلا۔ اے زمانہ اور بزرگیوں کے سہارے[7] ازمانہ تجھے کبھی گم نہ کرے[8]"

عیسیٰ بن ہشام کہتا ہے۔ پس میں نے اس کو ایک دینار اور دیا اور پوچھا۔ اس فضیلت کا کھیت کہاں ہے (تیرا مولد کیا ہے) کہا قریش نے میری پرورش کی ہے اور اس کے سنگریزہ زاروں میں میری شرافت بچھا دی گئی ہے (بطاح[9] قریش میں میری شرافت مسلم ہے) حاضرین میں سے کسی نے کہا۔ تو ابوالفتح الاسکندری تو نہیں؟ کیا میں نے تجھے عراق کے بازاروں میں جوتیاں چٹخاتے پرچوں[10] کے ذریعہ گداگری[11] کرتے ہوئے نہیں دیکھا؟ اس پر کہنے لگا ؎

خدا کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں۔ جنھوں نے اپنی عمر کو معجون[12] مرکب بنا رکھا ہے۔ اگر شام کو عرب ہوتے ہیں۔ تو صبح کو نبطی[13] ہو جاتے ہیں "

---

[1] عدد الخ ذرا غور سے سوچو تو اشرفی میں یہ ساری صفتیں نظر آ جائیں گی [2] الصفر جمع اصفر زرد رو نیز الاصفر رومی عیسائیوں کو کہتے ہیں [3] یرقص الخ جب انگوٹھی پر رکھ کر کھنکھناتے ہیں [4] کدارۃ الخ ہر گروہ و حلقہ [5] منافق الخ دو چہرے رکھتا ہے کہ تم سے کچھ اور کہیگا اور کسی سے اور کچھ اور جس طرح دینار کے دو رخ ہیں [6] صلبت الخ یعنی کوئی سے دبتا نہیں [7] دعامۃ۔ اصل میں وہ کٹھرا جو کمزور درخت کو سہارا دینے کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے اس کو جیم سے لکھو [8] ثکل۔ ماں کا بچے کو گم یعنی مردہ پانا یعنی سیاپا [9] بطاح اور بطائح جمع بطحاء پہاڑوں کے درمیان فراخ اور وسیع وادی جہاں مکہ کے قریش البطاح رہا کرتے تھے یعنی کہ بنی عبد مناف عبد الدار زہرہ وغیرہ یہ قریش الظواہر سے ہر طرح اشرف تھے جو ان پہاڑوں اور نالوں کے پیچھے بستے تھے راجع ثمار القلوب [10] مکدیا ماخوذ از کدیہ جو اصل میں فارسی لفظ گدیہ بمعنی گداگری ہے [11] بالاوراق۔ کہ فقراء عموماً کسی پرچہ میں اپنی رام کہانی لکھ کر ہر راہرو کو دکھا کر مانگتے ہیں [12] خلیط۔ کھنگل در ہر طرح کے مخلوط لوگ یا چیز [13] نبیط۔ ایک عراق کے سنگریزہ زار نالوں میں بسنے والی قوم ان کو نبیط اور انباط بھی کہتے ہیں مفرد نبطی ہے

المقامۃ السجستانیہ

ہم سے عیسیٰ بن ہشام نے کہا۔ کہ مجھے ایک ضرورت سیستان[۱] لے گئی۔ جس کے ارادے[۲] پر میں بیٹھ گیا۔ اور اُس کی سانڈنی پر سوار ہو گیا۔ اور میں نے خدا سے اپنے اُس عزم کے متعلق جس کو میں نے اپنے آگے کر لیا تھا۔ اور اُس دانشمندانہ محتاطی کے متعلق جس کو میں نے اپنا مقتدی بنا لیا تھا مشورہ لیا۔ حتیٰ کہ خدا نے مجھے وہاں جانے کی ہدایت کی۔ آخر میں اُس کے پھاٹکوں تک پہنچا جب کہ سورج[۳] ڈوب چکا تھا۔ اور پھر وہیں سونا پڑا جہاں پہنچا تھا۔ پھر جب صبح کی تلوار سونت لیگئی اور آفتاب کا لشکر اس کی کرنیں، نمایاں ہوا۔ تو میں کسی فرودگاہ کی تلاش میں بازار کی طرف چل پڑا۔ جب دائرہ شہر کے مرکز (وسط شہر چوک) اور بازار کے ہار کے بیچوں[۴] بیچ پہنچا تو میرے کان کو ایک ایسی آواز چیرنے لگی۔ جس کا ہر ریشہ[۵] با معنے تھا۔ میں نے اُدھر[۶] کا رُخ کیا۔ حتیٰ کہ اُس کے پاس پہنچکر دم لیا۔ دیکھا تو ایک شخص اپنے گھوڑے پر سوار ہے۔ جس کا دم گھٹا جاتا تھا (اصل معنی خود اپنا گلا گھونٹ رہا تھا) میری[۷] طرف گُدّی پھیرے ہوئے تھا اور کہہ رہا تھا جو مجھے پہچانتا ہو وہ تو پہچانتا ہی ہے اور جو نہ پہچانتا ہو۔ تو میں خود اُسے جتلائے دیتا ہوں کہ میں یمن کا میوہ نورس[۸] ہوں۔ زمانہ کا چرچا ہوں۔ میں مردوں کے لئے چیستاں ہوں اور پازیب پہننے والیوں کے لئے پہیلی ہوں میرا حال شہروں اور اُن کے قلعوں پہاڑوں اور اُن کی دشوار زمینوں نالوں اور ان کی نشیبوں وادیوں اور اُن کے چشموں اور گھوڑوں اور اُن کی پیٹھوں سے پوچھو۔ کس نے اُن کی فصیلوں پر قبضہ کیا۔ اُن کے بھید معلوم کئے ان کے راستے لکدکوب کئے (چلائے) اور ان کے سیاہ سنگستانوں (جو دشوار گذار ہوتے ہیں) میں گھسا (بادشاہوں اور ان کے خزانوں تالوں اور اُن کی کانوں (جن سے وہ بچتے ہیں)

---

[۱] سجستان ایران کا ایک مشرقی صوبہ جو بلوچستان کے جنوب میں ہے۔ آج کل اس کو سیستان کہتے ہیں ۱۲

[۲] طیتہ نیتہ۔ جہاں کے سفر کا ارادہ ہو [۳] وقد واذت الخ غروب کے بعد کسی کو اُن دونوں شہر کے پھاٹک سے گھسنے کی اجازت تھی [۴] واسطۃ ہار کا بڑا اور درمیانی موتی پچھلے عہد کی دکانیں آج کل کی منڈیوں کی طرح مُرتب ہوتی تھیں۔ اور بیچ میں بیوپاریوں کے گھومنے کیلئے کافی جگہ ہوتی تھی [۵] من کل عرق الخ ریشہ زمین سے پانی چوس کر ٹہنیوں تک نمی پہنچاتا ہے۔ جس طرح اس آواز کا ہر لفظ کسی معنے تک۔ ورنہ عموماً زور کی آواز بے معنی ہوتی ہے۔ مُعین کو مُعنے لکھو [۶] وَقد۔ قدوم آمد [۷] وَالآتی الخ میری طرف پشت کئے تھا [۸] انا باکورۃ الخ یمن کی طرف حضور نے ہر طرح کی خیر و برکت منسوب کی ہے اور نجد کی طرف ہر طرح کے شر اس لئے یمن صاحب مراد یعنے ابوالفتح ہُوا کہ ابو عربی میں بمعنے صاحب آتا ہے اور فتح سے مراد لازمۂ فتح یعنے خیر و برکت۔ اسی طرح اگلے ہر فقرے سے ذرا غور کر کے یہی نام یعنے ابوالفتح خود نکال لو جس کو اُس نے اُغنیۃ اور اُحجیۃ یعنے لغز و معمّے قرار دیا ہے ؛

باتوں اور ان کی تہوں علوم اور ان کے حصول کے مقاموں حوادث اور اُن کے قفلوں اور لڑائیوں
اور ان کی تنگ سنائوں سے تو پوچھو کہ کس نے انکے مال پر بغیر قیمت ادا کئے ہی قبضہ کرلیا۔ کون ان کی
گنجیوں کا مالک ہُوا۔ اور کس نے اُنکے لوازمات معلوم کئے۔ یہ سب کچھ میں نے ہی کیا ہے میں ہی مغروروں بادشاہوں
کے درمیان بے نقاب ہُوا ہوں اور میں نے ہی تاریک رسخت امور کے پردے ہٹادئے
بخدا میں ہر موقع پر حاضر رہا ہوں۔ حتیٰ کہ عشاق کی قتل گاہوں تک میں میں نے ہر طرح کی
بیماری اُٹھائی ہے۔ حتیٰ کہ چشم بیمار کی بھی میں نے ہی نازک ٹہنیاں جھکائی ہیں اور گلگوں
رخساروں کے گلاب چننے میں دبوس و کنار کیا ہے۔ بایں ہمہ دُنیا سے ایسا ہی متنفر رہا ہوں۔
جس طرح کوئی سخی داتا خسیسوں کے چہروں سے اور شرمناک باتوں سے اُسی طرح اُچٹا رہا ہوں
جس طرح کوئی شریف کان بیہودہ باتوں سے۔ اور اب جبکہ بڑھاپے کی صبح روشن ہوگئی اور
مجھ پر پیری کی شان چھاگئی۔ میں نے قصد کیا۔ کہ توشۂ راہ تیار کرکے اپنی عاقبت سنواروں
سو مجھے اپنی اس اختیار کردہ راہ سے زیادہ راہ راست دکھانے والا اور کوئی طریق نظر نہ آیا
تم مجھے دیکھتے ہوگے کہ گھوڑے پر سوار ہوکر سڑیوں کی سی باتیں کرتا پھرتا ہوں۔ تم بھی کہوگے
کہ میں ابوالعجب (اچنبھے والا) ہوں۔ نہیں نہیں! میں ابوالعجائب ہوں (بہت سے اچنبھے
رکھتا ہوں) جن کو میں نے دیکھا ہے اور جھیلا ہے۔ مہمات کی ماں ہوں۔ جن کو میں نے اندازہ
کیا ہے اور سہا ہے اور قفلوں والا ہوں۔ جن کو میں نے سخت پایا ہے (کہ میں ابوالفتح یعنی
مفتاح چابی" لوہار کے ہاں بہت کچھ پٹ چکا ہوں۔ تب کہیں جاکر تالے کھولنے کے قابل
بنا ہوں) اور مفت میں اُن کو کھودیا (کہ چابی تالے سے نکال ہی لی جاتی ہے) اور بیش قیمت
دیکر خریدا تھا اور سستے داموں بیچ ڈالا (یعنی سارے مفتوحہ ممالک فاتح کے سوا اوروں کو مدنہ
میں ملے)۔ بخدا میں تو ان کے حاصل کرنے کے لئے لشکروں کے ساتھ رہا۔ بہت سوں کے گھوڑے
چھیلے اختر شماری کی اور اپنی سواریوں کو کثرت تگ و دو سے لاغر کردیا۔ بارہا مجھے ناخوشگوار
تکلیفیں اُٹھانی پڑیں۔ مگر میں نے یہی منت مانی کہ ان کے منافع مسلمانوں سے چھپا رکھونگا
(کہ فتح سے ساری فاتح رعایا کا فائدہ ہے) اب میں اس امانت کا پٹا اپنی گردن سے نکال کر تمہاری
گردنوں میں ڈالنا چاہتا ہوں اور اپنی یہ دوا تمہارے بازاروں میں پیش کرتا ہوں (بباعث پیری

لے لہ یؤدّاہ یعنی صاحب فتح (ابوالفتح) کہ ہر چیز مفت مل جاتی ہے ۲ے الصید لکھو ۳ے مصارع العشاق کا
برا حال ہوتا ہے جب وہ محبوبین کے گھروں میں رات کو گھسنا چاہتے ہیں۔ مگر محافظین خانہ بیدار ہوکر ان کو شمشیر کے
گھاٹ اتارتے ہیں۔ اس موقع پر بھی کوئی نہ کوئی ضرور صاحب فتح رہتا ہے ۵ے المرض لکھو ۶ے الغضون
مراد محبوبوں کے قد ۷ے برانی۔ جو فاتح کی شان ہے ۸ے الی لکھو۔

اب میں ابوالفتح یعنی فاتح نہیں رہ سکتا۔ اس سے اب یہ نسخہ نہیں سکھائے جاتا ہوں)، جو کوئی بندگی سے عار نہ رکھتا ہو اور کلمۂ توحید لا الٰہ الا اللہ الخ سے ناک بھوں نہ چڑھاتا ہو وہ مجھ سے یہ دوا خریدے اور جس کے اسلاف نے شریف اولاد چھوڑی ہو (جو خود شریف اسلاف کا شریف خلف ہو) اور پاک پانی سے جس کی آبیاری ہوئی ہو وہ اس کو حفاظت سے رکھے

۵ط عیسٰے بن ہشام کہتا ہے۔ اس پر میں اُس کے چہرے کی طرف گھوما تاکہ اُس کو جان سکوں وہ تو بخدا ہمارا اُستاذ ابوالفتح الاسکندری نکلا۔ میں منتظر رہا کہ سارے عوام شتر مرغ[1] کی طرح بھاگ جائیں (تاکہ اس کے ساتھ تنہائی میں باتیں کر سکوں) پھر میں نے اُس کے سامنے آکر پوچھا۔ کہ کتنی رقم[2] سے تمہاری یہ دوا مل سکتی ہے۔ اُس نے کہا جیب سب کچھ دلا سکتی ہے۔ اس لئے میں اس کو وہیں چھوڑ کر چلا آیا۔

المقامۃ الکوفیۃ

ہم سے عیسٰے بن ہشام نے کہا۔ کہ میں نوجوانی کے زمانہ میں ہر گمراہی[3] (لہو و لعب) کی طرف اپنا پالان کس لیا کرتا تھا اور اپنے گھوڑے کو ہر بیہودگی کی طرف ایڑی دکھایا کرتا تاآنکہ میں نے زندگی کا خوشگوار پانی پی لیا۔ اور زمانے کا کثیف ترین لباس پہن لیا۔ مگر جب میری رات (کالے بال) کے پہلو میں دن (سفید بال) چمک اٹھا اور آخرت کے لئے میں نے اپنا دامن سمیٹ لیا تو ایک رام سانڈنی کی پشت پر بدیں غرض سوار ہو لیا کہ فریضہ حج ادا کروں ایک رفیق میرے ہمراہ تھا۔ جس کی کوئی بُرائی مجھے ناپسند نہ تھی (اُس میں سرے سے کوئی عیب ہی نہ تھا) جب ہم ایک دوسرے کے سامنے ظاہر ہو گئے اور اپنی حالتیں کہہ سنائیں تو قصہ نے بتا دیا۔ کہ وہ اصل میں شہر کوفہ کا باشندہ اور صوفی مذہب[4] کا آدمی ہے۔ ہم چلتے رہے اور جب کوفہ نے ہمیں اپنے ہاں اُتار دیا۔ تو ہم اس رفیق کے گھر کی طرف ہو لئے اور اُس وقت پہنچے جبکہ دن کے چہرے پر سبزہ اُگ آیا تھا (دن کو نوجوان قرار دیا ہے یعنی مشرق سے سیاہی نمودار ہونے لگی تھی۔ اور اُس کا ایک پہلو سبز (عرب[5] لوگ سبز کو سیاہ کے لئے استعمال کرتے ہیں) ہو چلا تھا۔ مگر

[1] اجفال النعامہ شتر مرغ کا فرار ضرب المثل ہے [2] کم یحل الخ یعنی کم ثمنًا فتنے دام تیری اس دوا کو ہمارے لئے جائز استعمال کر سکتی ہیں۔ دو اوک لکھو [3] عمایۃ۔ نگاہ کا راہ راست سے اندھا ہونا [4] ضحبتی لکھو [5] اس کے لئے کامل مبرد ص۱۲ و نمبر ۱۲ دیکھو اسی طرح اس کا بر عکس یعنی سیاہی کا لفظ سبزی کے لئے بھی آتا ہے۔ جس طرح "سواد عراق" سے مراد عراق کے سرسبز دیہات ہیں ۱۲

جب رات کا پپوٹا بند ہونے لگا (تاریک ہونے لگی) اور اُس کی مونچھیں نکل آئیں (رات کا ایک معتد بہ حصہ گذر چکا۔ جس طرح مونچھیں زندگی کا ایک مناسب حصہ گذرنے پر نکلتی ہیں) تو یکایک ہمارے دروازے پر دستک لگی۔ ہم نے کہا یہ کھٹکھٹانے والا ہے اور آنے والا کون ہے؟ کہا رات کا ایک مہمان اور ڈاکیا بھوک کا ایک شکست خوردہ اور بھگایا ہوا وہ شریف جس کو تکلیف اور تلخ زمانہ یہاں تک لایا ہے۔ وہ مہمان جس کی رفتار دھیمی ہے (آزار رساں یا بار خاطر نہیں) اور جس کی گم شدہ چیز (جس کا وہ متلاشی ہے) روٹی ہے اور ایک پناہ طلب جو بھوک اور پیوندی گریبان (پھٹے کپڑے جو سردی سے نہیں بچا سکتے) کی اذیت سے پناہ مانگتا ہے ایک ایسا پردیسی جس کے بعد آگ[1] جلادی گئی۔ اس کے پیچھے کتا[2] بھونکنے لگا۔ اُس کے پیچھے کنکریاں[3] پھینکی گئیں اور صحن تک جھاڑو[4] دئے گئے۔ اب اس کا لاغر اونٹ درماندہ ہے۔ اُس کی زندگی سراپا سوزش ہے۔ اور اُس کے دو چوزوں (بچوں) سے وسے لق[5] ودق بیابان ہیں۔ عیسٰی بن ہشام کہتا ہے کہ میں نے شیر کی طرح اپنی جیب پر کپا مارا اور اُس کی طرف بھیج دیا۔ اور کہا تو اور مانگ کہ ہم اور دیں

کہا عود ہندی کی خوشبو آتش سخاوت کے علاوہ کسی اور گرم چیز[6] پر

نہیں پیش ہوگی[7] (یعنی تجھی سے مانگا۔ جس طرح عود کی بو آگ ہی سے مہکتی ہے) اور نہ احسان کے قاصد کے ساتھ شکریہ کے ڈلکنے سے بہتر کوئی اور چیز ہی ملی (کہ هل جزاء الاحسان الا الاحسان) جو اپنی ضرورت سے زائد مال رکھتا ہو اُسے غمخواری کرنی چاہئے۔ کہ وہ احسان جو خدا اور بندے کے مابین ہو کبھی رائگاں نہیں جاتا۔ خدا تیری امیدیں برلائے۔ اور تیرا ہاتھ[8] اونچا رکھے۔ عیسٰی بن ہشام کہتا ہے۔ کہ اس پر ہم نے اس کے لئے دروازہ کھول دیا اور کہا اندر آجا۔ وہ تو ہمارا اُستاذ ابوالفتح الاسکندری نکلا۔ میں نے کہا۔ اے ابوالفتح تنگ حالی اور خصوصاً اس ہیئت (پھٹی ٹوٹی پوشاک) نے تو تیرا بُرا حال کر رکھا ہے۔ اس پر مسکرا کر کہنے لگا ؏

ص ۶۷

[1] او قدت الخ یعنی اب وہ وطن کو نہیں پلٹ سکتا کہ اس کے پیچھے گویا آگ جلادی گئی ہے یعنی گویا آگ اُسکے اور وطن کے مابین حائل ہے یقال وقد اللّٰه النار علی اثرہ یعنی خدا اُس کو واپس نہ لائے [2] ثم العواء الخ کتا ہمیشہ اجنبی پر بھونکتا ہے یعنی اہل وطن نے اجنبی سمجھ کر نکالا یا جوان کا کتا میرے پیچھے بھونکنے لگا [3] بذفت الخ اگر عربوں کو کسی مسافر کی واپسی پسند ہوتی تو اُس کے روانہ ہو چکنے کے بعد اس کے پیچھے کچھ کنکریاں پھینک دیا کرتے۔ الحصیات لکھو [4] کنست الخ ایسا منحوس قدم سمجھا گیا کہ الخ [5] حصامہ فیح۔ جمع مہمہ بیابان [6] خوسبع [7] احرّ لکھو [8] اعرض الخ یعنی کسی سائل کو تجھ سا سخی کبھی ملا ہو گا [9] فلن یذھب الخ اصل میں یہ حطیئہ کا ایک ضرب المثل شعر ہے ؏ من یفعل الخیر لایعدم جوازیہ ۔ لایذھب العرف بین اللّٰه والناس یعنی لوگ اگر احسان پر ناسپاسی کرینگے تو خدا تو ضرور معاوضہ دیگا [10] الید العلیا الخ سخی کا ہاتھ اوپر اور سائل کا نیچے ہوتا ہے حدیث میں ہے [11] الید العلیا خیر من الید السفلی وابدا بمن تعول

تو میری اس دوڑ دھوپ کو دیکھ کر کہیں دھوکا نہ کھائیو۔ مجھے وہ دولت حاصل ہے جس سے انسان کی چادر پھٹ جائے (پھولے جامہ میں نہ سما سکے) اگر میں چاہوں تو سونے کی چھتیں بنا لوں۔ میں کبھی تو قبیلۂ نبط سے ہوتا ہوں۔ اور کبھی قبیلۂ عرب سے ؛

المقامۃ الاسدیہ

ہم سے عیسٰے بن ہشام نے کہا کہ مجھے اسکندری کی وہ وہ مجلسیں اور مضمون پہنچتے تھے جن کی طرف سخت متنفر المزاج آدمی بھی کان دھرے اور جسے سُن کر چڑیا بھی جھُومنے لگے۔[1] ہمیں اُس کا وہ وہ کلام سنایا گیا جو اپنی لطافت سے نفس کے اجزاء کے ساتھ مل جاتا اور بلحاظ دِقت کاہنوں[2] کی فکر سے بھی پوشیدہ رہتا تھا میری دعا ہے کہ خدا اُسے سلامت رکھے تاکہ مجھے اس کی ملاقات میسر آ سکے۔ مجھے تعجب رہا کرتا کہ اُس کی ہمت نے اس کو کیوں اتنا پست حال کر رکھا ہے؟ حالانکہ اُس کا اوزار (ہُنر) کچھ بُرا نہیں اور زمانہ نے اس کے حالات کے سامنے کیوں اتنے بند باندھ دئیے ہیں؟ اُس وقت سے آج تک یہ شوق یونہی رہا۔ حتی کہ ایک مرتبہ مجھے حمص جانے کی ضرورت پیش آئی۔ میں نے اُس کی طرف اپنی حرص کو تیز کر لیا (گویا حرص کوئی تلوار تھی) کچھ ایسے ہمراہیوں سمیت جو رات کے ستاروں کی طرح (سفید رُو) تھے۔ اور گھوڑوں کی پیٹھوں کے مندے تھے (اچھے سوار تھے) پھر ہم نے اپنی راہ لی اور مسافت کو لوٹنے اور اُس کی بیخکنی[3] کرنے لگے۔ ہم اپنے انہی اصیل گھوڑوں سے فرازوں کے کوہان پھاڑتے رہے (بلند جگہیں طے کر ڈالیں) تاآنکہ وہ لاٹھیوں کی طرح لاغر اور کمانوں کی طرح خمیدہ قامت ہو گئے۔ خوش قسمتی سے ہمیں کسی اَلّاؤ[4] اور جھاؤ والے پہاڑ کے دامن میں ایک وادی نظر آیا۔[5] وہ درخت اُن کنواریوں کی طرح تھے۔ جنھوں نے اپنی مینڈیاں اور لٹیں کھول رکھی ہوں تپش ہمیں ادھر لیگئی۔ ہم (سواریوں سے) اُتر پڑے تاکہ اس نشیب میں آ کر قیلولہ[6] کریں اور گھوڑوں کو رسّیوں سے باندھ کر نیند کے ہو رہے۔ اتنے میں گھوڑوں کی آواز نے ہم کو خوفزدہ

[1] چڑیا پر جب بوندیں پڑتی ہیں۔ تو پر پھٹپھٹا کر جھاڑ دیتی ہے ع کما انتفض العصفور من ھلال القطر ۱۲

[2] الکھنۃ ایک پیشہ ور فرقہ جو قرائن سے آیندہ ہونے والی باتیں معلوم کر لیا کرتا تھا جمع کاھن [3] شافہ۔ اصل میں دُنبلوں کا ایک زخم جو داغ لگانے سے بالکل جاتا رہتا ہے مگر اب استیصال المشافہ بمعنے جڑ سے اکھیر پھینکنا استعمال ہوتا ہے ۱۲

[4] تاح۔ میسر آیا [5] الارا۔ ایک درخت جس کے پتے اور پھول کڑوے ہوتے ہیں۔ مگر اُس کا سایہ فراخ ہوتا ہے تغور از تغویر غور یعنے نشیب میں اُترنا

[6] تغور۔ غور خفتن نیمروز

کردیا۔ میں نے اپنے گھوڑے کو دیکھا کہ وہ کان[۱] کھڑے کئے نگاہ اوپر کو اٹھائے اپنے ہونٹوں سے رسی کے بلوں کو کاٹتے اور اپنے سموں سے زمین کے رخسار کو کھودتے ہوئے کھڑا ہے۔ پھر یکلخت گھوڑے بدکے موتنے لگے رسیاں کاٹ دیں اور پہاڑوں کی راہ لی اور ہم میں سے ایک اپنے ہتھیار کی طرف لپکا۔ سامنے شیر موت کی پوستین پہنے ہوئے اپنے کچھار سے نکلا۔ اپنے کھال میں پھول رہا تھا اور اپنی کچلیاں دکھا رہا " اس کی نگاہ نخوت سے اور ناک غرور سے پُر تھی۔ اُس کے سینہ سے کبھی دل جدا نہ ہوتا تھا (گویا بزدل کے سینہ میں دل ہی نہیں ہوتا) اور اُس میں کبھی خوف نہ رہا تھا۔ ہم نے باہمی کہا کہ یہ مصیبت تو نازل ہوئی اور ہوئی اور یہ دقوعہ تو بیحد اہم ہے ہمارے جلد باز ہمراہیوں میں سے ایک جوان اس کی طرف لپکا[۲] وہ عربی خاندان کا گندم گوں[۳] چمڑے والا تھا۔[۴] جو صلیبی لکڑی کی گرہ تک ڈول کو بھر دیا کرتا تھا۔" اپنے اس دلیر دل سے جسے تقدیر کھینچے لئے جاتی تھی اور اس تلوار کے ساتھ جو سراپا جوہر تھی۔ اس کے دل میں شیر کی سطوت جاگزین ہوگئی۔ ادھر پاؤں تلے کی زمین نے اُس کے ساتھ بیوفائی کی (گویا زمین نے اُس کو اٹھائے رکھنے کا عہد کیا تھا) حتیٰ کہ ہاتھ اور منہ کے بل زمین پر آرہا۔ شیر اُس کے مقتل سے آگے نکل کر اُس کے ہمراہیوں کی طرف بڑھا۔ ہلاکت[۵] نے اس مرحوم کے ایک رفیق کو وہی دعوت دی جو خود اُس کو دے چکی تھی۔ وہ اس کی طرف بڑھا۔ مگر ہیبت نے اُس کے بھی ہاتھ کس دیئے۔ اس لئے زمین پر پڑ گیا اور شیر اُس کے سینہ پر بیٹھ گیا۔ مگر میں نے اُس کی طرف اپنی پگڑی ڈال دی اور اس طرح میں نے اُس کے منہ کو مصروف رکھا اور اس کا خون بچایا۔ اتنے میں وہ جوان اُٹھا اور شیر کا پیٹ چیر دیا۔ حتیٰ کہ جوان خوف سے ادھ[۶] مُوا ہوگیا۔ اور شیر پیٹ کی ضرب سے مرگیا پھر ہم گھوڑوں کے پیچھے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ جو ملا اس کو (پچکار پچکار کر) مانوس کیا اور جو بھاگ گیا اس کا خیال چھوڑ دیا۔ پھر ہم اپنے (پہلے) ہمراہی کی طرف آئے کہ اُس کا کفن دفن کریں ؂

مگر جب ہم نے اپنے رفیق پر مٹی کی لپیں ڈال دیں تو بہت افسوس کیا۔ مگر یہ کونسا افسوس کا وقت تھا؟ کہ پہلے ہی بچانا چاہئے تھا۔" پھر ہم بیابان کی طرف اتر کر چل پڑے حتیٰ کہ جب مشکیں (قلت آب سے) لاغر ہوگئیں اور توشہ گھٹ گیا یا قریب الختم ہوگیا۔

ص ۷۹

---

[۱] ادہف۔ ازارہاف ہتھیار کو تیز کرنا۔ الخیل لکھو [۲] سُرعان۔ جمع سریع [۳] خضر سے مراد گندمی ہے عربوں کا اصل رنگ گندمی ہے [۴] یملا الخ جو اس کے قومی اور نڈر ہونے کی دلیل ہے

[۵] ھلاك الفتى الخ یہ دوسرا جوان مرا نہیں اس لئے کہ دفن ایک ہی کیا گیا۔

اور ہم نہ آگے بڑھنے کی قابل رہے نہ واپس پلٹنے کے (نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن) اور ہمیں ان دو قاتلوں کا ڈر ہوا یعنے بھوک پیاس کا تو ہمیں ایک سوار دکھائی دیا۔ ہم اس کی طرف ہو لئے اور چل پڑے۔ جب وہ ہم تک پہنچ گیا۔ تو اپنے اصیل گھوڑے پر سے اترا اور زمین پر اپنے ہونٹ سے نقش اتارنے (زمین بوسی کرنے) اور زمین پر ہاتھ رکھنے لگا۔ پھر سب لوگوں کو چھوڑ کر میرا رُخ کیا۔ میری رکاب چومی۔ اور میرے زیر سایہ آنے کی خواہش ظاہر کی میں نے جو اس کا چہرہ دیکھا۔ تو وہ درخشاں گھٹا کی طرح چمک رہا تھا۔ قد ایسا کہ اگر تمہاری نگاہ کچھ چڑھتی تو پھر اُترتی بھی (یعنے اُس کا بالائے جسم اور زیرین جسم دونوں معتدل تھے) وخط رخسار بھیگی ہوئی مسیں پر گوشت کلائی اور سیراب قامت۔ ترکی الاصل اور شاہانہ لباس سے ملبّس۔ ہم نے کہا۔ تیرا باپ مرے (یہ بددُعا مقصود نہیں ہوتی صرف تکیہ کلام ہے) تجھے کیا ہو گیا۔ کہا میں ایک بادشاہ کا غلام ہوں۔ اُس نے میرے قتل کا ارادہ کیا۔ میں بھی آنکھیں[۱] بند کئے وہاں پہنچا جہاں اب مجھے دیکھ رہے ہو۔ اس کی ظاہری حالت اس کی راست بازی کی گواہ تھی۔ پھر کہا۔ آج تو میں تیرا ہی غلام ہوں۔ اور میرا سارا مال تیرا ہی ہے۔ میں نے کہا تجھے خوشی ہو۔ اور تیرے ذریعہ ہم کو بھی۔ تیرے اس سفر نے تجھے ایک فراخ صحن اور تر و تازہ عیش تک پہنچا[۲] دیا ہے۔ لوگ مجھے مبارکبادی دینے لگے۔ اگر وہ دیکھتا۔ تو ہمیں اس کی نگاہیں مارے ڈالتیں اور اگر بولتا۔ تو اُس کے الفاظ ہمیں اس کا گرویدہ کر دیتے۔ پھر کہا اے بزرگو! دامن کوہ میں ایک چشمہ ہے اور تم تو کانے بیابان (بلاعین۔ عین کے دو معنے ملحوظ رکھیے۔ گویا چشمہ والا بیابان بینا ہے) پر سوار ہو۔ وہاں سے پانی لیلو۔ ہم نے اُدھر باگیں موڑیں۔ جدھر اُس نے اشارہ کیا تھا وہاں پہنچے۔ مگر جبکہ دھوپ نے ہمارے جسموں کو پگھلا دیا تھا اور جھینگر (جو سخت گرم وقت میں نکلتے ہیں) ٹہنیوں پر سوار ہو گئے تھے) پھر اس نے کہا کیا اس فراخ سایہ اور شیریں پانی پر کچھ قیلولہ نہیں کر لیتے۔ ہم نے کہا تم مجاز ہو۔ وہ اپنے گھوڑے پر سے اُترا۔ اپنا پٹکا کھولا اور اپنا کرتہ اُتارا اور ہم سے پردہ کرنے کے لئے اُس نے اپنے جسم پر صرف ایک کرتی پہنے دی جو اس کے جسم کی

ف

[۱] متی۔ ماترق لعین فیہ تسفّل پڑھو گو بلحاظ سجع چنداں مناسب نہیں مگر یہ اصل میں امرؤ القیس کا گھوڑے کی وصف میں ایک مصراع ہے اس لئے گویا مثال کی طرح استعمال ہوا ہے والامثال لا تتغیّر پورا شعر یہ ہے ۔ ورحنا وراح الطرف ینفض رأسہ ؛ متی ماترق الخ تسفّل کی جگہ تسفّل بھی مروی ہے [۲] ہمت۔ علی تھی جدھر سینگ سمائے چل دیا [۳] اذالک الخ یہ الفاظ خیر مقدم کے طور پر استعمال ہوتے ہیں ؛

چغلخوری کرتی تھی (جسم کے چھنتے ہوئے حُسن کو نہ ڈھانک سکتی تھی) ہمیں کچھ شک نہ رہا کہ وہ جنت کے چھوکروں سے لڑ جھگڑ کر جنت سے بھاگ اور رضوان کے ہاتھوں سے چھوٹ آیا ہے ۔

وہ زینوں کی طرف لپکا اُن کو اُتارا گھوڑوں کی طرف بڑھ کر گھاس ڈالی اور زمین پر چھڑکاؤ کیا۔ ہماری سدھ بدھ حیران رہ گئی۔ اور اُس پر ہماری ٹکٹکی بندھ گئی۔ میں نے کہا او جوان! تو تو کمال کا خدمتگذار اور اکثر حالات میں باکار ہے۔ جس سے تو جدا ہو جائے اُس کی حالت قابل افسوس ہے اور جس کے سنگ رہے وہ بڑا با نصیب ہے۔ یہ تو بتا کہ اب خدا کی اس نعمت کا شکریہ کیسے کیا جائے۔ اُس نے کہا۔ ابھی بہت کچھ دیکھنا ہے کیا میری پھرتی اور میری عام باتوں کی خوبی ہی پر ریجھ گئے۔ اگر تم مجھے کچھ ساتھیوں[1] کے سنگ دیکھو تو میں تمہیں اپنی کارروائی[2] کے کرشمے دکھاؤں تا کہ تم اور بھی لٹو ہو جاؤ۔ ہم نے کہا۔ لاؤ۔ دکارنامے دکھاؤ! اُس نے ہم میں سے کسی کی کمان لی۔ اُس کی تانت چڑھائی۔ اور سوفار کو چلّے[3] پر رکھ کر ایک تیر آسمان کی طرف پھینکا۔ پھر ایک[4] اور پھینک کر پہلے تیر کو ہوا میں ہی چیر دیا۔ پھر کہا ایک اور صورت دکھاتا ہوں۔ پھر میرا ترکش اور گھوڑا لیا اور ہمارے ایک آدمی کو پہلے سینہ میں ایک تیر مارا۔ پھر ایک اور تیر اس کے پیچھے پھینکا۔ جس نے اُس کو پیٹھ کی طرف سے نکال دیا۔ میں نے کہا۔ ارے کمبخت تو کیا کرتا ہے۔ اُس نے کہا۔ کینے چُپ! بخدا تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے رفیق کے ہاتھ کس دے ورنہ پھر میں اُس[5] کے اپنے تھوک کو اس کے گلے میں اُچھو کر دوں گا (اس کو موت کے گھاٹ اُتار دوں گا) ہم حیران تھے کیا کریں گھوڑے بندھے ہوئے زین اُتارے ہوئے اور ہتھیار دور ہیں۔ وہ سوار ہے اور ہم پیادے[6] پھر اُس کے ہاتھ میں کمان ہے جس سے وہ پیٹھوں پیٹوں اور سینوں کو نشانہ[7] بناتا جاتا ہے۔ جب ہم نے دیکھا کہ وہ بضد[8] ہے تو ایک تسمہ لیا اور ہر ایک نے دوسرے کو باندھ دیا۔ آخر میں مَیں بچ رہا۔ مجھے کوئی ہاتھ باندھ دینے والا نہ ملا۔ اُس نے کہا

ملا۸

[1] المرفقة جمع رفیق ۱۲

[2] حِذاق۔ مہارت اور مشق کار [3] فوّق۔ اصل میں فُوق (سوفار) تیار کیا۔ مگر یہاں بمعنے افاق یعنے سوفار کو تانت پر رکھا [4] بآخر یعنے پچھلے تیر سے پہلے تیر کو سینے کے باہر نکال پھینکا [5] الغصتہ ہر ایک کیلئے اسی کی تھوک کو اُچھو کر دونگا۔ ظاہر ہے کہ تھوک کا پھندا لگنا مشکل ہے کہ وہی اور چیزوں کو گلے سے اُتار دیتی ہے یعنے ہر ایک پر مصیبت لا ڈالوں گا [6] رجالتہ۔ پلٹن پیدلوں کی جماعت جمع راجل [7] یرشق اور یشق بمعنے یرمی [8] الجحد۔ اصرار ہٹ نلاف ہزل

تو اپنی کھال کو کپڑوں سے الگ کر۔ میں نے کہا۔ پھر وہ اپنے گھوڑے پر سے اُتر کر ہم کو یکے بعد دیگرے ایک ایک دھول مارتا اور کپڑے اُتارتا گیا۔ میرے پاس پہنچا۔ میرے موزے نئے تھے۔ اُس نے کہا تیری ماں مرے اُن کو اُتار ڈال۔ میں نے کہا اس موزے کو میں نے پیر بھیگے ہونے کی حالت میں چڑھایا تھا۔ اس لئے مجھ سے تو نہیں اُتر سکتے۔ کہا میں اُتار دیتا ہوں۔ پھر میرے موزے اُتارنے کے لئے پاس آیا۔ میرے موزے میں ایک۔ چھری بھی جس کی طرف میں نے ہاتھ بڑھایا (وہ ابھی اپنا کام کر رہا تھا) اور اُس کے پیٹ میں بھونک کر پیٹھ سے نکال دی وہ صرف مُنہ کھول سکا۔ جس میں پتھر ڈال دیا گیا[1] یعنے شدت درد سے منہ کھول دیا پھر بالکل ٹھنڈا ہو گیا۔ میں اپنے رفیقوں کی طرف لپکا۔ اُن کے ہاتھ کھول دیئے۔ اور پھر ہم نے ان دونوں قتیلوں کا ترکہ باہمی[2] تقسیم کر لیا۔ پھر اپنے اُس رفیق کی طرف گئے۔ مگر وہ جان بحق ہو چکا تھا۔ ہم نے اُس کو قبر کے سپرد کیا اور پھر اپنی راہ لی پانچ رات گذرنے کے بعد شہر حمص میں پہنچے۔ جب ہم وہاں کے چوک[3] بازار میں پہنچے تو وہاں ایک آدمی دیکھا جو ایک بیٹے اور بیٹی کے سر پر ایک ہاتھ دھرے دوسرے ہاتھ میں توشہ دان اور عصا لئے کھڑا کہہ رہا ہے ؂

خدا اس پر رحم کرے۔ جو اپنے فضائل (بخششیں) میرے اس توشہ دان میں بھر دے اور جو سعیدہ اور فاطمہ پر ترس کھائے خدا اُس پر بھی رحم کرے۔ یہ بچہ اور بچی تمہارے ہی خادم ہیں"

عیسٰے بن ہشام کہتا ہے میں نے کہا کہ یہ تو وہی اسکندری ہے۔ جس کا تذکرہ میں سُن چکا ہوں میں نے اُس سے پوچھا تو وہ وُہی نکلا میں اس سے قریب ہُوا اور کہا مانگ۔ جو مانگنا ہو۔ اُس نے کہا ایک فراہنگ۔ تو میں نے کہا ؂ تجھے ایک میں ایک (بلحاظ ضرب۔ ایک میں ایک ضرب دینے سے ایک ہی ہوتا ہے۔) درہم ملیگا۔ جب تک میں جیتا رہوں۔ اس لئے تو حساب کر کے مجھ سے مانگ تا کہ میں تیری مراد پوری کروں پھر میں نے کہا کہ تجھے اُتنے درہم ملیں گے جو ایک کو دو میں دو کو تین میں تین کو چار میں چار کو پانچ میں وھکذا الی العشرین ضرب دینے سے حاصل ہوں۔ پھر میں نے پوچھا کہ بتا کتنے ہوئے؟ اس نے کہا بیس روٹیاں (یعنے درہم مگر بھوک نے لفظ روٹی ہی زبان سے نکلوایا) میں نے اس کو بیس درہم دینے کا

---

[1] القمہ۔ حجرہ یعنے منہ اس طرح بند کر لیا گویا اس میں کوئی بڑا پتھر ٹھونس دیا [2] سلب۔ وہ مال متاع و پوشاک جو قتیل کے جسم پر سے اُتارا جائے [3] فرضۃ۔ کشادگی گویا بازار میں بجز یہاں کے اور ہر جگہ دکان سے دکان ملی ہوئی تھی [4] دوھو فی الخ اس طرح کل ۲۱۰ درہم حاصل ہوتے ہیں۔ مگر اسکندری نے بیس روٹیاں مانگیں جس سے مراد بیس درہم تھے کسی نے ایک بھوکے سے پوچھا دو اور دو کے ہوئے؟ کہا چار روٹیاں ؂

صہ ۸۲

حکم دیا اور اپنے جی میں کہا۔ کہ نامرادی کے ساتھ خدائی امداد نہیں اور ازلی بدقسمتی کے ہوتے کوئی حیلہ کارگر نہیں ہو سکتا (بدنصیبی ہی تھی جو بیس درہم مانگے ورنہ اتنا معمولی حساب کرنا کچھ دشوار نہ تھا) ؏

مقامۂ غیلانیہ

ہم سے عیسےٰ بن ہشام نے کہا۔ کہ ایک دن ہم جرجان[۱] میں اپنی مجلس میں بیٹھ کر باہمی گفتگو کر رہے تھے۔ جبکہ عرب کا وسیع المعلومات مرد[۲] یعنی عصمۃ[۳] بن بدر الفزاری بھی ہمارے پاس تھا۔ شدہ شدہ ہماری گفتگو اس بات پر پہنچی کہ کس نے اپنے دشمن سے بباعث بردباری پہلوتہی کی۔ اور کس نے اس کو حقیر سمجھ کر اس سے بے رخی کی۔ حتیٰ کہ ہم نے الصلتان[۴] العبدی اور بعیث[۵] کا ذکر کیا اور جریر و فرزدق جو ان کو حقیر سمجھتے تھے اس کا

ص۸۳

[۱] جرجان۔ خوارزم کا ایک شہر ہے [۲] رجل العرب یگانہ و ماہر عرب [۳] غلط ہے عصمۃ بن مالک الفزاری ہے جو ذو الرمہ کا راویہ یعنی شاگرد تھا یہ مقامہ المحاسن والاضداد للجاحظ ص۲۵ ذیل نوادر ابی علی القالی ص۱۲۴ کے اس واقعہ پر ڈھالا گیا ہے۔ ابو صالح فزاری کہتا ہے کہ ہم ذو الرمہ کا تذکرہ کر رہے تھے کہ عصمت جو اس وقت ۱۲۰ سال کا تھا کہنے لگا کہ اس کا حال تو مجھ سے پوچھو وہ بڑا خوبصورت آہو چشم کشادہ پیشانی کتابی رخ تھا۔ ایک بار اس نے مجھ سے سانڈنی لی اور پھر ہم منازل میۃ کی طرف ہو لئے اس وقت اس کے قبیلہ کے لوگ غائب تھے۔ ہم ایک ظریفہ کے پاس بیٹھے جس کے ہاں میہ مع سہیلیوں کے بیٹھی ہوئی تھی۔ ظریفہ نے ذو الرمہ سے اپنا کلام سنانے کی استدعا کی اس نے مجھے حکم کیا میں نے اس کا یہ قصیدہ شروع کیا ؎ نظرت الی ظعان فی کانہا ؛ ذرای النخل واثل تمیل ذوائبہ حتیٰ کہ جب اس بیت تک پہنچا ؎ اذا نازعتک القول میۃ اوبدا ؛ لک الموجہ منہا وفضا الدرع سالبہ تو ظریفہ نے کہا میہ کا گھڑا تو ظاہر ہے باتیں بھی ہو رہی ہیں اب صرف انگیا اتارنے کی دیر ہے پھر وہ مع اپنی سہیلیوں کے اٹھ کھڑی ہوئی ہیں بھی ہٹ گیا اور وہ دونوں سرگرم اختلاط رہے پھر ذو الرمہ تھا میں ایک تیل کی شیشی لئے باہر نکلا اور کہا یہ میہ کا تحفہ ہے پھر ہم وہاں سے پلٹ آئے پھر کچھ عرصہ بعد ذو الرمہ نے مجھے کہا کہ چلئے اب میہ کا قبیلہ وہاں سے چلتا بنا ہو وہاں صرف ان کے خیموں کے نشان رہ گئے ہیں پھر ہم وہاں پہنچے ذو الرمہ جی بھر کر رویا۔ ملخصاً ۱۲ عفی عنہ

[۴] الصلتان العبدی اموی کے آغاز کا ایک مشہور شاعر جریر و فرزدق میں جب باہمی مفاخرت گرم ہوئی تو لوگوں نے صلتان کو ان دونوں میں پنچ بنایا اس نے جریر کو بلحاظ شاعری اور فرزدق کو بلحاظ نسب افضل قرار دیا ؎ انا الصلتانی الذی قد علمتم ؛ متی یحکم فھو بالحق صادع۔ جریر کو یہ فیصلہ ناپسند ہوا ؎ اقول ولم املک سوابق عبرۃ ؛ متی کان حکم اللہ فی کرب النخل۔ صلتان بھی خاموش نہ رہا ؎ اعیرتنا بالنخل و النخل مالنا ؛ وود ابوک الکلب لو کان ذا نخل۔ طبقات الجمحی ص۹۰ میں ہے کہ بعیث کی ماں فرتنی سیستان کی تھی اس لئے عجمی تھا

بھی۔ اس پر عصمہ نے کہا۔ کہ میں تمہیں اپنا چشمدید واقعہ سناتا ہوں اور کسی اور سے نقل نہیں کرتا۔ میں ایک روز اپنی اصیل سانڈنی پر سوار ہوا۔ اور ایک کوتل اونٹنی کو ہنکاتے ہوئے ملک تمیم[1] میں گذر رہا تھا۔ کہ مجھے ایک سوار دکھائی دیا جو ایک خاکی اور جھاگ[2] وار اونٹ پر سوار تھا وہ میرے سامنے آیا۔ حتیٰ کہ جب ہمارے جسم (بباعث فرطِ قرب) باہم ٹکرائے۔ تو اس نے بلند آواز سے سلام کیا۔ میں نے کہا "وعلیك السلام" یہ بلند آواز اور اسلامی تحفۂ سلام پیش کرنے والا کون ہے؟ کہا میں غیلان[3] (ذوالرمہ عاشق میہ اور مشہور شاعر اسلامی) ہوں میں نے کہا۔ اس شریف الاصل۔ مشہور النسب اور بول بالے والے شاعر کا خیر مقدم۔ کہا تمہاری وادی فراخ رہے اور تمہاری مجلس باعزت۔ تم کون ہو؟ میں نے کہا عصمہ۔ کہا خدا تم کو سلامت رکھے تم تو اچھے مخلص ساتھی اور رفیق ہو۔ پھر ہم چل پڑے۔ جب ہم نے دوپہر کر دی تو تو اس نے کہا اے عصمہ ہم قیلولہ کیوں نہ کریں کہ سورج نے ہمیں گھلا دیا ہے۔ میں نے کہا۔ تم مجاز ہو۔ ہم آلاء[4] کے جھنڈ کی طرف گئے جو خود آرا کنواریوں کی طرح اپنی لٹیں پھیلائے جھاؤ کے جھنڈ کے متصل[5] تھا۔ وہاں اپنے پالان اتار دیئے اور کھانا کھایا۔ مگر ذوالرمہ بہت ہی کم خور تھا۔ پھر ہم نے نماز ادا کی۔ ہم میں سے ہر کوئی ایک جھاؤ کی طرف ہو لیا۔ جس کے نیچے وہ سونا چاہتا تھا ذوالرمہ بھی لیٹ رہا۔ میں نے چاہا۔ کہ وہی کروں جو اس نے کیا ہے اس لئے اپنی پیٹھ زمین پر ٹیکی۔ مگر میری آنکھوں میں نیند نہ تھی۔ دیکھا کہ قریب ہی ایک بزرگ کوہان سانڈنی دھوپ میں رہ گئی ہے اس کا پالان اترا ہؤا ہے۔ اور کوئی شخص کھڑے ہوئے اس کی نگرانی کر رہا ہے جو یا تو کوئی مزدور ہے یا غلام۔ میں نے ان دونوں کا خیال چھوڑا کہ

ص ۸۴

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰) ہونے کے باعث اس کو ابن حمراء العجان کہا جاتا۔ جب اس نے جریر کی ہجو کی تو جریر نے اس کو بری طرح لتھاڑا مجبوراً اس نے فرزدق سے مدد چاہی اس نے کہا میں قرآن حفظ کرنے میں مشغول ہوں اور ہجو گوئی سے معذور۔ لوگ تاڑ گئے کہ یہ جریر کے گلے کا نہیں۔ آخر فرزدق نے جریر کی ہجو کی اور بعیث کو بھی آڑے ہاتھوں لیا قال ابن سلام و سقط البعیث بینھما اور اجع الطبقات ۵ البعیث۔ خداش بن بشر یہ بنی تمیم کا بہترین خطیب تھا

[1] بلاد تمیم یعنی نجد۔ [2] جعد اللغام جس کے جھاگ گھونگر والے یعنی گاڑھے تھے۔ جھاگ کی کثرت اسکی تندرستی اور نشاط کی علامت ہے۔ لُغام بالضم ہے [3] غیلان بن عقبہ آغاز عہد اموی کا ایک مشہور شاعر عاشق میہ ملقب بہ خرقا یا خرقاء کوئی ادرمہ جبین ہے ایک مرتبہ فرزدق نے اس کے کچھ شعر سنے جو اس کو بہت پسند آئے تو ذوالرمہ نے کہا مجھے اعلیٰ شعراء میں کیوں نہیں گنا جاتا۔ فرزدق نے کہا کہ کھنڈرات پر رونے اور مینگنیوں اور باڑوں کا ذکر کرنے نے تیرا رتبہ گھٹا دیا [4] الاء۔ ایک کڑوا مگر سرسبز اور خوش منظر درخت ہے [5] متناوحھن۔ ازدحام آمنے سامنے ہونا۔

مجھے کسی غیر متعلق بات کی دریافت سے حاصل ہی کیا تھا؟ ذوالرمہ بیدار[1] نیند سویا پھر چونک
اُٹھا۔ یہ وہ عہد تھا۔ جبکہ اُس کی قبیلہ مُرّہ[2] کے ایک آدمی سے ہجو چھڑی ہوئی تھی۔ اُس نے
اپنی آواز بلند[3] کی اور کہا ع کیا یہ بے نشان کھنڈر میّہ ہی کا ہے۔ جس کا ایک تند اور نشان
مٹانے والی ہوا نے پیچھا[4] ہی نہیں چھوڑتی۔ اب صرف ایک مدقوق الراس[5] کھونٹا اور ایک چولھا
ہی رہ گیا ہے۔ جس میں سے (آگ نہ ہونے کے باعث) کوئی آگ لینے نہیں آتا اور ایک حوض
جس کے دونوں کنارے ڈھے گئے ہیں اور ایک بیٹھک بھی۔ جو بالکل کہنہ اور بے نشان
ہوگئی ہے مجھے اپنا وہ عہد مسرت یاد آتا ہے جبکہ یہاں کچھ باشندے[6] میّہ اور شناسایان[7] احباب
مجتمع تھے۔ میّہ مجھ سے کچھ ایسی دُور دُور رہتی تھی گویا میں کسی ہرن کو بھگا رہا ہوں جس کو صبح
دکھائی دی گئی ہے (ہرن رات سے خوف زدہ ہے پھر بھگانے کا خوف بھی آلگا اور صبح کی
روشنی راہنمائی کے لئے مددگار ہے) جب کبھی میں اُس سے ملنے آتا تو ایک ترش رو نگران
اور محافظ (میّہ کا کوئی رشتہ دار) مجھے اُلٹے پیر (بے نیل مرام) لوٹا دیا کرتا۔ ابھی ابھی قبیلۂ
امراؤالقیس کو ایک ہجویہ اور شہرۂ آفاق[8] قصیدہ پہنچیگا۔ جس کو ہر مقیم مسافر کے سامنے
گا گا کر سنائے گا۔

کیا تم نہیں جانتے کہ قبیلہ امراؤالقیس کو تو ایک مرض لادوا لگ گیا ہے (جو انہوں
نے مجھ سے مخاصمت مول لی ہے) ہجو سے وہ بالکل دردمند نہیں ہوتے کیا کوئی خشک
پتھر بھی دردپذیر ہو سکتا ہے؟ (بڑے بے غیرت ہیں) نہ بلند پایہ مقامات میں اُن کا کوئی
نختر سوار تھا اور نہ جنگ میں کوئی اسپ سوار۔ یہ لوگ کمینگی کے جوفوں میں لت پت ہوگئے
جس طرح کھالوں[9] کی کوئی پچل پچل کر دباغت دیتا ہو۔ جب لوگ بزرگوں کی طرف نگاہ اٹھاتے

ص ۸۵

[1] غرار، اچٹتی ہوئی نیند بیقراری کی نیند [2] المرّی۔ یہ قبیلۂ امرؤالقیس کا ایک شخص تھا جس کی ہجو میں ذوالرمہ نے بہت سے قصیدے لکھے ہیں دیکھو آغانی ج ۱۶ ص ۱۱۲ [3] رفع عقیرتہ اس کی تفصیل گذر چکی [4] النظہ جمٹ گیا پل پڑا [5] شجیج القذال۔ جس کی گدی ٹھوک ٹھوک کر توڑ دی گئی ہو یعنی میّہ کے تنبو کا کھونٹا جواب تک باقی رہا ہے [6] سکن جمع ساکن [7] ماثورۃ قصیدۃ تُروٰی وتُنتقل [8] الادم جمع ادیم کفرس۔ الادم غلط ہے

[9] قال ابن رشیق فی العمدۃ ویقع التکرار فی الہجاء علی سبیل الشہرۃ وشدۃ التوضیح بالمہجو کقول ذی الرمہ یہجو المرئی ع وتابی السبال الصہب والانف الحمر؛ ولکنما اصل امرؤالقیس معشر؛ یحل لہم لحم الخنازیر والخمر اضاب امرؤالقیس لعبید ارضہم قمر المساحی لا فلاۃ ولا مصر الخ جمحی ص ۱۲۷ لکھتے ہیں کہ جب ذوالرمہ ان کی مرأۃ نامی منزل کی طرف سے گذرا تو انہوں نے اس کی کچھ آؤ بھگت نہ کی اس پر اس نے ہجو کی۔

تو اپنی کھال کو کپڑوں سے الگ کر۔ میں نے کہا۔ پھر وہ اپنے گھوڑے پر سے اُتر کر ہم کو یکے بعد دیگرے ایک ایک دھول مارتا اور کپڑے اُتارتا گیا۔ میرے پاس پہنچا۔ میرے موزے نئے تھے۔ اُس نے کہا تیری ماں مرے اُن کو اُتار ڈال۔ میں نے کہا اس موزے کو میں نے پیر بھیگے ہونے کی حالت میں چڑھایا تھا۔ اس لئے مجھ سے تو نہیں اُتر سکتے۔ کہا میں اُتار دیتا ہوں۔ پھر میرے موزے اُتارنے کے لئے پاس آیا۔ میرے موزے میں ایک چھری بھی جس کی طرف میں نے ہاتھ بڑھایا (وہ ابھی اپنا کام کر رہا تھا) اور اُس کے پیٹ میں بھونک کر پیٹھ سے نکال دی وہ صرف مُنہ کھول سکا۔ جس میں پتھر ڈال دیا گیا یعنی شدت درد سے منہ کھول دیا پھر بالکل ٹھنڈا ہو گیا۔ میں اپنے رفیقوں کی طرف لپکا۔ اُن کے ہاتھ کھول دیئے۔ اور پھر ہم نے ان دونوں قتیلوں کا ترکہ باہمی تقسیم کر لیا۔ پھر اپنے اُس رفیق کی طرف گئے۔ مگر وہ جاں بحق ہو چکا تھا۔ ہم نے اُس کو قبر کے سپرد کیا اور پھر اپنی راہ لی پانچ رات گذرنے کے بعد شہر حمص میں پہنچے۔ جب ہم وہاں کے چوک بازار میں پہنچے تو وہاں ایک آدمی دیکھا جو ایک بیٹے اور بیٹی کے سر پر ایک ہاتھ دھرے دوسرے ہاتھ میں توشہ دان اور عصا لئے کھڑا کہہ رہا ہے۔

خدا اس پر رحم کرے۔ جو اپنے فضائل (بخششیں) میرے اس توشہ دان میں بھرے اور جو سعید اور فاطمہ پر ترس کھائے خدا اُس پر بھی رحم کرے۔ یہ بچہ اور بچی تمہارے ہی خادم ہیں"

عیسٰے بن ہشام کہتا ہے میں نے کہا کہ یہ تو وہی اسکندری ہے۔ جس کا تذکرہ میں سُن چکا ہوں میں نے اُس سے پوچھا تو وہ وُہی نکلا میں اس سے قریب ہُوا اور کہا مانگ۔ جو مانگنا ہو۔ اُس نے کہا ایک خرانک۔ تو میں نے کہا تجھے ایک میں ایک (بلحاظ ضرب۔ ایک میں ایک ضرب دینے سے ایک ہی ہوتا ہے۔) درہم ملیگا۔ جب تک میں جیتا رہوں۔ اس لئے تو حساب کر کے مجھ سے مانگ تاکہ میں تیری مراد پوری کروں پھر میں نے کہا کہ تجھے اُتنے درہم ملیں گے جو ایک کو دو میں دو کو تین میں تین کو چار میں چار کو پانچ میں وھکذا الی العشرین ضرب دینے سے حاصل ہوں۔ پھر میں نے پوچھا کہ بتا کتنے ہوئے؟ اس نے کہا بیس روٹیاں (یعنے درہم مگر بھوک نے لفظ روٹی ہی زبان سے نکلوایا) میں نے اس کو بیس درہم دینے کا

صہ ۸۲

لہ القمہ۔ حجرہ یعنے منہ اس طرح بند کر لیا۔ گویا اس میں کوئی بڑا پتھر ٹھونس دیا ۲ سلب۔ وہ مال متاع و پوشاک جو قتیل کے جسم پر سے اُتارا جائے ۳ فرجۃ۔ کشادگی گویا بازار میں بجز یہاں کے اور ہر جگہ دکان سے دکان ملی ہوئی تھی ۴ ددھم فی الخ اس طرح کل ۔۱۰ درہم حاصل ہوتے ہیں۔ مگر اسکندری نے بیس روٹیاں مانگیں جس سے مراد بیس درہم تھے کسی نے ایک بھوکے سے پوچھا دو اور دو کے ہوئے؟ کہا چار روٹیاں ؟

سراغ[1] ملا تھا۔ حتیٰ کہ خوفناک زمین کو طے کر کے اور اُس کی حد سے گذر کر میں امن و امان کی چراگاہ
تک پہنچ گیا۔ جس کی خنکی (اطمینان) مجھے محسوس ہونے لگی۔ میں اُس وقت آذربائیجان[2] پہنچا جبکہ
میری سانڈنیاں سودہ پا ہو چکی تھیں۔ اور یہ کٹھن منزلیں[3] اُن کو کھا[4] چکی (ناتواں کر چکی) تھیں۔ مگر
جب وہاں پہنچا تو ہم اس ارادے پر اُترے۔ کہ وہاں تین روز ٹھہریں گے۔ مگر وہ جگہ کچھ ایسی
بھائی کہ مہینہ بھر پڑے رہے"۔ ایک دن میں وہاں کے کسی بازار میں گھوم رہا تھا کہ یکایک ایک
آدمی کندھے پر چھاگل رکھے لاٹھی پر ٹیکا لگائے سر پر کلپاک[5] (ایک طرح کی لمبی ٹوپی جو
اُس وقت حکام کے لئے مخصوص تھی) اوڑھے[6] اور دو گزی[7] کی عبا پہنے نمودار ہوا[8] اور بلند آواز
سے کہنے لگا۔ "خدایا! اے تمام چیزوں کو آغاز و انجام دینے والے۔ اے ہڈیوں کو جان بخشنے اور
پھر فنا کرنے والے اے آفتاب کے خالق اور اُس کو متحرک رکھنے والے۔ اے پَو کو پھاڑنے اور
روشن کرنے والے اے ہم تک اپنی پوری نعمتیں بھیجنے والے۔ اے آسمان کو ہم پر گر پڑنے
سے روکنے والے۔ اے جانوں کو جوڑا جوڑا پیدا کرنے والے۔ اے سورج کو چراغ
کرنے والے۔ آسمان کو چھت اور زمین کو بچھونا بنانے والے۔ اے رات کو آرام
دِہ اور دن کو ذریعہ گذران بنانے والے۔ اے بھاری (پانی سے) گھٹائیں اُٹھانے والے
اے بجلیوں کو سزا بنا کر بھیجنے والے۔ اور اے ستاروں کے اوپر کے اور حدِ زمین[9] کے
نیچے (تحت الثریٰ) کے حالات جاننے والے تجھ سے التماس ہے کہ تو سارے رسولوں
کے سرگروہ محمدؐ اور آپ کی پاک آل پر رحمت نازل کرے۔ اس غریب[10] الوطنی میں میری
مدد کرے تاکہ میں اُس کی باگ (وطن کی طرف) موڑ سکوں۔ اس تنگ حالی میں میری امداد
کرے تاکہ میں اُس کے (منحوس) سایہ سے سرک سکوں اور مجھے کسی ایسے داتا کے ہاتھ
سے جسے فطرت نے سنوارا ہو[11]۔ پاکیزگی نے اُس کو (چاند بنا کر) روشن[12] کیا ہو۔ بخت و دین سے
بہرہ ور ہو اور جو روشن حق سے اندھا نہ ہو۔ ایک سانڈنی والا جو اس راستہ کو طے کر سکے اور کچھ

ص ۸۷

---

[1] اهتدت لکھو۔ [2] آذربیجان۔ ایران کا ایک بڑا ترکستانی صوبہ جس کا دارالصدر شہر تبریز ہے معرّب آذربائجان [3] المراحل۔ جمع مرحلہ قریباً ۳۰ میل یعنے یک روزہ مسافت [4] اکلتہا
بتشدید لام پڑھو۔ تو معنے یہ ہوئے۔ ان کو تھکا چکی تھیں [5] دَنّیہ۔ منسوب بہ دَنّ خم کی شکل کی
ٹوپی [6] تقلسہا۔ جعلہا قلنسوۃ [7] فوطۃ سندھ کا ایک موٹا چھوٹا کپڑا [8] تطلّسہا جعلہا
طیلسانا اس کو گودن (چوغہ) بنائے [9] التخوم۔ ج۔ تخم سرحد [10] الغربۃ۔ یہاں اس کو ایک سرکش اور
منہ زور گھوڑا قرار دیا ہے [11] فطرتہ الخ یعنے جس کی سرشت ہی میں بھلائی کا مادہ ہو [12] اطلعتہ الخ اسکے گزشتگان
پاکباز ہوں [13] الحصرۃ۔ پاکیزگی۔ بالضم لکھو۔

توشہ بھی جو میرے اور میرے ہمراہی[1] کے لئے کافی ہوسکے۔ عیسے بن ہشام کہتا ہے کہ میرے
جی میں خیال ہوا۔ کہ یہ آدمی تو ہمارے ابوالفتح الاسکندری سے بھی زیادہ خوش زبان ہے۔ پھر
میں نے خود یکبارگی گردن پھیری۔ تو وہ تو بخدا ہمارا اُستاد ابوالفتح ہی نکلا۔ میں نے کہا اے
ابوالفتح تیرا فریب اس سرزمین تک بھی پہنچ گیا۔ اور اس گھاٹی تک بھی۔ تجھے یہ ہمیں شکار
لے آئی تو کہنے لگا کہ میں دنیا کا سیاح اور جہاں[2] گرد ہوں۔ میں زمانہ کی چھری[3] اور راستوں
کو آباد رکھنے والا ہوں۔ خدا تجھے راہ راست دکھائے۔ تو مجھے گداگری[4] پر سخت و سست
نہ کہہ اور ذرا خود بھی اس کا مزہ چکھ لے کہ بے زحمت ہی زنگار رنگ لقمہ مل جاتا ہے۔

مقامۂ جرجانیہ

ہم سے عیسیٰ بن ہشام نے بیان کیا کہ ایک بار ہم اپنی محفل میں سرگرم گفتگو تھے اور
ہمارے پاس صرف اپنے ہی آدمی تھے کہ یکایک ہمارے سامنے ایک شخص آکھڑا ہوا جو نہ بالکل
لم ڈھینگ[5] ہی تھا اور نہ بہت زیادہ کوتاہ قامت ہی اُس کی ڈاڑھی گھنی تھی اور اس کے پیچھے
پھٹے ٹوٹے پیتھڑوں میں کچھ بچے گھرے تھے اُس نے سلام یعنی اسلامی سوغات سے اپنے کلام[6]
کو شروع کیا۔ اس نے ہمارے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔ اور ہم بھی اس کے ساتھ اچھی طرح
رخوش[7] مدیہ[8] ملکر پیش آئے۔ پھر اُس نے کہا لوگو! میں اُس اسکندریہ[9] کا رہنے والا ہوں جو ثغا میہ
(فرمانبردار یان اندلس) کی سرحد پر ہے۔ بنی سلیم نے مجھے پالا ہے اور بنی القیس نے میری
آؤ بھگت کی ہے۔ میں نے ساری دنیا چھان ڈالی ہے اور عراق کی انتہا تک پہنچ چکا ہوں
دیہات اور شہروں اور قبیلہ ربیعہ و مضر کے ناکسا میسوپوٹامیا یعنی الجزیرہ کو میں نے کھنگال
ڈالا ہے۔ کہیں بھی رہا مگر ذلیل نہیں ہوا تمہاری نگاہ میں مجھ کو میرے یہ پھٹے ٹوٹے چیتھڑے[10]
کہیں ذلیل نہ کردیں کہ بخدا کبھی ہم بڑے بنانے[11] اور سنوارنے والے اور سروں تک کو

---

[1] والرفیق۔ مفعول معہ ہے [2] جوالۃ اور جوابہ کی تا مبالغہ کے لئے ہے [3] خذروفہ
پھرکی جس میں تاگا ڈال کر بچے گھماتے ہیں یعنی زمانہ مجھے ایک سمت میں نہیں رکھتا بلکہ ہر سو پھراتا
ہے [4] الکدیہ۔ معرب گدیہ بمعنے گداگری [5] المتمدد۔ دراز [6] المتردد۔ واپس آنے والا گویا
پہلے قد کا یہ خیال تھا۔ کہ اوپر کو بڑھے [7] ولی۔ اور والی بمعنی اعطی [8] جزیل۔ بڑا احسان۔
[9] اسکندریہ مصر کا مشہور ہے مگر یہاں اندلس کا مراد ہے
[10] سملی وطلبی چیتھڑے پرانے [11] تخود ومر۔ دونوں بمعنی اصلاح یہ ایک ضرب المثل ہے
فلان ابن بجدۃ وتمرۃ ۱۲۔

فارغ البال بنا دینے والے) تھے۔ سویرے (مہمانوں کو) اونٹ[1] بخشا کرتے تھے اور شام کو بکریاں۔ ہمارے[2] ہاں بہت کچھ خوشرو (مراد شریف) لوگ بیٹھا کرتے تھے اور ہماری بیٹھکیں تھیں۔ جہاں قول و فعل آتا تھا (یعنے جہاں قوم بھر کے مقدمات فیصل کرتے اور محتاج کو دیتے لیتے رہتے تھے)، تونگروں کے سر برآنے والے سائل کی روزی تھی۔ پھر ہمارے بے بضاعت لوگ بھی کچھ نہ کچھ فراخ دستی اور فیاضی دکھلاتے تھے۔" پھر لے لوگو! زمانہ نے خاص کر میری حالت[3] تو بالکل ہی بدل دی۔ مجھے نیند کے عوض بیداری اور اقامت کی جگہ مسافرت ملی۔ مجھے اپنے حوائج[4] پھینکے پھرتے ہیں۔ اور سارے بیابان[5] مجھے باہمی ایک دوسرے کے پاس تحفہ بھیجتے رہتے ہیں۔ زمانہ کی گردشوں نے مجھے (اس فارغ البالی سے) اسی طرح اکھیڑ پھینکا۔ جس طرح گوند (درخت سے) اکھیڑ لیا جاتا ہے۔ اب صبح و شام میں ہتھیلی سے زیادہ صاف اور بچہ کے رخسار سے زیادہ خالی رہتا ہوں (ہتیلی اور رخسار کو بال نہیں ہوتے یعنے تہیدست ہوگیا ہوں)، اب میرا صحن خانہ (سائلوں یا مال و متاع سے) اور میرا برتن (خوراک سے) خالی ہے۔ اب بجز مسافرانہ پریشان حالی اور سدا سانڈنی کی باگ[6] تھامے رہنے کے میرے پاس اور کچھ نہیں۔ فقیری (کی تکالیف) جھیلتا ہوں اور چٹیل بیابان سے نباہ[7] کر رہا ہوں۔ میرا بچھونا ٹھیکریاں[8] ہیں اور سرہانا پتھر۔ کبھی آمد[9] میں کبھی راس عین[10] میں اور کبھی کبھی میا فارقین[11] میں۔ کسی رات میرا پالان شام میں کبھی اہواز[12] میں اور

[1] نوعی و نثغی از رغاء و ثغاء یعنی بلانا اونٹ کا اور ممیانا بکری کا [2] و فینا مقامات الخ یہ شعر زہیر بن ابی سلمی کے ہیں مقامات مجلس مراد اہل مجلس جس طرح قریہ سے اہل قریہ فی قولہ تعالیٰ واسئل القریۃ التی کنا فیھا الخ [3] ظہر المجن۔ ڈھال کی پشت ظاہر ہے کہ ڈھال کے اندرون بیروں میں بڑا فرق ہے اسی طرح زمانے نے گویا میری (ڈھال کی پشت) کایا بالکل پلٹ دی [4] المرامی جمع مرماۃ پھینکنے کا آلہ یعنی نیتیں اور ارادے اور ضرورتیں [5] الموامی جمع موماۃ جنگل [6] السفار۔ ایک چمڑا جو دہانہ کی جگہ اونٹ کے منہ میں ڈالا جاتا ہے اور جس کے ساتھ باگ بندھی ہوتی ہے یعنے ہمیشہ سفر میں رہتا ہوں ۱۲
[7] اُماق الخ یعنے بیابان مجھے مار دینا چاہتا ہے اور میں اُس کی خوشامد کرتا رہتا ہوں مماقات مُدارات [8] المدَر جمع مَدَرۃ [9] آمد۔ وہی مستحکم شہر جس کو ان دنوں دیار بکر کہتے ہیں [10] راس عین نہر خابور کے منبع پر حران کے متصل ایک الجزیرہ کا بڑا شہر [11] میا فارقین۔ صوبۂ دیار بکر کا ایک پرانا شہر جو نوشیرواں اور خسرو پرویز کا بنایا ہوا ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اگر ذوالرمہ کو یہاں اس کی محبوبہ مّیہ بھی مل جائے تو وہ فرط استغنا سے کہے گا کہ اے میہ تو مجھ سے جدا ہو جا میا فارقینی [12] اہواز۔ بصرہ اور فارس کے درمیان ایک شہر اور اس کا صوبہ بھی جہاں عرب آباد ہیں یہاں کی شکر اور مٹی کا تیل مشہور ہے ۱۲

کسی رات عراق میں ہوتا ہے۔ میرا ارادہ مجھے ہر کہیں پھینکتا رہا۔ تا آنکہ میں نے بلاد الجبل (عراق عجم) کو روندا۔ اور مجھے شہر ہمدان میں فروکش کیا۔ وہاں کے قبائل نے میرا استقبال کیا اور وہاں کے احباب میری طرف ملتفت ہوئے۔ مگر میں نے تو اس کا رُخ کیا۔ جس کا پیالہ سب کے پیالوں سے بڑا تھا بہت سوں کو اپنے ساتھ شریک طعام کیا کرتا تھا اور جس میں سب سے کم دوست فراموشی تھی ۵ اُس کی آگ اونچی ٹیلے پر سُلگائی جاتی تھی (تاکہ رات کا کوئی راہ سے بھٹکا ہُوا مسافر اُسے دیکھ کر آرام و خوراک کی امید میں فروکش ہو جائے۔ ایسے (خشک سالی) کے وقت میں جبکہ اور (فیاضوں) کی آگوں پر سرپوش ڈال دیا جائے (چھپا دی جائیں) اس نے میرے لئے نرم بستر اور خواب گاہ مہیا کی۔ اگر کبھی وہ (میری خدمت میں) سُستی کرتا تو میری خدمت کے لئے ایک چھوکرا جو نک اُٹھتا جو (بلحاظ پھرتی) یمن کی تلوار یا (بلحاظ حُسن) صاف مطلع کا ماہِ نو تھا۔ اُس نے مجھ پر وہ وہ عنائتیں کیں جن کو میرا مرتبہ نہ سما سکتا تھا (میری حیثیت سے کہیں زیادہ تھیں) اور جن سے میرا سینہ پھیل گیا (باغ باغ ہو گیا) سب سے پہلی عنایت گھر کا فرش تھا اور آخری عنایت ایک ہزار اشرفی تھی۔ انہی پیاپے عنایتوں اور لگاتار جھڑیوں نے مجھے اُڑا یا (وہاں سے بھگایا) میں ہمدان سے اُسی طرح نکل کھڑا ہوا۔ جس طرح کوئی بھگوڑا جانور اور اُس سے میں کچھ ایسا متنفر ہو گیا جیسے کوئی بدکنے والا ڈنگر راستوں کو قطع کرتا اور مہلک بیابانوں کو کھکھولتا پھرا۔ مزید برآں یہ کہ اپنے پیچھے ایک ربتہ البیت (خانہ دار بیوی) اور ایک ننھے بچے کو چھوڑ آیا ہوں ۵ گویا وہ (بلحاظ خوبی) کس میرسی ایک چاندی کا گراں بے طلب ملا ہُوا بازو بند ہے جو قبیلہ کی کنواری چھوکریوں کے بازی گاہ میں ٹوٹا پڑا ہے۔ مجھے احتیاج کی ہوا اور ضرورتمندی کی نسیم تم تک اُڑا لائی ہے خدا تم پر رحم کرے ذرا اس درماندہ اور لاغر شخص پر نظر عنایت ڈالو جس کو ضرورت نے دھاوا یا (ناتواں کر دیا ہے) اور فاقہ کشی نے جس کا بُرا حال کر رکھا ہے ۵ جو دائم السفر ہے اور جہاں نورد اس کو بیابان سے باہمی ایک دوسرے میں پھینکدیا ہے۔ اس لئے وہ پراگندہ مُو اور غبار آلود ہے۔ خدا تمہاری بھلائی کو آپ پہچانے کے لئے ایک راہنما کھڑا کرے اور برائی کو کبھی خدا تم تک راہ نہ دے۔ عیسٰے بن ہشام کہتا ہے

عنوذیۃ کھولتا [illegible] گردہ مگر یہ لفظ بدیں ہیئت مجھے کسی لغت میں نہ ملا [illegible]

تبۃ صفت ذملج بے طلب گم شدہ چیز کا مل جانا یا ملی ہوئی [illegible] ارمد کا ہے [illegible]

بتخفیف دال پڑھا جائے تو معنی یہ ہوئے ضرورت نے تمہاری راہ دکھائی ہے یعنے تم [illegible]

اذا سفر الخ عمر بن ابی ربیعہ کا شعر ہے جعل اللہ الخ میرے خیال میں صحیح یوں تھا جعل اللہ الخیر علیک خدا تمہاری نیکی کو تمہاری طرف (لوگوں کو) پہنچانے کے لئے راہنما بنائے ۔

کسی رات عراق میں ہوتا ہے۔ میرا ارادہ مجھے ہر کہیں پھینکتا رہا۔ تا آنکہ میں نے بلاد الجبل (عراق عجم) کو روندا۔ اور مجھے شہر ہمدان میں فروکش کیا۔ وہاں کے قبائل نے میرا استقبال کیا اور وہاں کے احباب میری طرف ملتفت ہوئے۔ مگر میں نے تو اس کا رُخ کیا۔ جس کا پیالہ سب کے پیالوں سے بڑا تھا۔ بہت سوں کو اپنے ساتھ شریک طعام کیا کرتا تھا۔ اور جس میں سب سے کم دوست فراموشی تھی سے اُس کی آگ اونچی ٹیلے پر سُلگائی جاتی تھی (تاکہ رات کا کوئی راہ سے بھٹکا ہوا مسافر اُسے دیکھ کر آرام و خوراک کی امید میں فروکش ہو جائے) ایسے (خشک سالی) کے وقت میں جبکہ اور (فیاضوں) کی آگوں پر سرپوش ڈال دیا جائے (چھپا دی جائیں) اس نے میرے لئے نرم بستر اور خوابگاہ مہیا کی۔ اگر کبھی وہ میری خدمت میں سُستی کرتا تو میری خدمت کے لئے ایک چھوکرا چونک اُٹھتا جو (بلحاظ پھرتی) یمن کی تلوار یا (بلحاظ حُسن) صاف مطلع کا ماہِ نو تھا۔ اُس نے مجھ پر وہ وہ عنائتیں کیں جن کو میرا مرتبہ نہ سما سکتا تھا (میری حیثیت سے کہیں زیادہ تھیں) اور جن سے میرا سینہ پھیل گیا (باغ باغ ہو گیا) سب سے پہلی عنایت گھر کا فرش تھا اور آخری عنایت ایک ہزار اشرفی تھی۔ انہی پیاپے عنایتوں اور لگاتار جھڑیوں نے مجھے اُڑا دیا (وہاں سے بھگا دیا) میں ہمدان سے اُسی طرح نکل کھڑا ہوا۔ جس طرح کوئی بھگوڑا جانور اور اُس سے میں کچھ ایسا متنفر ہو گیا جیسے کوئی بدکنے والا ڈانگر راستوں کو قطع کرتا اور مہالک بیابانوں کو کھکھولتا پھرا۔ مزید براں یہ کہ اپنے پیچھے ایک ربۃ البیت (خانہ دار بیوی) اور ایک ننھے بچے کو چھوڑ آیا ہوں سے گویا وہ (بلحاظ خوبی) وکس پیرسی (ایک چاندی کا کڑا ہے بے طلب ملا ہوا بازو بند ہے جو قبیلہ کی کنواری چھوکریوں کے بازی گاہ میں ٹوٹا پڑا ہے) مجھے احتیاج کی ہوا اور ضرورتمندی کی نسیم تم تک اُڑا لائی ہے خدا تم پر رحم کرے ذرا اس درماندہ اور لاغر شخص پر نظر عنایت ڈالو جس کو ضرورت نے دھاوا دیا (ناتواں کر دیا ہے) اور فاقہ کشی نے جس کا بُرا حال کر رکھا ہے سے جو اُم الدفر ہے اور جہاں نوردی اس کو بیابان سے باہمی ایک دوسرے میں پھینکا ہے۔ اس لئے وہ پراگندہ مُو اور غبار آلود ہے۔ خدا تمہاری بھلائی آپ پہنچانے کے لئے ایک راہنما کھڑا کرے اور برائی کو کبھی خدا تم تک راہ نہ دے۔ عیسٰے بن ہشام کہتا ہے

سے ذیئہ لکھو لے قتمان کردہ مگر یہ لفظ بدیں ہیئت مجھے کسی لغت میں نہ ملا ... مد ...

ملھ تبۃ صفت ذوملج بے طلب گم شدہ چیز کا مل جانا یا ملی ہوئی یہ بہت الرمۃ کا ہے ...

بتخفیف دال پڑھا جائے تو معنی یہ ہوئے "ضرورت نے تمہاری راہ دکھائی ہے" یعنی تم ...

سے افاسفر الخ عمر بن ابی ربیعہ کا شعر ہے سے جعل للہ الخ میرے خیال میں صحیح یوں تھا جعل اللہ الخیر علیہ کبوۃ خدا تمہاری نیکی کو تمہاری طرف (لوگوں کو) پہنچانے کے لئے راہنما بنائے۔

پیش آئیں گے۔ اگر سلام سے پیشتر میں نماز توڑ دوں۔ مجبوراً میں اسی اپنی ہیئت کذائی میں رہا
تا آنکہ وہ سورۃ ختم ہوئی۔ اور قافلہ کو پا لینے سے ناامید ہو گیا۔ پھر اُس نے رکوع کیلئے
اپنی کمان (خمیدہ پشت) ایک خاص قسم کی عاجزی و فروتنی کے ساتھ جو اس سے پیشتر میں
نے کبھی نہ دیکھی تھی جھکائی۔ پھر رکوع[1] سے سر اٹھایا اور رفع الیدین کیا (مطابق مذہب
امام شافعی) اور کہا سمع اللہ الخ پھر کچھ ایسا کھڑا رہا۔ کہ مجھے اُس کے سو جانے کا اندیشہ
ہُوا۔ پھر زمین پر اپنا داہنا ہاتھ ٹیکا اور پیشانی کے بل اوندھا ہُوا۔ پھر منہ کے بل جھک
گیا۔ میں نے بدیں غرض اپنا سر سجدے سے اُٹھایا کہ اگر موقع ملے۔ تو بھاگ نکلوں کیونکہ پچھلی
صفوں میں کچھ کشادگی نظر آئی۔ اس لئے پھر سجدے میں گر رہا۔ تا آنکہ اُس نے اُٹھنے کے
لئے تکبیر کہی اور دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا سورۂ فاتحہ پڑھی اور پھر کچھ اس [illegible]
دیگر) سورۃ القارعہ پڑھی۔ کہ قیامت کی (طویل مدت) پوری کر ڈالی۔ اور لوگوں کی جانیں نکال
لیں۔ جب دونوں رکعتوں سے فارغ ہُوا۔ اپنے دونوں جبڑے[2] تشہد[3] پڑھنے کے لئے ہلائے
گردن کی دو طرفہ رگوں کو سلام کے لئے جھکایا۔ اور میں نے جی میں کہا کہ خدا نے اب تو نکلنے
میں سہولت پیدا کر دی اور کشائش نزدیک کر دی تو ایک شخص اُٹھ کر کہنے لگا "کہ میں جو
کوئی جماعت کے ساتھ رہنا چاہتا ہو۔ (حضور نے عام مسلمانوں کی جماعت کیساتھ [illegible]
رہنے کی تاکید کی ہے) وہ گھنٹہ بھر کے لئے مجھے اپنے کان مستعار[4] دے"۔ عیسے بن ہشام کہتا ہے
کہ میں اپنی جان بچانے کی خاطر اپنی جگہ جا رہا پھر کہا "مجھے یہی سزاوار ہے کہ بجز حق کے اور
کچھ نہ کہوں اور بجز راستی کے اور کسی بات کی شہادت نہ دوں۔ میں تمہارے نبی کا ایک مژدہ
لایا ہوں۔ مگر جب تک خدا اس مسجد کو ان کمینوں سے پاک نہ کر ڈالے جو اس کی نبوت سے منکر
ہیں ہرگز وہ مژدہ نہ پہنچاؤں گا۔" عیسے بن ہشام کہتا ہے کہ مجھے تو اُس نے بیڑیوں میں جکڑ دیا
(سمند ناز پہ ایک اور تازیانہ ہوا) اور کالی رسیوں (آہنی زنجیروں) سے کس دیا۔ پھر کہا میں نے

ص ۹۲

۱؎ رفع الخ امام اور مقتدی سب شافعی تھے۔ کہ اُس عہد میں یہی عالم اسلامی کا مذہب تھا۔ بجز ماوراء النہر
افغانستان اور عراق کے مگر جب سے مغلوں اور ترکوں کی حکومت کا دور دورہ ہُوا تو چونکہ یہ قومیں ماوراء النہری تھیں۔
مذہب حنفی نے اُس کی جگہ لے لی مالکی مراکش اور اندلس میں اور حنبلی نجد و بغداد میں عموماً پائے جاتے تھے رفع الیدین
بعد رکوع۔ طول قیام و سجود اور سجدہ کے لئے پہلے ہاتھ اور پھر گھٹنے ٹیکنا۔ شافعیوں کی خصوصیات ہیں۔ ۱۲
۲؎ لحی اور لحیٰ وہ جبڑا جس پر ڈاڑھی اگتی ہے ۳؎ تشہد۔ التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات الخ
۴؎ فلیعرنی الخ یہی محاورہ انگریزوں نے اڑایا ہے۔ پلیز لینڈ می یور ایرس ۱۲

آپ کو اسی طرح خواب میں دیکھا ہے۔ جس طرح گھٹا میں سورج دیکھا جاتا ہے۔ اور شب چہاردہم
کو چاند۔ آپ چل رہے تھے اور تارے آپ کے پیچھے پیچھے تھے اور آپ (ناز سے) اپنے دامن کو
گھسیٹتے آرہے تھے۔ جس کو فرشتے اٹھائے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے مجھے ایک دعا بتائی
اور ہدایت کی۔ کہ میں آپ کی امت کی سکھلاؤں۔ میں اس کو خلوخ[1] مشک[2] زعفران اور غالیہ[3]
سے ان کاغذوں پر لکھ لایا ہوں۔ مجھ سے جو کوئی مانگے گا۔ اس کو مفت (دیا) دوں گا۔ اور اگر
کوئی کاغذ کی قیمت ادا کرے گا۔ تو میں لے لونگا (مانگنے کا ڈھنگ ہے یعنی کچھ محنتانہ نہ لونگا)
عیسےٰ بن ہشام کہتا ہے۔ کہ اس پر اس قدر فرانک اُمڈ آئے کہ ہکا بکا رہ گیا۔ وہ چل پڑا
اور میں بھی اس بات سے تعجب کرتے ہوئے کہ وہ شکار پر بھالا[4] پھینکنے اور روزی کو فریب سے
حاصل کرنے میں کیسا مشاق ہے اس کے پیچھے ہو لیا۔ میں نے اس کی مزاج پرسی کرنی چاہی
مگر پھر رک گیا۔ اور اس سے بات چیت کرنی چاہی۔ مگر خاموش رہا۔ میں اس کی بیحیائی
کے ساتھ خوش زبانی حسن طلب[5] اس کے لوگوں کو اپنے فریب میں جکڑ لینے اور اپنے طریقہ
سے مال حاصل کرنے پر خوب غور کرتا رہا۔ پھر جو دیکھا تو وہ اسکندری نکلا۔ میں نے کہا
تجھے یہ چال کیسے سوجھی؟ تو مسکرا کر بولا (یہ لوگ گدھے ہیں تو ان کو ایک ایک کرکے
ہنکائے جا[6] (لوٹے جا) ان میں نمایاں بن اور ان سے نمبر لے جا حتی کہ جب تو ان سے اپنی دلی
مراد حاصل کرلے تو پھر مر جا (کہ حسرت لیکر نہ مرے گا)

---

[1] خلوق۔ ایک مرکب خوشبو جس میں زعفران اور کافور بھی پڑتا ہے ۱۲
[2] سك المسك۔ ایک طرح کی سیاہ مرکب خوشبو کی گولی جس میں علاوہ اور چیزوں کے مشک بھی پڑتی ہے

[4] زرق۔ مزراق یعنے بھالا مارنا۔ شیخ محمد عبدہ یہی کہتے ہیں مگر مجھے یہ فارسی زرق بمعنے حیلہ و فریب معلوم ہوتا
ہے [5] استماحہ بخشش مانگنا۔ [6] تجوز۔ تجویز اونٹوں کو ایک ایک کرکے گذارنا از جواز بمعنے
مرور ۱۲

من کتاب الملل والنحل

اراء العرب فی الجاہلیۃ

صہ۹۹ ہم اس کتاب کے ابتدائی حصہ میں بیان کر چکے ہیں۔ کہ اہل عرب و ہند قریب قریب ایک ہی مذہب پر ہیں اور ہم اس مسئلہ میں مختصر قول لکھ آئے ہیں۔ اس لئے دونوں فریقوں کی نزدیکی اور دونوں قوموں کی قربت خواص اشیاء کے اعتبار اور احکام ماہیات کے مطابق حکم کرنے میں محدود ہے۔ اور ان پر فطرت اور طبیعت غالب ہے۔ اور یہ بیان کر آئے ہیں، کہ روم و عجم بھی قریب قریب ایک ہی مذہب پر ہیں۔ اس لئے کہ انکی مقاربت خواص اشیاء کے اعتبار اور طبائع کے احکام کے مطابق حکم کرنے پر موقوف ہے۔ اور اُن پر اکتساب اور جدّ و جہد غالب ہے۔ اب ہم ان باتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ جن کے عرب زمانہ جاہلیت میں قائل تھے۔ اس کے بعد اہل ہند کے اقوال بیان کریں گے۔ اور قبل اس کے کہ ہم ان کے مذاہب کے حالات شروع کریں۔ یہ چاہتے ہیں۔ کہ بیت عتیق[1] کا حکم خدا نے پاک و پاکیزہ رکھے، اور دنیا بھر میں بنے ہوئے گھروں پر اس کی فضیلت ذکر کریں اس لئے انہیں گھروں میں سے وہ گھر ہے۔ جو دینِ حق پر آدمیوں کے لئے قبلہ بنایا گیا اور انہیں میں سے وہ ہے۔ جو دین باطل پر آدمیوں کے لئے فتنہ بتایا گیا ہے۔ قرآن مجید میں وارد ہؤا ہے۔ کہ پہلا وہ گھر جو آدمیوں کے لئے بنایا گیا ہے وہ ہے جو مکّہ میں ہے وہ عالمین کے لئے مبارک اور سبب ہدائیت ہے۔ اس امر میں اختلاف ہے کہ پہلے پہل اس کو کس نے بنایا۔ بعض کا قول ہے کہ جب حضرت آدم زمین پر اتارے گئے۔ تو سرزمین ہند کے جزیرہ سراندیپ میں اُترے۔ اس وقت وہ اپنی زوجہ کی جدائی اور تلاش قبول توبہ میں حیران تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے حوّا کو عرفات[2] کے جبل رحمت[3] پر پایا۔ اور اُن کو صہ۱۰۰

---

[1] کعبہ کو کہتے ہیں اس لئے کہ وہ پہلا گھر ہے جو زمین میں وضع کیا گیا ہے اور غرق سے یا جباروں سے یا جنت سے آزاد کیا گیا ہے یا اس لئے کہ اس کا کوئی مالک نہیں آزاد ہے ۱۲ منتہی الارب [2] ۹ ذی الحجہ کو مکہ معظمہ سے ۱۲ کوس پر حاجیوں کے ٹھہرنے کی جگہ ۱۲ منتہی الارب [3] مقام مذکورہ میں ایک کوہ ہے ۱۲

تھوڑی دیر کے بعد پہنچا[1] سرزمین مکہ میں جاکر دعا اور خدا کے سامنے گریہ زاری کی تاکہ وہ ان کو ایک ایسا گھر بنانے کی اجازت دے۔ جو ان کی نماز کے لئے قبلہ اور ان کی عبادت کے لئے طواف گاہ ہو۔ جیسا کہ اس نے آسمان پر بیت المعمور[2] کو معین کیا ہے جو ملائکہ کی طواف گاہ اور روحانیین کی زیارت گاہ ہے۔ تب خداوند عالم نے ان کے پاس اس گھر کی شبیہ بھیجی۔ جو سراپردہ نور کی شکل پر تھی۔ حضرت آدمؑ نے اس کو کعبہ کی جگہ پر (جہاں اب کعبہ ہے) رکھا اور جا جا کر طواف کرنے لگے، جب حضرت آدم کی وفات ہوئی۔ تو ان کے وصی جناب شیثؑ مٹی اور پتھر سے شکل مذکور کے بالکل مطابق[3] خانہ کعبہ کے بنانے کے ذمہ دار ہوئے پھر یہ شیثؑ کا قائم کردہ گھر، طوفان نوحؑ سے خراب و برباد ہو گیا، زمانہ گذرتا رہا۔ یہاں تک کہ پانی سکھا دیا گیا۔ امت نوح اور نوحؑ کا معاملہ طے کر دیا گیا۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی نوبت آئی۔ آپ حضرت ہاجرہ[4] کو مقام مبارک (مکہ) میں لیکر آئے۔ یہیں حضرت اسمٰعیلؑ کی ولادت ہوئی تھی۔ یہیں آپ کا نشوونما اور تربیت ہوئی۔ حضرت ابراہیمؑ اس مقام پر لوٹ کر آئے حضرت اسمٰعیل کے ساتھ بناء کعبہ میں شرکت کی اس واقعہ کا پتہ خداوند عالم کے اس قول میں ہے "اور جبکہ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل مستونہائے بیت اللہ کو بلند کرنے لگے" پس ان دونوں نے اشارہ وحی کے مطابق تمام ان مناسبات کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو اس گھر (شیثؑ کے قائم کئے ہوئے) میں اور بیت معمور میں تھیں۔ بیت اللہ کے ستونوں کو بلند کیا۔ اور ان مناسک[5] و مشاعر کو بجا لانا شروع کیا۔ جن میں وہ تمام مناسبات محفوظ تھیں۔ جو ان میں اور شرع اخیر میں تھیں، خداوند عالم نے ان کے اس عمل کو قبول فرمایا اور (بیت اللہ کا) اس وقت تک بلکہ تا قیامت شرف و احترام حسن قبول کا ثبوت بن کر رہا۔ اہل عرب کے خیالات اس میں مختلف ہیں اور پہلا وہ شخص جسنے کعبۃ اللہ میں بت رکھے۔ عمرو بن لحی ہے (اس نے اس وقت ایسا کیا)

ص ۱۰۱

---

[1] عرف (کس) دیر میں پہنچا، نارضس، پہچان ۱۲ منتہی الارب [2] ایک گھر ہے جو چوتھے آسمان پر کعبہ کے مقابل ۱۲ منتہی الارب [3] حذو وہ دو چیزوں کو باہم برابر کرنا۔ حذوت النعل بالنعل یعنی میں نے جوتی کو جوتی سے برابر کیا، قذہ تیر کا پر، محاورہ مذکور کے لفظی معنے یہ ہوئے۔ کہ ایک تیر کے پر کو دوسرے تیر کے پر سے اور ایک جوتی کو دوسری جوتی سے برابر کرنا، از صراح و منتہی۔ اس سے مقصد مطابقت تامہ ہے یعنی کسی شے کا دوسری شے سے پورے طور پر [4] ہاجر (فسف) نام مادر حضرت اسمٰعیل آپ کو آجرہ بھی کہتے ہیں از منتہی ہاجرہ جو مشہور ہے لغت میں اس کا پتہ نہیں غلط العام ہے [5] مناسک اعمال و افعال حج چنانچہ طواف و رمی جمرات و سعی و وقوف عرفات و قربانی و بستن احرام مناسک جمع منسک و مشاعر مرادف آں ۱۲ از غیاث و منتہی

جبکہ وہ اپنی قوم کا سردار اور انتظام بیت اللہ کا ذمہ دار ہوا۔ پھر وہ شہر بلقاء کی طرف گیا جو کہ شام میں ہے۔ (وہاں) اس نے ایک قوم والوں کو دیکھا کہ بت پرستی کرتے ہیں۔ ان لوگوں سے بتوں کے متعلق کچھ پوچھا وہ کہنے لگے کہ یہ ہمارے معبود ہیں جنہیں ہم نے بڑی بڑی مورتوں [1] اور انسانی جسموں کی صورت پر بنا لیا ہے۔ ہم ان سے مدد چاہتے ہیں تو مدد کئے جاتے ہیں اور بارش چاہتے ہیں۔ تو بارش ہوتی ہے۔ اس کو اس سے تعجب ہوا اور ان کے بتوں میں سے ایک بت ان سے مانگا۔ تو انہوں نے اس کو ہبل نامی بت دیدیا وہ اسے لیکر مکہ میں آیا۔ اُس کو کعبہ کے اندر رکھ دیا۔ اس کے ساتھ دو بت (آساف و نائلہ بھی تھے جو شوہر و زوجہ کی صورت پر تھے اس لئے لوگوں کو ان کے احترام اور ان کی طرف تقرب حاصل کرنے اور انہیں خداوند عالم تک پہنچنے کا وسیلہ بنانے کی طرف دعوت دی یہ حالت (صنم پرستی) شاہ شاپور ذی الاکتاف کے ابتدائے عہد سے اس وقت تک رہی جبکہ خداوند عالم نے اسلام کو ظاہر فرمایا اور بت اخدا کے گھر سے نکالے گئے اور باطل قرار دیئے گئے۔ اسی سے ہمیں اس شخص کا کذب معلوم ہوتا ہے۔ جس نے یہ کہا ہے کہ خدا کا محترم گھر بیت زحل ہے۔ اور جس کو اس کے بانی اوّل نے برجوں کے حالات معلوم کرکے اور ستاروں میں غور و فکر کرکے بنایا اور اس کا نام بیت زحل رکھا (ان لوگوں کے خیال کے مطابق) اسی لئے ہمیشہ کی بقا اور تعظیم اس کے ساتھ ساتھ ہے۔ اس وجہ سے کہ ستارہ زحل بقا اور طول عمر پر تمام ستاروں سے زائد دلالت کرتا ہے اور (ہم کہتے ہیں کہ) یہ غلطی ہے۔ اس لئے کہ بنا اول بذریعہ وحی حاملان وحی کے ہاتھوں ہوئی۔ پھر یہ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ گھروں کی دو قسمیں ہیں۔ بیوت اصنام اور بیوت نیران (بتخانے اور آتش کدے) ہم نے ان مقامات کا جہاں آتشکدے تھے مقالات مجوس میں ذکر کیا ہے رہے وہ صنم خانے جو عرب و ہند کے تھے وہ سات ہیں جو مشہور تھے اور سیارات [2] ہفتگانہ پر (بحیثیت اسماء) بنائے گئے تھے۔ ان میں سے بعض ایسے تھے۔ جن میں (پہلے) بت تھے (مگر) پھر آتش خانے بنا دئے گئے۔ اور بعض ایسے تھے جو آتش خانے نہیں بنائے گئے۔ بت پرستوں اور آتش پرستوں میں بڑی مخالفتیں تھیں اور حکومتیں درمیانی نزاعوں کا فیصلہ کیا کرتی تھیں جو شخص غالب اور زبردست ہوجاتا تھا وہ خانہ کعبہ میں اپنے مذہب و دین کے ارکان و اعمال کے مطابق تغیر کر لیا کرتا تھا۔ ان بت خانوں

[1] جمع ہیکل۔ دلدار اور سخت ہر ایک چیز کا بدن۔ مورت ۱۲ منتہی الارب

[2] قمر۔ عطارد۔ زہرہ۔ شمس۔ مریخ۔ مشتری۔ زحل ۱۲ غیاث

میں سے (پہلا بُت خانہ) اصفہان کے پہاڑ کی چوٹی کے اوپر (اصفہان سے) تین فرسخ کے فاصلہ پر بیت نار میں ہے۔ اس میں بہت سے بت رہے۔ یہاں تک کہ گشتاسف بادشاہ نے جب وہ مجوسی[لہ] ہو گیا۔ تو انہیں نکال باہر کیا اور اس کا آتشکدہ بنا دیا۔ اور انہی بتخانوں میں سے (دوسرا بتکدہ) وہ بُت خانہ ہے جو ہندوستان کے شہر ملتان میں ہے اس میں بہت سے بت ہیں۔ جس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوا۔ اور انہی میں سے تیسرا بُت خانہ جو ہندوستان ہی کے شہر سدوسان میں ہے۔ اور اس میں بڑے بڑے عجیب غریب بُت ہیں۔ اور اہل ہند ان دونوں بُت خانوں کی طرف ہر سال میں کئی دفعہ خاص طریقہ پر قصد کر کے آتے ہیں۔ اور ان میں سے (چوتھا صنم خانہ) نوبہار ہے۔ جس کو منوچہر نے شہر بلخ میں چاند کے نام پر بنایا تھا۔ جب اسلام ظاہر ہوا تو اہل بلخ نے اسے برباد کر دیا۔ اور انہی (بتخانوں) میں سے پانچواں بتخانہ بیت غمدان ہے جو شہر صنعا یمن میں ہے۔ اس کو ضحاک نے زہرہ کے نام پر بنایا۔ اور عثمان ذوالنورین نے اس کو ویران کر دیا۔ اور ان بتخانوں میں سے (چھٹا بُت خانہ) بیت کاؤوسان ہے۔ جس کو کاؤس بادشاہ نے آفتاب کے نام پر شہر فرغانہ میں عجیب عنوان پر بنایا اور معتصم نے اس کو ویران کر دیا۔

جاننا چاہیئے۔ کہ اہل عرب کی مختلف قسمیں ہیں ان میں سے معطلہ اور محصلہ ہیں۔

معطلۃ العرب

اس فرقہ کی بہت سی قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو پیدا کرنے والے کے اور حشر و نشر کے منکر ہیں۔ یہ وہ ہیں۔ جن کے متعلق قرآن مجید نے خبر دی ہے ان لوگوں نے کہا۔ کہ یہ ہماری زندگانی دنیا میں تو ہے۔ جس سے ہم مرتے جیتے ہیں (ان کے اس قول میں) ان طبائع محسوسہ کی طرف اشارہ ہے جو عالم سفلی میں ہیں اور زندگی کو محض ان کے اجتماع پر اور موت کو محض ان کے انتشار پر موقوف کر دیا ہے۔ پس (ان کے نزدیک ان طبائع کو) جمع کرنے والی طبیعت ہے اور فنا و ہلاک (منتشر) کرنے والا زمانہ ہے (لہٰذا طبیعت محیی ہوئی اور زمانہ مفنی ہوا) (پھر انکا قول ہے جس کی قرآن حکایت کرتا ہے) اور ہمیں تو زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے (خداوند عالم کا ارشاد ہے) ان کو اس کا کچھ علم نہیں وہ محض گمان سے کام لیتے ہیں۔ خداوند عالم نے فکری امور سے اور فطری نشانیوں سے ان پر کثیر آیتوں اور سورتوں میں استدلال کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے "کیا انہوں نے یہ نہ سوچا کہ ان کے صاحب کو جنون نہیں ہے وہ تو کھلا ڈرانے والا ہے۔ کیا انہوں نے آسمانوں اور زمینوں کی

لہ تمجس مصدر جعلی مجوسی ہو جانا ۱۲ منتہی الارب

۱۰۱

سلطنت میں اور جو جو چیزیں خدا نے پیدا کی ہیں۔ ان میں غور نہیں کیا" اور فرماتا ہے۔
"اے رسول تم یہ کہدو۔ کہ کیا تم اس کا انکار کرتے ہو۔ جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا"
اور ارشاد ہوتا ہے۔ اے بندو! تم اپنے اس پروردگار کی عبادت کیا کرو جس نے تم کو خلق
فرمایا۔ ان آیات میں۔ اقدس الہی نے آفرینش کے ذریعہ سے خالق پر اور اس امر پر استدلال
قائم کیا ہے۔ کہ وہ ابتدائے آفرینش پر بھی اور (مار ڈالنے کے بعد) لوٹانے (پھر زندہ کرنے)
پر بھی قدرت کاملہ رکھتا ہے (ابداء و اعادہ کمال کے ساتھ کر سکتا ہے)۔

اور (معطلہ کی قسموں) میں سے ایک قسم (میں) وہ (لوگ) ہیں۔ جنہوں نے خالق کا اور
ابتداء خلقت و ایجاد کا اعتراف کیا ہے۔ اور (حشر و نشر کا انکار کیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن
کی بابت قرآن نے (ان الفاظ میں) خبر دی ہے کہ "انسان ہمارے لئے مثالیں گڑھنے لگا
اور (اپنی خلقت کو بھول گیا۔ (کہ کس طرح بغیر اس کے کہ پہلے سے کوئی وجود ہو موجود تھی) اور
کہنے لگا۔ کہ بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے۔ پس جب انہوں نے آفرینش اولی کا
اعتراف کر لیا تو اقدس الہی نے ان پر اس خلقت اولیہ کے ذریعہ سے استدلال کیا۔ کہ اے رسول
ان سے کہدو۔ کہ جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا کیا۔ وہی (بوسیدگی و افتراق اجزا کے بعد)
زندہ کرے گا اور فرمایا۔ کہ کیا ہم پہلی دفعہ کے پیدا کرنے سے تھک گئے ہیں۔ یہ اور بات ہے
کہ وہ پہلی [illegible] پیدائش کے بارے میں شک و شبہ [illegible] ان میں سے ایک
قسم والے ایسے [illegible] قسم کے لوگ
اقرار کیا ہے۔ مگر انبیاء و رسل [illegible] بتوں کی پرستش کی۔ یہ گمان کیا کہ وہ بت آخرت میں
خدا کے سامنے ان کے سفارشی ہوں گے۔ ان کے پاس بطور حج آئے۔ ان کے لئے ہدیے
ذبح کئے۔ قربانیاں کیں۔ اعمال و افعال مخصوصہ بجا لا کر ان کا تقرب چاہا۔ حرام کو حلال اور
حلال کو حرام کیا۔ عرب میں ایسے بہت سے آدمی تھے[1]۔ مگر ان میں سے جماعت قلیل (ایسی نہیں ہے)
جن کا ہم ذکر کریں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق قرآن مجید نے اس طرح خبر دی ہے۔ ان
لوگوں نے کہا کہ اس رسول کو کیا ہو گیا ہے یہ تو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے"
اس جملہ تک[2] کہ تم تو ایک سحر زدہ شخص کی پیروی کر رہے ہو"۔ پس خداوند عالم نے ان پر استدلال

[1] دھما: بہت عدد ۱۲ منتہی الارب [2] شرذمہ (کسلعف) تھوڑے سے آدمی۔ ہر چیز کا ٹکڑا ۱۲ منتہی الارب
[3] باقی آیت یوں ہے لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ
يَأْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ الآیۃ یعنے اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہ بھیج دیا کہ وہ اس کے ساتھ
ڈرانے والا ہوتا یا اس پر خزانہ کیوں نہ ڈال دیا گیا یا اس کا کوئی باغ کیوں نہ ہوا کہ یہ اس میں سے کھاتا اور نافرمان یہ کہتے ہیں کہ تم آخر

قائم کیا۔ کہ انبیاء و مرسلین سب اسی طرح تھے۔ چنانچہ فرماتا ہے "اور ہم نے جو تم سے پہلے رسول بھیجے تھے وہ کھانا بھی کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں بھی چلا پھرا کرتے تھے"۔

اہل عرب کے شبہات انہیں دو شبہوں میں محدود تھے ایک مع جسموں کے زندہ ہونے کا انکار دوسرے بعثت انبیاء کا انکار پہلے شبہ کی بنا پر وہ کہتے تھے کہ "جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے، کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی" (مرنے کے بعد زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے) اسی طرح کی دوسری آیات میں بھی ان کے اقوال کی حکایت ہے) ان لوگوں نے ان عقائد کو اپنے اشعار میں بھی ادا کیا ہے کسی شاعر نے کہا ہے ؎

زندگی۔ پھر موت پھر دوبارہ زندہ ہونا اے ام عمرو یہ سب لغو باتیں ہیں ؏

کوئی اور شخص شعراء عرب میں سے اہل بیت مشرکین کے مرثیہ میں (جنگ بدر کے متعلق) کہتا ہے۔ چاہ بدر[1] میں (جس کے اندر مقتولین بدر ڈال دئے گئے ہیں) آبنوس کے پیالے نہیں ہیں جو کوہان شتر کے گوشت سے بھر دئے جائیں۔ رسول ہمیں اس امر کی خبر دیتے ہیں کہ ہم (مرنے کے بعد) زندہ کئے جائینگے (سمجھ میں نہیں آتا کہ) بھیجوں[2] کی اور سروں کی زندگی (بعد موت) کیسے ہو سکتی ہے (بھیجوں اور سروں سے مراد انسان ہیں)

بعض عرب تناسخ کے معتقد ہیں وہ کہتے ہیں۔ کہ جب انسان مرجاتا ہے یا قتل کر دیا جاتا ہے تو دماغ کا خون اور اس کے اجزاء جمع ہوتے ہیں۔ اور ان کا اُلّو پرند بن جاتا ہے۔ جو ہر صدی میں قبر کے سرہانے آتا ہے۔ رسول خدا صلعم نے ان سب باتوں کا انکار کیا اور فرمایا کہ نہ کوئی اُلّو ہے نہ لپٹ[3] جانے والی بیماری۔ کوئی شے ہے نہ آدمی[4] کے پیٹ میں کوئی سانپ ہے (یہ سب عرب متوہمانہ عقائد تھے) اور دوسرا شبہ (اس کے متعلق یہ ہے کہ) وہ رسول کے بشر کی صورت میں مبعوث ہونے پر انکار شدید اور اصرار قبیح کرتے تھے قرآن پاک ان کے اس اعتقاد کی اس طرح خبر دیتا ہے "اور آدمیوں کو جبکہ ان کے پاس ہدایت آچکی تو ایمان لانے سے روکا کس چیز نے؟ پس انہوں نے یہ کہدیا۔ کہ کیا خداوند عالم نے کسی فرشتہ کو رسول بناکر

---

[1] قلیب (نکس پ) (۱) کنواں یا گول (۲) نہ بنایا ہوا کنواں یا پرانا کنواں شیز (کس) آبنوس کی لکڑی یا شیشم کی لکڑی یا اخروٹ کی یا ایک کالی لکڑی جس کے برتن بناتے ہیں انکلکل (نفتنتفی) گھر لینا احاطہ کرنا؛ سنام کوہان ۱۲ منتہی الارب [2] جمع صدی (ف) مغز سر بھیجا ھام (فس) جمع ہامہ (فنف) سر ۱۲ منتہی الارب [3] عدوی (فسف) بیماری جو ایک سے دوسرے کو لگ جائے ۱۲ منتہی الارب [4] صفر (فف) آدمی کے پیٹ میں ایک سانپ ہے جو پہلوؤں کی ہڈیوں میں چمٹتا ہے اور ان کو کاٹتا ہے ۔ ۱۲ منتہی الارب

بھیجا ہے"؟ (ان میں سے) جو لوگ ملائکہ کے معترف تھے وہ یہ چاہتے تھے کہ دکار رسالت انجام دینے کے لئے آسمان سے کوئی فرشتہ آئے اور جو لوگ ان کے قائل نہ تھے وہ کہتے تھے کہ خدا کی جناب میں ہمارے سفارشی اور تقرب کا ذریعہ نصب کئے ہوئے بُت ہیں۔ رہا ہمارے لئے احکام اور شریعت خدا کا وجود" یہ کچھ نہیں (ناقابل تسلیم ہے) بنابریں وہ ان بتوں کی عبادت کرتے تھے جو ان کے نزدیک خدا کی درگاہ میں تقرب کے) وسیلے تھے (ان کے نام) وَد۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق اور نسر تھے۔ وَد مقام دومۃ الجندل میں بنی کلب کا بت تھا۔ سواع بنی ہزیل کا بُت یہ تھا اس کا حج کرنے آتے تھے اور اس پر قربانیاں کرتے تھے۔ یغوث قبیلہ مذحج اور چند قبائل یمن کا بت تھا۔ نسر سرزمین حمیر میں ذی الکلاع کا بت تھا، یعوق ہمدان کا لات طائف میں بنی ثقیف کا عزیٰ قریش، تمام بنی کنانہ اور قوم بنی سلیم کا اور مناۃ۔ اوس۔ خزرج اور غسان کا بت تھا۔ ہبل ان کے نزدیک ان کے تمام بتوں سے بڑا اور پشت خانہ کعبہ پر نصب تھا اور اساف و نائلہ کوہ صفا و مروا پر نصب تھے۔ ان کو عمرو بن لحیؔ نے وہاں رکھا تھا۔ اور یہ ان پر کعبہ کے سامنے قربانیاں کیا کرتا تھا۔ وہ لوگ خیال کرتے تھے کہ یہ دونوں قبیلہ جرہم کے (دو آدمی) تھے۔ اساف عمرو کا بیٹا اور نائلہ سہل کی بیٹی ان دونوں نے کعبہ کے اندر بدعملی کی تو خداوند عالم نے دونوں کو پتھروں کی صورت پر مسخ کر دیا۔ بعض کا قول ہے کہ ایسا نہیں بلکہ یہ دونوں بُت تھے۔ جن کو عمرو بن لحیؔ نے لاکر صفا پر رکھا اور بنی ملکان بن کنانہ کا ایک بت تھا۔ جس کو سعد کہتے تھے یہ وہی بُت ہے جس کے متعلق کہنے والا کہتا ہے سے

(۱) ہم سعد کے پاس اس لئے آئے۔ کہ وہ ہماری پریشانیوں[۱] کو رفع کرے۔ مگر اس نے ہمیں اور پریشان کر دیا۔ لہذا اب ہمیں سعد سے کوئی مطلب نہیں۔

(۲) سعد تو محض میدان[۲] میں رکھا ہوا ایک پتھر ہے جو کسی کو نہ ہدایت کی طرف بلا سکتا ہے نہ ضلالت کی طرف"

اور عرب جب لبیک کہتے تھے یا کلمہ پڑھتے تھے تو اس طرح کہا کرتے تھے

[۳] لبيك اللّٰهم لبيك، لبيك، لا شريك لك، الا شريك هو لك۔ تملكه وما ملك"

ص۱۰۷

---

[۱] شمل (نس) متفرق و پریشان کام تتر بتر تشتیت پریشان و متفرق کرنا ۱۲ منتہی الارب

[۲] تنوفة (نفسف) بیابان، زمین فراخ بعید الاطراف دشت بے آب آتش اگرچہ گیاہ ناک ہو تنائف جمع ۱۲ منتہی الارب [۳] میں حاضر ہوں۔ اے میرے اللہ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ مگر ایک شریک ہے۔ تو اس کا مالک ہے۔ اور وہ ۱۲۲۵ مالک نہیں۔

بعض عرب یہودیت کی طرف مائل تھے۔ بعض نصرانیت کی طرف مائل تھے۔ اور بعض فرقہ صابئہ[1] پر فریفتہ تھے۔ اور انواء[2] پر اسی طرح اعتقاد رکھتے تھے۔ جیسے کہ نجومی سیارات کے متعلق رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ (ان کے خیال کے مطابق) انواء میں سے کسی نوء کے اثر کے بغیر نہ کوئی حرکت کر سکتا ہے نہ سکونت پذیر ہو سکتا ہے نہ سفر کر سکتا ہے۔ اور نہ قیام کر سکتا ہے۔ عرب بطور محاورہ کہتے ہیں مطرنا بنوء کذا یعنی ہمارے لئے اس نوء کی وجہ سے پانی برسایا گیا۔ اور بعض عرب فرشتوں پر فریفتہ تھے۔ اور ان کو پوجتے تھے۔ بلکہ وہ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے اور ان کے متعلق اعتقاد رکھتے تھے کہ وہ خدا کی بیٹیاں ہیں ۞

المحصّلۃ من العرب

صفحہ ۱۰۸

جاننا چاہیئے۔ کہ زمانہ جاہلیت میں عرب تین قسم کے علوم سے واقف تھے۔ ایک علم انساب و تواریخ و ادیان اس کو وہ شریف قسم سمجھتے ہیں۔ خصوصاً انساب اجداد نبی صلعم کے علم کو اور اس نور کے حالات (پر اطلاع کو جو صلب ابراہیم سے اسمٰعیل میں آیا تھا۔ اور آپ کی ذریت میں اس کے تسلسل و تواصل پر اطلاع کو یہاں تک کہ وہ نور کسی قدر وادی[3] کے سردار اعلےٰ بزرگی والے حضرت عبد المطلب کے روشن[4] چہرہ میں ظاہر ہوا۔ اور فیل[5] اعظم نے اس کو سجدہ کیا۔ اس پر قصہ اصحاب فیل گواہ ہے۔ اسی نور کی برکت سے باری تعالےٰ نے ابرہہ کے شر کو دفع کیا اور گروہ ابرہہ پر ابابیل پرندوں کو بھیجا۔ اسی نور کی برکت سے عبد المطلب نے مقام زمزم کی پہچان اور (ان ہرنوں اور تلواروں کے پالینے کے متعلق خواب دیکھا تھا۔ جنہیں جرہم نے (چاہ زمزم میں) دفن کر دیا تھا۔ اسی نور کی برکت سے آپ کو اس نذر کا الہام کیا گیا

---

[1] صابئہ اہل کتاب کا ایک فرقہ ہے ۱۲ مختار الصحاح [2] انواء واحد نوء معنے میں آپ بچشمہ لکھتے ہیں ۔۔۔ … نوء (نس) ستارہ جو غروب کو مائل ہو یا ستارہ طالع یہ چاند کی ایک منزل ہے۔ اس کی اٹھائیس منزلوں سے انواء۔ نوء ان جمع باوہ مغرب میں ایک غروب کی منزل ہے فجر کے وقت اور اسی وقت مشرق میں وقت طلوع اس کے مقابل میں شب کو تیرہ روز تک ایسا ہے ہر ایک ستارہ سے گذر جانے تک سوائے بدر کے اسلئے کہ اس کے چودہ دن ہیں اور عرب مہینوں اور بناؤں اور حرارت و برودت کو اسی میں سے اس کے ساقط کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اصمعی کہتا ہے کہ طالع کی طرف۔ عرب بولتے ہیں مطرنا بنوء کذا بس جسے نوء سے وقت مراد رکھی ہے تو وہ جائز ہے یعنی اللہ تعالےٰ نے بینہ کی اس میں عادت جاری کی اور جس نے کہ اسی سے مینہ کی امید رکھی سوائے اللہ تعالےٰ کے تو وہ کافر ہے ۱۲ منتہی [3] یہ وادی حضرت عبد المطلب سے مراد ہے۔

[4] ۱۲ [5] اسارپر (تفکس) چہرہ کی خوبی دونوں رخسار کی خوبی ۱۲ (بقیہ اگلے صفحہ پر دیکھو)

تھا۔ آپ نے اپنے دسویں بیٹے کے ذبح کرنے کے متعلق کی تھی اور اسی واقعہ کی وجہ سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۸۔ ۵ ابرہہ وہ بادشاہ تھا جس نے کعبہ کی بربادی کا قصد کیا تھا۔ لیکن خداوند عالم نے اسے بھیجے ہوئے ابابیل پرندوں سے ہلاک کرا دیا اس کے پاس ایک بہت بڑا سفید ہاتھی تھا جس کے دونوں دانتوں پر ہر قسم کے جواہر جڑے تھے وہ اس ہاتھی کے سبب تمام بادشاہوں پر فخر کرتا تھا۔ واقعہ فیل کے زمانہ میں جب حضرت عبدالمطلب کی ابرہہ سے ملاقات ہوئی۔ تو اس وقت اس نے فیلبان کو حکم دیا کہ وہ ہاتھی لائے اس ہاتھی کو ہر طرح کی زینت اور رنگ برنگ کے لباس و زیور سے آراستہ کر کے لائے۔ اس نے آپ کے قریب پہنچتے ہی آپ کو سجدہ کیا اپنے بادشاہ کو اس نے کبھی سجدہ نہ کیا تھا اس نے بزبان عربی فصیح آپ کو سلام بھی کیا اس ہاتھی کا نام محمود تھا ۱۲ ۔ ۶ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ کعبہ میں سونے کے دو ہرن اور پانچ تلواریں تھیں۔ جب قبیلۂ خزاعہ قبیلۂ جرہم پر غالب آئے اور چاہا۔ کہ حرم کو ان سے چھین لیں۔ جرہم نے وہ تلواریں اور دونوں ہرن جو سونے کے تھے۔ چاہ زمزم میں ڈال کر اس چاہ کو خاک و سنگ سے اس طرح بھر دیا کہ اس کا نشان تک باقی نہ رہا۔ اور قبیلہ خزاعہ کے لوگ ان چیزوں کو نکال نہ سکے۔ جب قصی جو عبدالمطلب خزاعہ پر غالب آئے۔ اور پھر ان سے مکہ چھین لیا۔ زمزم کا مقام ان کو معلوم نہ ہوا اور آگاہ نہ تھے کہ کہاں ہے یہاں تک کہ حضرت عبدالمطلب کو مکہ معظمہ کی ریاست ملی۔ ان کے لئے کعبہ کے سامنے ایک مسند بچھاتے تھے اور ان کے سوا دوسرے کے واسطے نہ بچھاتے تھے ایک رات کعبہ کے پاس سوتے تھے ناگاہ خواب میں دیکھا۔ کہ کوئی شخص ان سے کہہ رہا ہے کہ برہ کو کھود و۔ جب بیدار ہوئے سمجھ نہ سکے کہ برہ کیا ہے دوسری رات پھر اسی جگہ سوئے اور اسی شخص کو خواب میں دیکھا۔ اور ان سے کہا طیبہ کو کھود و۔ پھر تیسری رات خواب میں دیکھا کہ مضنوعہ کو کھود و۔ پھر چوتھی رات وہی شخص خواب میں آیا۔ اور کہا زمزم کو کھود و جس کا پانی کبھی تمام نہ ہوگا اور حاجی اس کو پئینگے اور اس کو اس جگہ کھود و جہاں سفید پر کا کوا چیونٹیوں کے سوراخ کے پاس بیٹھا ہے۔ چاہ زمزم کے پاس ایک سوراخ تھا اور اس سے چیونٹیاں باہر نکلتی تھیں اور ایک کوا جس کے پر سفید تھے ہر روز وہاں آ کر چیونٹیوں کو کھایا کرتا تھا۔ عبدالمطلب نے جب یہ خواب دیکھا اس وقت اپنے سب خوابوں کی تعبیر سمجھے اور موضع زمزم سے آگاہ ہوئے بعد اس کے قریش کے پاس آ کر کہا چار رات متواتر خواب میں چاہ زمزم کھودنے کا مجھے حکم ہوا ہے اور وہ ہماری فخر و عزت کا سبب ہے پس آؤ اس کو کھودیں ان لوگوں نے قبول نہ کیا عبدالمطلب خود زمزم کے کھودنے میں مصروف ہوئے۔ ان کا ایک فرزند جس کا حارث نام تھا۔ زمزم کے کھودنے میں ہی انکی مدد کرتا تھا جب مٹی کا کھودنا دشوار ہوا اس دوران کعبہ کے پاس آ کر دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور تضرع و زاری کے بعد یہ نذر کی کہ اگر حق تعالے انکو دس فرزند عطا کرے۔ ان میں سے ایک کو جو سب سے زیادہ محبوب ہو قربانی کریں بعد اسکے پھر کھودنا شروع کیا اور یہاں تک کھودا کہ حضرت اسمٰعیل کی عمارت اس کنوئیں میں ظاہر ہوگئی۔ اُسوقت جانا کہ پانی تک پہنچے اور اللہ اکبر کہا قریش نے بھی اللہ اکبر کہا اور کہا اے حارث یہ ہمارا فخر و کرامت ہے اس میں ہمارا بھی حصہ ہے ہم تم کو سب دینگے۔ عبدالمطلب نے جواب دیا تم نے اسکے کھودنے میں میری مدد نہ کی اسلئے یہ میرے اور میرے فرزندوں کے لئے قیامت تک مخصوص ہے ۱۲

آنحضرت ؐ نے یہ کہکر فخر فرمایا ہے انا ابن الذبیحین میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں۔ ذبیح اول سے (آپ کے جد اعلیٰ) حضرت اسمٰعیل مراد ہیں۔ جو سب سے پہلے وہ بزرگ تھے۔ جن کی طرف یہ نور آیا اور پوشیدہ ہوگیا۔ اور ذبیح ثانی سے (آپ کے پدر بزرگوار) جناب عبداللہ مراد ہیں جو سب سے آخری وہ بزرگ تھے۔ جن کی طرف یہ نور آیا اور پورے طور پر ظاہر ہوگیا۔ اسی نور کی برکت سے حضرت عبدالمطلب اپنی اولاد کو ظلم و بغاوت چھوڑ دینے کا حکم دیتے تھے۔ انہیں پسندیدہ اخلاق کی ترغیب دیتے تھے اور حرکات رذیلہ سے روکتے تھے۔ اسی نور کی برکت سے عرب کی حکومتوں کا انتظام[۱] کرنا اور جھگڑا کرنے والوں کے نزاعات میں فیصلہ دینا آپ کے سپرد کیا گیا تھا۔ چنانچہ آپ کے لئے عدالت گاہ میں تکیہ لگا دیا جاتا تھا۔ آپ (اس پر) کمر لگا کر کعبہ کی طرف (رخ کرکے) بیٹھتے تھے۔ اور قوم کے معاملات کا فیصلہ فرماتے تھے۔ اسی نور کی برکت سے آپ نے ابرہہ سے کہا تھا۔ کہ اس گھر کا ایک مالک ہے جو خود اس سے (دشمنوں کو) دفع کریگا۔ اور اس کی حفاظت کریگا۔ اسی کے متعلق آپنے کوہ بوقبیس پر چڑھکر فرمایا ؎

(۱) بارالٰہا[۳] ہر شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہے۔ لہذا تو بھی اپنے مال و متاع (خانہ کعبہ) کی حفاظت فرما۔

(۲) ان کی طاقت اور قوت و مکر تیرے قوت[۴] انتقام پر ہرگز غالب نہیں آسکتا۔

(۳) اگر تو نے ان کو (بغیر انتقام) اور کعبہ کو (بغیر حفاظت) چھوڑ دیا تو یہ تیری مشیت ہے (اس میں کسی کو کیا دخل) اسی نور کی برکت سے حضرت عبدالمطلب اپنی وصیتوں میں فرمایا کرتے تھے کہ ظالم دنیا سے نہیں جاسکتا۔ جب تک خداوند عالم اس سے انتقام نہ لے اور اس کو سزا نہ مل جائے۔ (اتفاقاً) ایک ظالم شخص اپنی موت[۵] مر گیا۔ جس کو سزا نہ ملی تھی۔ جناب عبدالمطلب سے یہ کہا گیا۔ تو آپ نے غور کیا اور کہا کہ بخدا اس (ظالم کے) گھر کے قریب کوئی ایسا گھر ہے۔ جس میں نیکی کرنے والوں کو اس کی نیکی کی جزا دی جاتی ہے۔ اور برائی کرنے والے کو

---

[۱] الحذار۔ نشیب میں اترانا ۱۲ منتہی الارب [۲] نظر (نفف) لوگوں کے درمیان حکم کرنا ۱۲ منتہی الارب [۳] لاھم (نفـ ـضتف) یعنی اَللّٰھم ۱۲ منتہی الارب [۴] محال (کفس) قوت۔ عذاب۔ انتقام ۱۲ منتہی لارب [۵] "حتف انف" بچھونے کی موت بدون قتل و ضرب وغرق وحرق اس کا استعمال ہر جاندار میں ہے اسی معنے میں حتف انفہ و حتف فیہ بھی مستعمل ہے اور لفظ انف یعنی ناک کی اس لئے خصوصیت ہے کہ ایسے شخص کی روح سانس لیتے لیتے ناک کے رستے نکل جاتی ہے اسلئے کہ عرب کے گمان میں یہ تھا کہ مریض کی روح ناک کے راستے نکل جاتی ہے اور زخمی کی روح زخم کے راستے ۱۲ منتہی الارب

آنحضرتؐ نے یہ کہکر فخر فرمایا ہے "انا ابن الذبیحین" میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں۔ ذبیح اول[1] سے (آپ کے جد اعلیٰ) حضرت اسمٰعیل مراد ہیں۔ جو سب سے پہلے وہ بزرگ تھے۔ جن کی طرف یہ نور آیا اور پوشیدہ ہوگیا۔ اور ذبیح ثانی سے (آپ کے پدر بزرگوار) جناب عبداللہ مراد ہیں جو سب سے آخری وہ بزرگ تھے۔ جن کی طرف یہ نور آیا اور پورے طور پر ظاہر ہوگیا۔ اسی نور کی برکت سے حضرت عبدالمطلب اپنی اولاد کو ظلم و بغاوت چھوڑ دینے کا حکم دیتے تھے انہیں پسندیدہ اخلاق کی ترغیب دیتے تھے اور حرکات رذیلہ سے روکتے تھے۔ اسی نور کی برکت سے عرب کی حکومتوں کا انتظام[2] کرنا اور جھگڑا کرنے والوں کے نزاعات میں فیصلہ دینا آپ کے سپرد کیا گیا تھا۔ چنانچہ آپ کے لئے عدالت گاہ میں تکیہ لگا دیا جاتا تھا۔ آپ (اس پر) کمر لگا کر کعبہ کی طرف (رخ کرکے) بیٹھتے تھے۔ اور قوم کے معاملات کا فیصلہ فرماتے تھے۔ اسی نور کی برکت سے آپ نے ابرہہ سے کہا تھا۔ کہ اس گھر کا ایک مالک ہے جو خود اس سے (دشمنوں کو) دفع کریگا۔ اور اس کی حفاظت کریگا۔ اسی کے متعلق آپ نے کوہ بوقبیس پر چڑھکر فرمایا ہے

(۱) بارالٰہا[3] ہر شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہے۔ لہٰذا تو بھی اپنے مال و متاع (خانہ کعبہ) کی حفاظت فرما۔

(۲) ان کی طاقت اور قوت و مکر تیرے قوت[4] انتقام پر ہرگز غالب نہیں آسکتا۔

(۳) اگر تو نے ان کو (بغیر انتقام) اور کعبہ کو (بغیر حفاظت) چھوڑ دیا تو یہ تیری مشیت ہے (اس میں کسی کو کیا دخل) اسی نور کی برکت سے حضرت عبدالمطلب اپنی وصیتوں میں فرمایا کرتے تھے کہ ظالم دنیا سے نہیں جا سکتا۔ جب تک خداوند عالم اس سے انتقام نہ لے اور اس کو سزا نہ مل جائے۔ (اتفاقاً) ایک ظالم شخص اپنی موت[5] مرگیا۔ جس کو سزا نہ ملی تھی۔ جناب عبدالمطلب سے یہ کہا گیا۔ تو آپ نے غور کیا اور کہا کہ بخدا اس (ظالم کے) گھر کے قریب کوئی ایسا گھر ہے۔ جس میں نیکی کرنے والوں کو اس کی نیکی کی جزا دی جاتی ہے۔ اور برائی کرنے والے کو

---

[1] الحذار۔ نشیب میں اُتر آنا ۱۲ منتہی الارب [2] نظر (ف) لوگوں کے درمیان حکم کرنا ۱۲ منتہی الارب [3] لاھم (ض ف) بمعنی اَللّٰھم ۱۲ منتہی الارب [4] محال (کفس) قوت۔ عذاب۔ انتقام ۱۲ منتہی لارب [5] "حتف انف" بچھونے کی موت بدون قتل و ضرب و غرق و حرق اس کا استعمال ہر جاندار میں ہے اسی معنے میں حتف انفہ و حتف فیہ بھی مستعمل ہے اور لفظ انف یعنی ناک کی اس لئے خصوصیت ہے کہ ایسے شخص کی روح سانس لیتے لیتے ناک کے رستے نکل جاتی ہے اسلئے کہ عرب کے گمان میں یہ تھا کہ مریض کی روح ناک کے راستے نکل جاتی ہے اور زخمی کی روح زخم کے راستے ۱۲ منتہی الارب

(۳۰ و ۳۱) خانہ کعبہ کی قسم تم نے یہ جھوٹ بولا ہے۔ کہ محمد مغلوب[1] کر دئے جائیں گے۔ اور ہم ان کی طرف سے نیزہ بازی اور تیراندازی نہ کریں گے اور ان کو چھوڑ دینگے یہاں تک کہ ان کے گرد پچھاڑ دئے جائیں گے (ہلاک کر دئے جائیں گے) اور اپنی اولاد اور عورتوں سے غافل ہو جائیں گے۔

اور ان علوم کی دوسری قسم (جن کو عرب لوگ جانتے تھے) علم خواب ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت کے تعبیر خواب دینے والوں میں سے تھے اور صحیح تعبیر دیتے تھے۔ لوگ ان کے پاس آتے تھے اور (خوابوں کی تعبیریں) پوچھا کرتے تھے۔ اور تیسری قسم علم انواء[2] ہے۔ اور یہ وہ علم ہے جسے فال[3] گو اور نشان قدم کے پہچاننے والوں نے اُن سے لیا تھا۔ اسی کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مطرنا بنوء کذا کہے اس نے ان امور و احکام کا انکار کیا۔ جو محمد پر نازل ہوئے ہیں۔ بعض عرب ایسے تھے جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھتے تھے اور نبوت کا انتظار کرتے تھے۔ ان لوگوں کی کچھ سنتیں اور شریعتیں تھیں۔ جن کا ہم ذکر کر چکے اس لئے کہ یہ محصلہ ہونے کی ایک قسم ہے۔ پس ان لوگوں میں سے کہ جو ظاہر ہونے والے نور کو اور نسب پاکیزہ کو جانتے تھے۔ دین حنیفی[4] کا اعتقاد رکھتے تھے اور جناب رسالتمآب کے ظہور کا انتظار کرتے تھے۔ زید بن عمرو بن نفیل تھا یہ اپنی کمر کو خانہ کعبہ سے لگا کر کہا کرتا تھا۔ کہ لوگو! میری طرف آؤ۔ اس لئے کہ دین حضرت ابراہیمؑ پر میرے سوا کوئی باقی نہیں۔ امیہ بن ابی الصلت نے ایک دن ان کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ کہ ہر مذہب سوائے مذہب حنیفی کے قیامت کے دن خدا کے نزدیک کفر[5] و شرک قرار پائیگا۔ امیہ نے کہا۔ کہ تم سچ کہتے ہو زید ہی کا یہ بھی قول ہے سے قیامت کے دن جب سب لوگ جمع کئے جائیں گے۔ تو مجھے تجھ سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا۔

اور جو شخص توحید کا معتقد اور روز حساب کا قائل تھا وہ قس بن ساعدہ ایادی تھا وہ اپنے نصائح میں کہتا ہے۔ کعبہ کے مالک کی قسم وہ ہر اس چیز کو ضرور لوٹائیگا جو ہلاک ہو گئی اگر وہ باقی رہتی ہے تو وہ اسے حتماً کسی دن لوٹائیگا۔ اور یہ بھی اسی کا قول ہے۔ کہ کوئی

---

[1] بزی کا یقال بزاعلیہ بیز دلے تطاول، بازی باز براہ جمع بزوں بفتحتین بر جستن و ابزی فلان لفلان اذا قہرہ و غلبہ مناضلہ آپس میں تیر اندازی کرنی ذہول غافل ہونا۔ حلائل جمع حلیلہ جورو ۱۲ منتہی و صراح

[2] شرح میں دیکھئے [3] کہنہ جمع کاہن فال گو اور کہانت فال گوئی اور قافہ جمع قائف پے رشناس۔ کھوج پہچانے والا ۱۲ منتہی وصراح [4] اسلام خالص جو حضرت ابراہیم کا مذہب تھا ۱۲ [5] زور (صس) جھوٹ۔ کفر شرک ۱۲ منتہی الارب

معبود نہیں بلکہ صرف خدا ہی معبود ہے وہ کسی سے پیدا نہیں ہوا۔ اور نہ وہ کسی کا باپ ہے۔ اسی نے اول اول (سب کو) پیدا کیا۔ اور وہی (مرنے کے بعد زندہ کر کے سب کو) لوٹائے گا فردائے قیامت اسی کی جانب بازگشت ہوگی۔ اعادہ کے معنے میں کہتا ہے ؎

(۱) اے (لوگوں کی) موت پر رونے والے حالانکہ مردے قبروں میں ہیں۔ اور ان پر انکے (عمدہ عمدہ) کپڑوں میں سے چند چیتھڑے باقی ہیں ✽

(۲) تو ان کو چھوڑ دے۔ اس لئے کہ ان کے لئے ایک ایسا دن آنے والا ہے۔ جس میں ان پر چیخ لگائی جائے گی (اور ہوشیار کئے جائیں گے) جیسے سخت آواز سن کر بیہوش ہو جانیوالا بیہوشی سے ہوش میں لایا جاتا ہے ✽

(۳) (چیخ لگائی جائیگی) یہاں تک کہ وہ اپنے (گذشتہ زندگی کے) حال کے ماسوا دوسرے حال میں آئینگے۔ ایک خلقت تو ان کی گذر چکی۔ پھر اس کے بعد (یہ مرنے کے بعد دوسری مرتبہ) پیدا کئے جائیں گے ✽

(۴) ان میں سے بعض تو برہنہ ہوں گے۔ اور بعض اپنے کپڑوں میں ان کپڑوں میں سے بعض نئے ہوں گے۔ اور بعض میلے اور پرانے۔"

اور ان میں سے عامر بن ظرب عدوانی تھا۔ یہ عرب کے حکیموں اور خطیبوں میں سے تھا۔ اس کی ایک بڑی طولانی وصیت ہے۔ جس کے آخر میں کہتا ہے کہ میں نے کبھی کوئی شے ایسی نہیں دیکھی جو خود بخود پیدا ہوگئی ہو۔ اور میں نے کوئی شے موجود نہیں دیکھی۔ مگر مصنوع (کسی بنانے والے کی بنائی ہوئی) اور نہ کوئی آنے والا دیکھا۔ مگر جانے والا۔ اور اگر انسان کو مرض ہی مار ڈالا کرتا تو دوا یقیناً زندہ کر دیا کرتی (مگر ایسا نہیں ہے لہذا ان سب باتوں سے کسی اور ہی کا پتہ ملتا ہے) پھر اس نے کہا کہ میں امور شتی (مختلف و پراگندہ) اور حتی کو دیکھتا ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ حتی کیا اس نے کہا کہ حتی یرجع الخ یعنی یہاں تک کہ مردہ زندہ ہو کر لوٹے اور لاشی شے ہو کر لوٹے اور زمین و آسمان اسی لئے پیدا کئے گئے ہیں (اس کے کلام کا اشارہ معاد کی جانب ہے جو دیگر اہل عرب کے عقائد کے خلاف تھی۔ چنانچہ جب انہوں نے اس سے یہ بات سنی تو) وہ سب پشت پھیر کر چل دئے۔ اس نے کہا۔ کہ افسوس یہ تو ایک نصیحت تھی۔ کاش اس کو ماننے والا کوئی ہو۔ یا اس نے شراب کے حرام قرار دینے والوں کے ساتھ اپنے اوپر شراب حرام کر لی تھی۔

ص ۱۱۴

لہ جدث (فف) قبر بزنت) جامہ۔ گھر کی پونجی کپڑے وغیرہ سے خرق جمع خرقہ (کسف) پھٹے پرانے کپڑے ہوئے کپڑے کا ٹکڑا ۱۲ منتہی الارب ۲ے صعق (نک) جو سخت آواز سن کر بیہوش ہوگیا ہو ۱۲ منتہی الارب

۳ے اورق من الورق (صنف) خاکستر گونی۔ خلق (نف) پرانا ۱۲ منتہی الارب

اس کے متعلق شعر کہتا ہے ؎

(۱) اگر میں نے شراب پی تو اس کی لذت کی وجہ سے، اور اگر اس کو چھوڑ دوں گا۔ تو اس لئے کہ میں اس سے دشمنی رکھنے والا[1] اور اسے نہایت ناپسند کرنے والا ہوں۔

(۲) اگر (شراب میں) جوانوں کے لئے لذت نہ ہوتی تو میں اسے نہ دیکھتا اور وہ مجھے نہ دیکھتی مگر گراں فروش کی ڈور[2] کی (جیسی مستغنیانہ و بے نیازانہ) نظر سے[3]

(۳) وہ جوان کے لئے اس شے کی خواہش[4] کرتی ہے جو اس کے پاس نہیں اور لوگوں کی عقل و مال کو لے اڑنے والی ہے۔

(۴) میں نے شراب پلانے اور پینے پر خدا کی قسم کھالی ہے (کہ نہ پلاؤں گا اور نہ پیوں گا) یہاں تک کہ خاک قبر میرے جوڑ[5] جوڑ کو علیحدہ کردے گی

اور ان لوگوں میں سے کہ جنہوں نے زمانہ جاہلیت میں اپنے اوپر شراب کو حرام کر لیا تھا۔ قیس بن عاصم تیمی، صفوان بن امیہ بن محرث کنانی، اور عفیف بن معدی کرب کندی ہیں۔ ان لوگوں نے اس کے متعلق بہت سے شعر کہے اسلوم یامی نے شعر کہے ہیں۔ درآنحالیکہ اس نے زنا اور شراب کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا ؎

(۱) میں نے بڑی مدت کی رنجیدگی[6] کے بعد اپنی قوم سے صلح کر لی۔ اور معاملات میں صلح ہی زیادہ پائدار اور عمدہ چیز ہے۔

(۲) میں نے مے نوشی چھوڑ دی حالانکہ شراب ایک محبوب شے ہے۔ اور فاجرہ عورتوں[7] کو چھوڑ دیا۔ اور ان چیزوں کا چھوڑنا بڑی شرافت کی بات ہے۔

(۳) اے امیمہ میں نے ان سب چیزوں کو اپنی متانت و بزرگی کی وجہ سے چھوڑا ہے اور صاحب عقل[8] و پرہیزگار آدمی ایسا ہی کیا کرتا ہے۔

اور ان لوگوں میں سے کہ جو پیدا کرنے والے پر اور خلقت حضرت آدم علیہ السلام پر ایمان رکھتے تھے۔ طانحہ بن تعلب بن وبرہ قضاعی کا غلام تھا۔ اس نے اس باب میں کہا ہے ؎

(۱) خدایا میں تجھ سے اس چیز کی دعا کرتا ہوں جس کا تو اہل ہے۔ اس ڈوبنے والے کی

---

[1] مقة (قس) کسی کو دشمن بنانا۔ قلا (کف) قلاء (نفسم) کسی کو دشمن رکھنا نہایت ناپسند کرنا پھر چھوڑ دینا ۱۲ منتہی الارب [2] مدی، درازی نظر ۱۲ منتہی وصراح [3] مسئلة من السوال ۱۲ [4] جمع وصل و ہڈیوں کے عین کی جگہ ۱۲ منتہی الارب [5] مضاضہ (فسف) مصیبت سے رنجیدہ ہونا اور جلنا ۱۲ منتہی الارب [6] جمع مومسہ (فسکف) فاجرہ عورت ۱۲ منتہی الارب [7] حجی (کف) عقل و دانش احجاء جمع معفف ز تعفف حرام سے رکنا ۱۲ منتہی الارب

سی دعا کہ جو بچنے کی کوشش[1] کر رہا ہو۔

(۲) اس لئے کہ تو تمام ثناء خیر کا مالک اور احسان[2] کرنے والا ہے۔ تو غضب و غصہ اور ملامت کرنے میں جلدی نہیں کرتا ۔

(۳) تیرے مثل کو زمانہ پیدا نہیں کر سکتا۔ (مگر افسوس پھر بھی یہ حال ہے کہ) اگر وہ صالح و حجم میں تیرا کوئی حقیقی بندہ نہیں پایا جاتا ۔

(۴) تو قدیم سب سے پہلا بزرگ اور وہ ہے کہ تو نے ہی زمانہ قدیم میں انسانوں کی خلقت کی ابتدا فرمائی۔

انہیں میں سے زہیر بن ابی سلمیٰ ہے۔ جب یہ درخت[3] طاق کے پاس ہو کر گذرتا تھا۔ ور انحالیکہ وہ خشک ہو جانے کے بعد برگ آور ہو گیا ہو۔ تو کہتا تھا کہ اگر مجھے عرب لیاں نہ دیتے۔ تو میں اس بات کا یقین کر لیتا۔ کہ جس نے تجھے خشک ہو جانے کے بعد زندہ کر دیا ہے۔ وہ ہڈیوں کو بھی بوسیدہ ہونے کے بعد زندہ کر سکتا ہے۔ اس کے بعد وہ ایمان لے آیا۔ اور اپنے اس قصیدہ میں جس کا مطلع

امن اُمّ اوفی دمنه لم تکلم

کہا ہے

(تمہارا خدا سے دل کی باتیں چھپانے کا ارادہ کرنا ایسا قبیح عمل ہے کہ) وہ مؤخر کر دیا جائے گا۔ اس میں دیر کی جائے گی اور نامۂ عمل میں درج کر کے روز قیامت کے لئے ذخیرہ کر دیا جائیگا یا اس میں تعجیل کی جائے گی تو (دنیا ہی میں) اس کی سزا مل جائے گی۔ اور ان میں سے علاق بن شہاب تیمی ہے۔ خدا پر اور قیامت پر ایمان لے آیا تھا۔ اسی کی بابت یہ کہتا ہے

(۱) میں جنگ رفاعہ میں دشمن کے مقابل آیا اور اس سے[4] جنگ کی ۔

(۲) اور یہ جان لیا کہ خداوند عالم بندہ کو اس کے اچھے عملوں کی جزا دیگا ۔

بعض عرب جب موت آتی تھی تو اپنی اولاد سے کہا کرتے تھے۔ کہ میرے ساتھ میری سواری کے اونٹ کو بھی دفن کر دینا تا کہ اس پر سوار ہو کر محشور ہوں۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو میں پیدل محشور ہوں گا۔ زمانہ جاہلیت میں جُریبہ بن اشیم اسدی نے موت کے وقت اپنے بیٹے سعد سے وصیت کرتے ہوئے کہا

(۱) اے سعد اگر میں مر جاؤں تو تجھے وصیت کرتا ہوں۔ اس لئے وصیت کا اہل سب سے زیادہ

---

[1] تشبث۔ کسی چیز میں در آویختہ ہو۔ چنگل مارنا ۱۲ منتہی الارب [2] طول (فس) احسان کرنا سخط (فس) غصہ کرنا۔ لم تلم از الامہ۔ ملامت کردن۔ منتہی و صراح [3] غضاۃ (فس) ایک درخت ہے جس کو طاق کہتے ہیں ۱۲ منتہی الارب [4] خُطّہ بضم کار و حال یقال جاء و فی راسہ خطہ اے حاجہ و خطہ نائیۃ: اے مقصد بعید و یقال خذ خطۃ الانصاف اے انتصف (انصاف کن) صراح و المقال بمعنی اتصال فمعنی اخذت منہ الخ اے قاتلتہ ۱۲

قریبی قریبی رشتہ دار ہوتا ہے ۔

(۲) نصیحت ہے کہ اپنے باپ کو ایسی حالت میں نہ چھوڑ دینا کہ وہ حشر میں پیدل ہو کر گرتا پڑتا ۔ ہاتھوں کے بل پچھاڑیں کھاتا ہوا اور لنگڑاتا ہوا آئے ۔

(۳) اور اپنے باپ کو (حشر میں) مطیع اونٹ پر سوار (کرنے کی تدبیر) کرنا (یعنی اونٹ کو میرے ساتھ ساتھ دفن کر دینا) اور غلط کاری سے بچنا ۔ اس لئے کہ یہ (غلطی سے بچنا) بہت اچھا اور درست ہے ۔

(۴) اب وہ اپنے نفس سے خطاب کرتا ہے) شاید میرے ترکہ میں سے مجھے کوئی سواری مل جائے جس پر میں قبر میں اس وقت سوار ہوں جب (حشر میں بلانے کے لئے داور محشر کی طرف سے) کہا جائے کہ "سوار ہو جاؤ"

اور عمرو بن زید بن متمنی نے مرتے وقت اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے یہ شعر کہے ؎

(۱-۲) اے میرے بیٹے جب تو مجھ سے جدا ہو تو زندہ ہو کر اٹھنے کے لئے قبر میں ایک اونٹ مع اس پر ایک ٹھیک اُٹنے والے (نمٹ) پالان کے قبر میں میرے ساتھ کر دینا تاکہ جب کہا جائے کہ سب ایکدم اونٹوں کو جمع کر کے محشر میں پہنچنے کے لئے روانہ ہو جاؤ" تو میں اس پر سوار ہو جاؤں"

(۳) وہ کون ہے جو حشر میں نہ آئے ۔ اگرچہ گرتا پڑتا ہی سہی (مگر آئیگا ضرور) اس لئے کہ وہاں ہر طرح کے لوگ آئیں گے ۔ تیز چلتے ہوئے بھی اور گرتے پڑتے بھی عرب ناقہ کو اس کا سر اس کے آخری حصہ کی طرف کمر یا سینہ اور شکم کے قریب اُلٹ کر اس کے مالک کی قبر پر) باندھ دیتے تھے ۔ اور ایک نمدہ لیکر اس کی کمر میں باندھ دیتے تھے اور (باقی حصہ) ناقہ کی گردن میں ڈال دیتے تھے ۔ اور اس کو اسی طرح چھوڑ دیتے تھے یہاں تک کہ قبر پر ہی مرجاتی تھی وہ اس ناقہ کو بلیہ کہتے تھے ۔ کسی عرب نے ان لوگوں کو جو بلا میں مبتلا ہوں تشبیہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ وہ ان اونٹنیوں کی طرح ہیں جن کی گردنوں میں نمدے پڑے ہوئے ہوں ۔

---

[۱] عثر ۔ عثار ۔ عثیر (فس ۔ کفس ۔ نکس) سر کے بل گرنا ۔ منہ کے بل گرنا ۔ ٹھوکر کھا کر گرنا ۔ صرعۃ (کسف) پچھاڑ کھا کر گرنا ، کب (نصف) اونٹ کی لنگڑاہٹ ۱۲ منتہی الارب [۲] استیساق ۔ اونٹوں کو جمع کرنا "منتہی" "ظعن" رفتن و کوچ کردن ۱۲ صراح [۳] تدفیع دفع کرنا دھکیلنا یعنی اپنی تیز روی اور داور حشر کے پاس جلدی پہنچنے کی وجہ دوسروں کو دھکیلتے ہوئے اور عاثر یعنی گرتے پڑتے چلنے والے یعنی سست رفتار تیز چلنے والوں کے دھکیلنے کی وجہ سے گر گر پڑنے والے حشر میں تیز روی و سست روی اعمال کے حسن و قبح کے مطابق ہوگی [۴] کلکل (فسف) سینہ یا میانہ سینہ کا اندرون یا دونوں جن پر گردن کا بائیں گھوڑے کے تنگ باندھنے کی جگہ ۱۲ منتہی الارب [۵] ولیہ پشما گندہ ۱۲ منتہی الارب

محمدؒ بن سائب کلبی نے کہا ہے کہ عرب زمانہ جاہلیت میں اکثر ان اشیاء کو حرام جانتے تھے۔ جن کو قرآن نے نازل ہو کر (بھی) حرام (ہی) قرار دیا۔ (مثلاً یہ کہ) وہ اپنی ماؤں، بیٹیوں خالاؤں اور بہنوں سے نکاح نہ کرتے تھے اور ان کا بدترین اعمال یہ عمل تھا کہ کوئی شخص دو بہنوں کو (ایک ساتھ زوجیت میں) جمع کرلے یا اپنے باپ کی زوجہ پر (شوہر بن کر اپنے باپ کا) اتنا ٹھکانا وہ لوگ اس عمل سے ضیزن کہلاتے تھے۔ پہلا وہ شخص جس نے اجتماع اختین کیا ابواحیحہ سعید بن العاص قریشی تھا۔ کہ اس نے ہند اور صفیہ مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم کی دو بیٹیوں کو جمع کیا۔ راوی کہتا ہے کہ جب عرب کا کوئی آدمی عورت کو چھوڑ کر مرجاتا تھا یا اس کو طلاق دیتا تھا تو اس کا بڑا بیٹا کھڑا ہوتا تھا۔ اگر اس کو اس عورت کی خواہش ہوتی تھی تو اس پر اپنا کپڑا ڈال دیتا تھا۔ اور اگر پسند نہ ہوتی تھی۔ تو اس کو اس کا کوئی اور بھائی نیا مہر باندھ کر بیاہ لیتا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ وہ لوگ عورت کا پیام[1] اس کے باپ یا اس کے بھائی یا اس کے چچا یا کسی چچازاد بھائی کے پاس بھیجا کرتے تھے۔ اور ہر شخص اپنے ہمسر کو پیام دیتا تھا۔ پس اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک نسب میں دوسرے سے بہتر ہوتا تھا تو وہ (دوسرا) اس کو مال کی طرف ترغیب دیا کرتا تھا اور اگر کوئی ادنیٰ طبقہ[2] کا ہوتا تھا۔ تو وہ کسی ادنیٰ طبقہ والے شخص کے پاس پیام بھیجا کرتا تھا وہ کسی ادنیٰ طبقہ والی عورت سے ہی اس کی شادی کرا دیتا تھا اور پیام دینے والا جب ان کے پاس آتا تھا۔ تو کہتا تھا انعموا[3] صباحاً (خدا تمہاری صبح کو اچھا اور آسودہ کرے) پھر کہتا تھا کہ ہم تمہارے ہمسر و برابر کے ہیں۔ پس اگر تم ہماری شادی کر دوگے تو ہم بھی مراد پائیں گے اور تم بھی اور ہم تمہارے مدح کرنے والے ہوں گے اور اگر تم نے ہمیں کسی ایسے سبب سے لوٹا دیا۔ جسے ہم معلوم کرلیں۔ تو پھر مجبوراً لوٹ جائیں گے۔ پس اگر (پیام دینے والا) اس کی قوم کا قریبی رشتہ دار ہو یا ہوتا جس کے پاس پیام لے جاتا ہے (تو عورت کا باپ یا بھائی اس سے اس وقت تھا۔ جب کہ وہ اس کے گھر لے جائی جاتی تھی کہتا تھا۔ کہ تو آسانی سے بچے جنے اور بیٹا جنے اور بیٹی نہ جنے خدا تجھے کثرت اولاد عزت اور بقاء و ہمیشگی قرار دے (دعائیہ فقرے ہیں) تو اپنے اخلاق کو اچھا بنا اپنے

[1] خطب (فس) عورت سے منگنی کرنی، و کک خطبہ (کسف) ۱۲ منتہی الارب

[2] ہجین (نکس) کمینہ و فرومایہ جس کا باپ آزاد اور ماں لونڈی ہو یا جس کا باپ حسب میں ماں سے بہتر ہو ۱۲ منتہی الارب۔ [3] انعموا من النعومۃ نرم و نازک شدن منزل ینعمھم وہ مکان جو انہیں آسودگی سے رکھتا ہے۔ مختصر نخبہ ۱۲ منتہی و صراح [4] "ایسار" عورت کا آسانی سے جننا۔ اذکار بیٹا جننا۔ اِنبات بیٹی جننا ۱۲ منتہی

شوہر کا اکرام کر۔ اور چاہیئے کہ پانی تیری[۱] خوشبو ہو۔ اور جب وہ کہیں دور بیاہی جاتی تھی تو وہ دیا پ یا بھائی) اس سے کہتا تھا۔ کہ تو آسانی سے بچہ نہ جنے۔ اس لئے کہ تو دور کے لوگوں سے قریب ہو جائیگی دغیروں کی رشتہ دار ہو جائے گی) اور دشمن جنے گی۔ تو اپنے اخلاق کو اچھا بنا اور اپنے سسرالیوں[۲] سے اظہار محبت کر۔ اس لئے کہ ان کی آنکھ تیری نگراں رہے گی۔ اور کان دتیری مرمات کو) سنتا رہیگا۔ اور چاہیئے کہ پانی تیری خوشبو ہو اور وہ لوگ (کچھ مدت کے) فرق کے ساتھ تین طلاق دیا کرتے تھے۔ عبداللہ بن عباس کا قول ہے کہ پہلا وہ شخص جس نے ہر طلاق میں تین مرتبہ طلاق کہہ کر تین مرتبہ طلاق دیا۔ اسمٰعیل بن ابراہیم ہے۔ اس نے تین مرتبہ طلاق دیا۔ عرب ایسا کہا کرتے تھے۔ پس مرد اپنی زوجہ کو ایک مرتبہ طلاق دیتا تھا اور اس وقت تک (وہ بھی) رجوع کرنے میں (اس کا سب سے زائد حقدار ہوتا تھا یہاں تک کہ جب تین طلاق پورے ہو جاتے تھے تو پھر اس سے دبالکل) قطع تعلق ہو جاتا تھا۔ اعشی کا قول اسی سے متعلق ہے جب کہ اس نے ایک عورت سے شادی کی تھی۔ اس کے پاس عورت کے قوم کے آدمی آئے اور مارنے کی دھمکیاں دیں مگر یہ کہ وہ اسے طلاق دیدے۔ اس کا قول یہ ہے ؎

"اے میری[۳] بی بی تو مجھ سے جدا ہو جا۔ اس لئے کہ تجھ کو طلاق ہو چکی ہے۔ لوگوں کے معاملات اسی طرح صبح[۴] و شام طے ہوتے رہتے ہیں ؎

ان لوگوں نے کہا کہ دوسرا شعر کہہ اس نے کہا ؎ ص۱۱

تو جدا ہو جا اس لئے کہ جدائی لکڑی (کی نوبت آنے دمار پیٹ) سے بہتر ہے اور اگر تو جدا نہ ہو گی تو (لکڑی) تیرے سر پر (بجلی کی طرح) چمکتی رہے گی ؎

اُنہوں نے کہا۔ کہ تیسرا شعر کہہ اس نے کہا[۵]۔

---

[۱] یعنی چاہیئے۔ کہ پانی تیری خوشبو ہو تا بالفاظ دیگر پانی کو اس قدر استعمال کرنا کہ وہ تیری کمال لطافت و طہارت کا سبب ہو جائے۔ اور اس قدر صفائی اور پاکیزگی کی پابندی کرنا کہ ہر وقت رہے۔ رخصت کے وقت اور ہدایات کے ساتھ لڑکی کو یہ بھی ہدایت کی جاتی تھی۔ اور اس سے مقصد یہ ہوتا تھا۔ کہ وہ شوہر کی نظر میں پسندیدہ اور قابل توجہ و رغبت رہے ۱۲

[۲] جمع حمو سسرال کے آدمی رشتہ دار جیسے الحمل مرد کی جورو کا باپ بھائی چچا اسی طرح حمو المرأۃ یعنی شوہر کے یہی اقارب ۱۲ منتہی [۳] جارہ بمعنی جواد۔ پڑوسن سوتن ۱۲ منتہی الارب

[۴] غدو (فس) غدو (ضفت) غدوہ (نسف) کسی کے پاس صبح کو آنا طرق (فسر) کسی کے پاس رات کو آنا ۱۲ منتہی الارب [۵] یہی سمجھ میں آتا ہے کہ تیسرا شعر سہواً لکھا نہیں گیا ۱۲ شارح

شوہر کا اکرام کر۔ اور چاہیئے کہ پانی تیری[1] خوشبو ہو۔ اور جب وہ کہیں دور بیاہی جاتی تھی تو وہ (باپ یا بھائی) اس سے کہتا تھا۔ کہ تو آسانی سے بچہ نہ جنے۔ اس لئے کہ تو دور کے لوگوں سے قریب ہو جائیگی (غیروں کی رشتہ دار ہو جائے گی) اور دشمن جنے گی۔ تو اپنے اخلاق کو اچھا بنا اور اپنے سسرالیوں[2] سے اظہار محبت کر۔ اس لئے کہ ان کی آنکھ تیری نگراں رہے گی۔ اور کان (تیری مدارات کو) سنتا رہیگا۔ اور چاہیئے کہ پانی تیری خوشبو ہو اور وہ لوگ (کچھ مدت کے) فرق کے ساتھ تین طلاق دیا کرتے تھے۔ عبداللہ بن عباس کا قول ہے کہ پہلا وہ شخص جس نے ہر طلاق میں تین مرتبہ طلاق کہہ کر تین مرتبہ طلاق دیا۔ اسمٰعیل بن ابراہیم ہے۔ اس نے تین مرتبہ طلاق دیا۔ عرب ایسا کہا کرتے تھے۔ پس مرد اپنی زوجہ کو ایک مرتبہ طلاق دیتا تھا اور اس وقت تک (وہ بہی (رجوع کرنے میں) اس کا سب سے زائد حقدار ہوتا تھا یہاں تک کہ جب تینوں طلاق پورے ہو جاتے تھے تو پھر اس سے (بالکل) قطع تعلق ہو جاتا تھا۔ اعشی کا قول اسی متعلق ہے جب کہ اس نے ایک عورت سے شادی کی تھی۔ اس کے پاس عورت کے قوم کے آدمی آئے اور مارنے کی دھمکیاں دیں گر یہ کہ وہ اسے طلاق دیدے۔ اس کا قول یہ ہے ؎

(۱) اے میری[3] بی بی تو مجھ سے جدا ہو جا۔ اس لئے کہ تجھ کو طلاق ہو چکی ہے۔ لوگوں کے معاملات اسی طرح صبح[4] و شام طے ہوتے رہتے ہیں ۔

ان لوگوں نے کہا کہ دوسرا شعر کہہ اس نے کہا ؎ صدا!

تو جدا ہو جا اس لئے کہ جدائی لکڑی (کی نوبت آنے (مار پیٹ) سے بہتر ہے اور اگر تو جدا نہ ہو گی تو (لکڑی) تیرے سر پر (بجلی کی طرح) چمکتی رہے گی ۔

اُنہوں نے کہا۔ کہ تیسرا شعر کہہ اس نے کہا ؎[5]

---

[1] یعنی چاہیئے۔ کہ پانی تیری خوشبو ہو تا بالفاظ دیگر پانی کو اس قدر استعمال کر تاکہ وہ تیری کمال لطافت و طہارت کا سبب ہو جائے۔ اور اس قدر صفائی اور پاکیزگی کی پابندی کر تاکہ ہر وقت رہے۔ رخصت کے وقت اور ہدایات کے ساتھ لڑکی کو یہ بھی ہدایت کی جاتی تھی۔ اور اس سے مقصد یہ ہوتا تھا۔ کہ وہ شوہر کی نظر میں پسندیدہ اور قابل توجہ و رغبت رہے ۱۲

[2] جمع حمو یسسرال کے آدمی رشتہ دار جیسے الرجل مرد کی جورو کا باپ بھائی چچا اسی طرح حمو المرأۃ یعنی شوہر کے یہی اقارب ۱۲ منتہی [3] جادہ بمعنی جواد - پڑوسن سوتن ۱۲ منتہی الارب

[4] غدو (فس) غدو (ضفت) غدوہ (نسف) کسی کے پاس صبح کو آنا طرق (فس) کسی کے پاس رات کو آنا ۱۲ منتہی الارب [5] یہی سمجھ میں آتا ہے کہ تیسرا شعر سہواً درج نہیں ۱۲ شارح

کا نام کہ جوان ہیں اور ان کے غیروں میں ہوتی تھی۔ عام الفجار رکھا تھا۔ اس لئے کہ وہ محترم مہینوں میں داقع ہوئی تھی۔ جب اُنہوں نے ان مہینوں میں جنگ کی۔ تو کہا کہ ہم نے فجور کیا اسی سے اس کا نام عام فجار رکھ دیا وہ حرم کعبہ میں ظلم کو برا سمجھتے تھے۔ ان میں کی ایک عورت اپنے بیٹے کو ظلم سے روکتے ہوئے کہتی ہے ؎

بیٹا! مکہ میں نہ کسی بچہ پر ظلم کرو نہ مُسن پر، بیٹا جو شخص مکہ میں ظلم کریگا وہ بڑی برائیوں سے ملے گا۔ (یعنی بہت بُرا اجر پائے گا)۔

عرب میں بعض لوگ دسال بھر کے، مہینوں میں زیادتی کر دیا کرتے تھے اور ہر دو سال میں ایک مہینہ اور ہر تین سال میں ایک مہینہ بڑھا دیتے تھے۔ وہ لوگ جب بُتوں پر قربانیاں کرتے تھے۔ تو بتوں کو ان کے خون میں لتھیڑ دیتے تھے۔ اور اس سے اپنے مالوں میں زیادتی کی امید رکھتے تھے۔ قصی بن کلاب خدا کے سوا بُتوں کی عبادت سے منع کرتا تھا کہتا ہے ؎

(۱) کیا میں ایک خدا کی پوجا کروں۔ یا ہزار خدا کی۔ امور (عبادت و بندگی) جب بانٹ دیئے گئے۔ تو کیا یہ کوئی دین و مذہب ہوگا (یعنی کوئی نہیں)۔

(۲) میں نے لات و عزیٰ سب کو چھوڑ دیا اور مرد دانشمند ایسا ہی کرتا ہے۔

بعض کا قول ہے کہ یہ شعر زید بن عمرو بن نفیل کے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ قلمس بن امیہ کنانی کے" اس نے صحن کعبہ میں عربوں سے کہا۔ کہ تم میری اطاعت کرو ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے۔ انہوں نے کہا یہ کیونکر؟ کہا کہ تم جدا جدا متعدد خدا مانتے ہو اور میں یقین کے ساتھ اس عمل کو جانتا ہوں۔ جس سے خدا خوش ہے بتحقیق کہ وہ اللہ ان تمام خداؤں کا رب ہے اور وہ یہ چاہتا ہے کہ تنہا اسی کی عبادت کی جائے۔ راوی کہتا ہے کہ جب اسے یہ کہا تو تمام عرب اس سے علیحدہ ہو گئے۔ اور ایک گروہ نے اس سے جدا ہو کر یہ گمان کیا کہ وہ بنو تمیم کے مذہب پر ہے۔ راوی کہتا ہے کہ وہ لوگ غسل جنابت کرتے تھے اور اپنے مردوں کو بھی غسل دیتے تھے۔ افوہ اودی کہتا ہے ؎

۱۱۹

وہ لوگ ٹھنڈا پانی لیکر مجھے غسل دینے لگے ایسے غسل پر تعجب ہے جس کے بعد فوراً ہی پھر، خاک دسے واسطہ ہو۔

راوی کہتا ہے کہ وہ لوگ (جاہل عرب) اپنے مُردوں کو کفن دیتے تھے ان پر نماز پڑھتے تھے اور ان کی نماز یہ تھی۔ کہ جب کوئی شخص مرجاتا اور جنازہ میں رکھا جاتا تھا۔ تو اس کا ولی کھڑا ہو کر اس کی تمام خوبیاں بیان کرتا اور اس کی تعریف کرتا تھا پھر اس کو دفن کر دیتا تھا اور

۱؎ نسئی۔ تاخیر ۲؎ منتہی الارب

کہتا تھا۔ کہ تجھ پر خدا کی رحمت ہو۔ بنی کلب کے ایک شخص نے اپنے پوتے سے کہا ؎

(۱) اے عمرو! اگر تو مر گیا اور میں زندہ رہا تو میں تیرے لئے بڑی نمازیں پڑھوں گا۔

(۲) اور اپنی زندگی بھر کے لئے اگر زندہ رہا اور مرنے کے بعد کے لئے اپنا نصف مال مرثیے کے واسطے (تیرے واسطے یعنی تجھے ثواب پہنچانے کی نیت سے صرف کرنے کے لئے) قرار دے دوں گا

راوی کہتا ہے۔ کہ وہ لوگ طہارات فطرۃ .... کی برابر پابندی کرتے تھے جن میں حضرت ابراہیمؑ مبتلا کئے گئے تھے۔ اور وہ دس[2] باتیں تھیں ..... حضرت ابراہیمؑ نے (ان میں سے) پانچ کو سر میں پورا کیا تھا اور پانچ (باقی) جسم میں جب اسلام آیا تو ان کو سنتوں میں سے ایک سنت قرار دیا۔ اور جب چور چوری کرتا تھا تو وہ اس کا داہنا ہاتھ کاٹ دیتے تھے۔ اور ملوک یمن وحیرہ کا جب کوئی شخص رہزنی کرتا تھا تو اسے سولی دیدیتے تھے اور وہ لوگ عہدوں کو پورا کرتے تھے۔ اور ہمسایہ و مہمان کی عزت کرتے تھے

---

[1] سام بمعنی موت" از منتہی"۔ اس طرح کی کتب عرب میں متعارف ہے ۱۲ شارح

[2] ارسال لحیہ تخفیف شوارب علق راس، ختنہ تقلیم اظفار وغیرہ کی طرف اشارہ ہے ۱۲

کتاب ارشاد الاریب

اسمٰعیل بن عبّاد بن العباس بن عبّاد الوزیر

صاحب کافی الکفاۃ لقب، ابو القاسم کنیت طالقان کا رہنے والا تھا یہ (طالقان) قزوین اور ابہر کے درمیان ایک صوبہ اور چند گاؤں ہیں جن پر اس نام کا اطلاق ہوتا ہے اس کے علاوہ خراسان میں طالقان نام کا ایک شہر ہے۔ جس سے اہل علم کی ایک جماعت نکلی ہے۔ محدثین نے صاحب کا نسب اسی طرح (جیسا کہ پیشانی پر مرقوم ہے) بیان کیا ہے۔ اس کے شاعر رستمی کا قول ہے ؎

(۲) عباد بن عباس بن عبد اللہ ایسی نعمت کو گوارا[1] کرتا ہے (قبول کرتا ہے۔

اس کو ایسی نعمت ملتی ہے (جو کرامت و بزرگی سے متصل و قریب ہوتی ہے ؏

الوحیان نے کتاب اخلاق الوزیرین میں بیان کیا ہے کہ عباد کا لقب آئین تھا۔ وہ بڑا دیندار مخیر اور فن کتابت میں پیشیرہ تھا وہ کہتا ہے کہ آئین رکن الدولہ کے لئے کتابت کرتا تھا۔ جیسے کہ عمید صاحب خراسان کیلئے کتابت کرتا تھا۔ اور آئین از روئے دینداری و طلب تقرب خداوند عالم مذہب اثنا عشری کی امداد کرتا تھا۔ اور عمید طلبی کے لئے ایسا کرتا تھا۔ ایین طالقان ویلم کے گاؤں میں سے ایک گاؤں میں معلوم تھا۔ بعض کا قول ہے کہ عمید کا باپ قم کے بازار گندم میں خرما فروش تھا اور صاحب علوم میں مشہور تھا اور علوم کے ہر فن میں سے پورا پورا حصہ اور زائد نمایاں شان لئے ہوئے تھا۔ اس کو فصاحت بھی کافی ملی تھی۔ اور حسن انتظام و فتحمندی کی توفیق دیا گیا تھا ساتھ ساتھ وہ تعریف سے مستغنی اور اظہار حال و اہتمام بیان اوصاف سے بے نیاز تھا۔ اس کی ولادت ذی قعدہ ۳۲۶ھ میں ہوئی۔ اور مؤید الدولہ ابو منصور بویہ بن رکن الدولہ ابو علی حسن بن بویہ اور اس کے بھائی فخر الدولہ کی اٹھارہ سال ایک ماہ وزارت کی بنا بر بیان ابو نعیم حافظ ۲۴ صفر ۳۸۵ھ کو مر گیا۔

---

[1] گوارا شدن طعام و شراب بقال هنئت لطعام اے تهنات، به و منه قوله تعالی فکلوه هنیئًا مریئًا تعمی بالضم والقصر بمعنی نعمة ردف" بالکسر پس سوار نشیندہ وہرچہ در پس جزے علازم باشد ۱۲ صراح ۵۲ وسف سنگ برہم نہادن در بنا ۱۲ صراح

اس کے باپ عباد کی کنیت ابوالحسن تھی۔ وہ بھی اہل علم وفضل میں سے تھا۔ اس نے ابو حنیفہ فضل بن خباب اور اس کے علاوہ اہل بغداد و اصفہان و رے سے احادیث سنیں اور احکام قرآن میں ایک کتاب تصنیف کی۔ جس میں مذہب معتزلہ کی نہایت خوبی کے ساتھ امداد کی۔ اس سے اس کے بیٹے وزیر ابوالقاسم بن عباد اور ابن مردویہ اصفہانی نے روایتیں بیان کیں۔ عباد اسی سنہ میں مرگیا۔ جس سنہ میں اس کے بیٹے نے انتقال کیا یعنی ۳۸۵ھ جو کچھ ہم نے عباد ابوالوزیر کے حالات بیان کئے وہ کتاب منتظم در فن تاریخ مصنفہ ابوالفرج بن جوزی سے منقول ہیں۔ عباد اور حسن بن عبدالرحمن ابن حماد قاضی کے درمیان بہت سے خطوط و مراسلات آئے گئے جو مذکور و مرتب ہیں ؛

الصاحب اپنے ابتدائی زمانہ میں چھوٹے کاتبوں میں سے تھا۔ ابوالفضل بن عمید کی خاص طور پر خدمت کرتا تھا۔ پس اس کے حالات نے اس قدر ترقی کی کہ عضد الدولہ بن رکن الدولہ دیلمی کے بھائی مؤید الدولہ بن رکن الدولہ بن بویہ کے لئے کتابت کرنے لگا اس وقت مؤید الدولہ امیر تھا الصاحب نے اس کی خوب خدمت کی اور دیرینگی خدمت کی وجہ سے الصاحب کا اس پر ایک قسم کا اثر ہوگیا۔ اور اس کی کارگزاری اور ہوشیاری کی وجہ سے مؤید الدولہ اس سے محبت کرنے لگا۔ اور اس کو الصاحب کافی الکفاۃ کا لقب دیا۔ جب اس کا باپ رکن الدولہ مرگیا۔ اور مؤید الدولہ رے اور اصفہان اور ان اطراف میں اس کے شہروں کا والی ہوا۔ تو اپنے باپ کے وزیر ابوالفتح بن عمید کو وزارت کی خلعتیں دیدیں۔ اور اس کو ویسے ہی قائم رکھا۔ جیسا کہ اس کے باپ کے زمانہ میں تھا یہاں تک کہ وہ قتل کردیا گیا۔ جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے اور مؤید الدولہ نے الصاحب کو وزیر بنایا۔ اپنے معاملات کا والی قرار دیا۔ اور اپنے اموال کا حاکم کیا۔ اور وہ اسی حال پر برابر رہا یہاں تک کہ مؤید الدولہ نے وفات پائی۔ مؤید الدولہ کا بھائی فخر الدولہ اپنے بھائی عضد الدولہ کے پاس سے بھاگ گیا تھا اور وہ اور قابوس ابن وشمگیر ایسے حالات میں جن کی وسعت ہماری کتاب میں نہیں۔ خراسان میں آکر دولت سامانیہ کے پاس پناہ گزین ہوئے تھے۔ الصاحب نے اس

۱؎ قدم بالکسر والفتح دیرینہ شدن و بفتحتین بمعنی اثر یقال لفلان قدم صدق لے اثرہ حسنۃ وکذلک القدمہ بالضم ۱۲ صراح ۲؎ کفایۃ کارگذاری وشہامت تیز خاطر وچالاک شدن ۱۲ صراح ۳؎ خلع خلعت دادن صلعتہ بعلی وخلع بکسر وفتح جمع خلعۃ ۱۲ صراح ومنتہی

پاس[1] خط بھیج کر اس کو ملایا اور شہروں کا بادشاہ بنایا۔ تو اس نے الصاحب کو اس کے کام پر برقرار رکھا۔ الصاحب نے اس کی آزمائش کا قصد کیا کہ آیا اس کے دل میں ان باتوں میں کوئی بات ہے یا نہیں۔ جو مؤید الدولہ کے زمانہ میں ایسی نہیں۔ جو فخر الدولہ کے بھاگ جانے کا باعث ہوئی تھیں اور ملازمت و وزارت سے استعفاء دیدیا۔ تو فخر الدولہ نے اس سے کہا۔ کہ تیرے لئے اس سلطنت میں میراث وزارت اسی طرح ہے۔ جیسے ہمارے لئے میراث حکومت پس ہم میں سے ہر ایک کا یہ طریقہ ہونا چاہئے۔ کہ اپنے فرض کی نگہداشت کرے۔ اور اس کو اس کے کام سے برخاست[2] نہ کیا۔ اور برابر اپنی (اسی) رائے پر اس کے ساتھ (قائم رہا۔ یہاں تک کہ الصاحب مر گیا، حالانکہ تمام احکام اسی کے حکم سے صادر ہوتے تھے۔ اور ملک کا انتظام اسی کی رائے سے ہوتا تھا۔ جب فخر الدولہ کچھ کہتا تھا اور الصاحب کچھ تو الصاحب کی بات مانی جاتی تھی اور فخر الدولہ کی بات چھوڑ دی جاتی تھی۔

(۱۲۹) الصاحب کے اخلاق حسنہ کے متعلق باوجود اس کوتاہ عقلی کے جو اس میں تھی۔ بہت سے حالات و واقعات ہیں الصاحب کتاب الامتاع نے اس کے اوصاف اس طرح بیان کئے ہیں الصاحب کو بہت سی چیزیں (منجملہ اشعار و امثال۔ اخبار و واقعات وغیرہ) یاد تھیں حاضر جواب اور خوش تقریر تھا۔ اس نے ادب کے ہر حصہ سے کچھ نہ کچھ لیا۔ اور ہر فن سے تھوڑا بہت حاصل کیا تھا متکلمین معتزلہ کا کلام اس پر غالب تھا۔ اسکی بحث و فکر انہی کے مذاہب سے ملوث ہے اور اسکی تحریریں کاتبوں کی عبارت کی آمیزش ہے اہل حکمت لوگوں میں سے بہت سخت تعصب رکھتا تھا۔ جو اجزاء حکمت مثلاً ہندسہ۔ طب، اختر شناسی، موسیقی، منطق اور عدد میں غور و فکر کرنے والے تھے۔ فن الٰہیات میں اسکی کوئی چیز (از قسم اقوال و تصنیفات) نہیں پائی جاتی۔ اور اس (فن) میں نہ اسکی کوئی مستقل خاص تصنیف ہے۔ نہ کوئی نشانی و علامت[3] وہ علم عروض و قوافی کا بڑا واقفکار تھا۔ شعر کہتا تھا اور اس میں کسی سے دبتا نہ تھا۔ اس کی آمد بہت زیادہ تھی۔ البتہ اور دست[4] ضعیف تھی، وہ مذہب ابو حنیفہ اور مقالہ زیدیہ کی پیروی کرتا تھا۔ خدا پرستی، نرم دلی، مہربانی اور رحمت کی طرف مائل نہ ہوتا تھا

---

[1] نفذ۔ نفاذ۔ نفوذ گذشتن تیر از جائے کہ رسد، در رفتن نامہ و فرمان انفاذ۔ تنفیذ منفذ بان منہ ۱۲ صراح
[2] اعفاء۔ (کسفسم) عاقبت بخشی ۱۲ منتہی [3] رقاعۃ (ففسف) حماقت ۱۲ منتہی الارب
[3] نتف (حس) بال اکھاڑنا ۱۲ منتہی الارب [4] عین ذات ستی داثر علامت و نشان ذات یعنی علم الہیات میں نہ اس کی کوئی مستقل تصنیف ہے اور نہ دوسری تصانیف ایسے مضامین پر مشتمل ہیں۔ جن کے اندر مسائل الٰہیہ ضمناً اور جزءاً بیان کئے ہوں۔ جو اس کی استعداد الٰہیات کا پتہ دے سکیں۔ [5] خورد ضعف آوردن مرد خور۔ بفتحتین ستی ۱۲

اس کی جرأت، قوت، اقتدار اور سخت گیری کی وجہ سے سب لوگ اس سے بچتے تھے[1]۔ وہ سخت سزا دینے والا کم اجر[2] دینے والا دیر تک عتاب کرنے والا اور بدزبان تھا۔ بہت سے سائلوں کو تھوڑا مال دیتا تھا جو انہیں بالکل ناکافی ہوتا تھا، سر کی گرمی (غصہ) سے مغلوب تھا جلدی سے غضبناک ہو جاتا تھا (یہ میں ریغظ و غضب مزاج) بحال ہوتا تھا۔ فوراً جھینپ[3] جاتا تھا۔ بڑا حاسد، سخت کینہ پرور تھا، اس کا حسد اہل فضل کے لئے وقف اور اس کا کینہ کا رکن طبقہ کی طرف جاری تھا۔ کتاب اور عمال اس کی قوت سے اور متلاشیان[4] روزگار اس کی جفا سے ڈرتے تھے۔ اس نے خلق کثیر کو قتل کیا، بہت سے لوگوں کو ہلاک کیا۔ اور ایک جماعت کو ازراہِ نخوت، بغاوت، ظلم اور تکبر نکال دیا تھا۔ باوجود ان سب باتوں کے ایک بچہ اس کو بھکا لیتا تھا اور ایک غبی آدمی اسے فریب دیدیتا تھا۔ اس لئے کہ اس تک رسائی کا راز وسیع اور اس کے پاس آنے کی راہ آسان گذار تھی۔ اس طرح کہ اس کے سامنے ازراہِ تملق و خوشامد یوں کہا جاتا تھا۔ کہ مولانا! اس امر میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ کہ آپ کے کلام اور رسائل منظومہ و منثورہ میں سے مجھے کچھ دیا جائے۔ میں شہر فرغانہ، مصر اور تفلیس سے اسی لئے قطع منازل کرکے آیا ہوں کہ آپ کے کلام سے فائدہ اٹھاؤں۔ اس کے ذریعہ سے فصیح بن جاؤں۔ اس سے بلاغت حاصل کروں۔ مولانا کے رسائل تو بالکل قرآن کی سورتیں ہیں۔ آپ کے فقروں میں قرآن کی آیتیں ہیں۔ اور ان کے ضمن میں آپ کا استدلال دلیل روشن ہے وہ خدا قابل تسبیح ہے جس نے تمام عالم کے کمالات اکو ایک شخص میں جمع اور اپنی تمام قدرت کو ایک شخص میں ظاہر کر دیا ہے (یہ سنکر) وہ نرم ہو جاتا تھا گھل جاتا تھا اپنے ہر ضروری کام سے غافل ہو جاتا تھا۔ اپنے ہر فریضہ کو فراموش کر دیتا تھا اور خزانچی کے پاس آتا تھا۔ کہ وہ اس کے تمام رسائل ایک ایک ورق کر کے اس کو نکال کر دیدے۔ اور وہ (اس کے بعد سے ایسا کہنے والے کو) آسانی سے اپنے پاس آنے کی اپنے پاس پہنچنے کی اور اپنی مجلس میں بیٹھنے کی اجازت دیدیتا تھا۔ یہ باتیں تو تھیں ہی وہ اکثر اوقات مثلاً عید اور فصل (زمانہ شعر گوئی اور موسم مشاعرہ) میں شعر بنا کر ابوعیسے بن منجم کے پاس بھیجا کرتا تھا اور اس سے کہتا تھا۔ کہ میں نے یہ قصیدہ تجھ کو دیدیا[5]۔ تو اس کے سبب سے تمام شعراء میں

---

[1] احجام (کسفس) رک جانا ٹھہر جانا۔ ڈر کے مارے پیچھے ہٹنا ۱۲ منتھی الارب [2] طفیف (رفکس) تھوڑا ناقص ناتمام ۱۲ منتھی الارب [3] طیرہ (رفسق) سبکی خفت ۱۲ منتھی الارب [4] انتجاع (کسکفس) اب وعلف و منفعت و نکوئی کی طلب میں جانا ۱۲ منتھی الارب [5] نحل (رفس) کسی کو عطیہ دینا۔ کسی کو مال دینا۔ کسی پر بات گڑھنی کہ اس نے نہ کہی ہو ۱۲ منتھی الارب

میری مدح کرنا اور شعر خوانوں میں سے تیسرے نمبر پر پڑھنا۔ پس ابو عیسیٰ یہی کرتا تھا وہ (ابو عیسیٰ
بغداد کا رہنے والا معتمد علیہ[1] اور مرجع خلق تھا دہو کے بازیاں کرتے کرتے پکا[2] اور گھاگ[3]
ہوگیا تھا۔ الصاحب کے) اشعار پڑھتا تھا۔ تو صاحب اس سے وہ شعر سنتے ہوئے جو درحقیقت
اس کے (صاحب کے) ہی ہوتے تھے اور اپنی زبان سے اس کی تعریف و توصیف اور از راہ تصنع اس
کی مرصع[4] بیانی پر اس کی مدح و ثنا کرتے ہوئے اس سے کہتا تھا۔ کہ اے ابو عیسیٰ ذرا مکرر ارشاد ہو
بخدا تم تو خوب ہی کہتے ہو۔ تم تو نازہ فخر کرو۔ تمہارا ذہن روشن، طبیعت رواں اور اشعار صاف
و پاکیزہ ہیں، پہلے تو تمہارا (شعر گوئی میں) یہ رنگ نہ تھا۔ جب تم نے گذشتہ عید کو ہمیں شعر
سنائے تھے'' ہمارے جلسے (مشاعرے اور ادبی محفلیں) بڑے مردم خیز ہیں۔ اُن کو (مردم اور
شرکاء جلسہ کو) ذکاوت و ذہانت بخشتے ہیں۔ ان کی فہم و فراست کو زیادہ کرتے ہیں۔ کاہل اور
احمق انسان کو عمدہ اور بخیل[5] و کمینہ کو سخی بنا دیتے ہیں۔ پھر وہ اس کو اپنی محفل سے عمدہ انعام
اور پسندیدہ عطیئے بغیر نہ لوٹاتا تھا۔ اس نے شعراء اور دیگر طبقہ کے لوگوں کو برہم کر رکھا تھا
اس لئے کہ وہ جانتے تھے۔ کہ ابو عیسیٰ ایک مصرعہ بھی نہیں کہہ سکتا۔ ایک بیت بھی موزوں نہیں
کر سکتا۔ اور عروض سے بالکل واقف نہیں۔ ایک دن اس نے کہا کہ گھر میں کون ہے جواب
دیا گیا۔ کہ ابو القاسم کاتب اور ابن ثابت۔ اس نے فوراً دو شعر بنائے اور ایک شخص سے
جو اس کے سامنے تھا۔ کہا کہ جب میں ان دونوں کو آنے کی اجازت دوں تو تو بھی ان کے
ایک گھنٹہ بعد آ جانا اور کہنا کہ میں نے دو شعر کہے ہیں۔ اگر تم مجھے ان کے پڑھنے کا حکم[6] دو
تو میں پڑھوں اور یہ[7] کہنا کہ میں نے دونوں شعر فی البدیہہ کہے ہیں' میں تجھے جھڑکیاں[8] دوں
تو گھبرانا نہیں۔ اور تجھ پر اپنی بڑائی ظاہر کروں تو مضطرب نہ ہونا۔ یہ کہا، اور دونوں شعر
اُسے دیئے۔ اس کو صحن خانہ میں چلے جانے کا حکم دیا اور دونوں آدمیوں کو آنے کا حکم دیا یہاں

---

[1] محکک (صفتف) لکڑی جو اونٹوں کی جگہ میں رکھ دے تا کہ اس پر کھجلی کھجائے یقال انا جذیلہا المحکک وعذیقہا
المرجب (اداللہ یستشفی برائہ وتدبیرہ ۱۲ منتہی صراح [2] حنک (فس) ایک چیز کو سمجھنا اور اس کو مضبوط کرنا
تجربوں کا مرد کو بوڑھا اور پختہ کار کر دینا (ضس) آزمائش و تجربہ (ضض) مرد وانا تجربہ میں پکا حنکہ (ضسف) آزمائش
و تجربہ دانا عورت ۱۲ صراح و منتہی [3] تحبیر (فسکس) اچھا اور درست کرنا، سنوارنا، خوشخط لکھنا، کلام اور شعر وغیرہ
کو سنوارنا ۱۲ منتہی الارب [4] مجید (فسکس) اچھے شعر کہنے والا از اجادہ ۱۲ منتہی الارب [5] محمر بخیل کمینہ ۱۲
[6] تقریض شعر کہنا ۱۲ منتہی الارب [7] رسم (فس) کام کیلئے حکم دینا ۱۲ منتہی الارب [8] زعم (فس) زعامہ (تفسف)
ضامن اور ذمہ دار ہونا سردار ہونا، گمان کرنا، جاننا۔ کہنا ۱۲ منتہی الارب
[9] تافف اُف کہنا ۱۲ منتہی الارب

تاک کہ وہ اس کے پاس آئے۔ جب وہ آرام[1] سے بیٹھیں گے تو (وہ) دوسرا شخص بھی ان کے پیچھے آکر مؤدب کھڑا ہو گیا۔ اور زبان و دہن کو چلانا[2] شروع کر دیا۔ وہ یہ جتلا رہا تھا کہ شعر کہہ رہا ہے۔ پھر کہا کہ مولانا! اس وقت میرے ذہن میں دو شعر آئے ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں پڑھوں۔ الصاحبؒ نے کہا۔ کہ تم ایک بیوقوف[3] اور کم عقل آدمی ہو ایسا شعر نہیں کہہ سکتے۔ جس میں کوئی خوبی ہو۔ مجھے اپنے شعر سے معاف رکھو۔ اس نے کہا۔ کہ مولانا یہ میری فی البدیہہ محنت ہے۔ اگر آپ نے میری دل شکنی کی تو مجھ پر ظلم کیا۔ بہر حال آپ سنئے تو اگر اعلےٰ درجہ کے ہوں تو خیر ورنہ جو چاہئے کیجئے۔ اس نے کہا۔ کہ تم تو بڑے ٹٹو ہو اچھا پڑھو اس نے یہ شعر پڑھے ؎

(۱-۲) اے الصاحب بلندی کے تاج تو مجھے ایسے ملحد[4] کی وجہ سے جس کی کنیت ابو القاسم ہے اور اس مذہب جبر کے پیرو کی وجہ سے جو بحیثیت نبوۃ ثابت کی طرف منسوب ہے۔ دشمن کے غم سے خوش ہونے والے کی طرح دور نہ کرو۔

الصاحب نے کہا۔ کہ خدا مجھے مار ڈالے اس وقت تو، تو نے خوب کہا ہے۔ حالانکہ برا کہنے والا ہے۔ ابو القاسم کا بیان ہے کہ میں غصہ سے اندھا[5] ہوا جاتا تھا۔ اس لئے کہ میں جانتا تھا۔ کہ یہ (حرکت) اسی کی الصاحب کی) مشہور حرکتوں میں سے ہے اور یہ جاہل تو (جس نے اس کے اغوا سے ان شعروں کی بابت اپنی بدیہہ گوئی کا دعویٰ کیا تھا) ایک شعر بھی نہیں کہہ سکتا۔ پھر مجھ سے خادم نے سارا واقعہ[6] بیان کیا۔

وہ امر جسے الصاحب کو اس کی ذات کے متعلق مغالطہ میں ڈال دیا تھا۔ اور اس کو اپنے فضل کی بابت غرور اور خود آرائی پر آمادہ کر دیا تھا یہ تھا کہ (اس کی) خطا اس کے سامنے مطلق ظاہر نہ کی گئی تھی اور (اس کا) عیب اس کے سامنے نہ لایا گیا تھا۔ اس لئے کہ اس کا یہ سن کر نشوونما ہوا تھا۔ کہ ہمارے سردار نے صحیح ارشاد فرمایا۔ مولانا نے سچ فرمایا۔ آپ نے کیا خوب کہا ہے، ہم نے آپ کا مثل نہیں دیکھا

[1] انس (ضس) کسی کے ساتھ آرام کرنا ۱۲ منتہی الارب [2] تلمظ (تفتعل) کھانے کے بعد منہ کے اندر زبان پھرا کر ہونٹ چاٹنا۔ کھانا منہ میں پھرانا۔ سانپ کا زبان نکالنا ۱۲ منتہی الارب [3] اخرق۔ بیوقوف احمق، نادان سخیف کم عقل ۱۲ منتہی الارب

[4] ملحد من الالحاد بمعنی شرک مذہب جبر وہ مذہب جس میں بندہ کو مجبور سمجھا جاتا ہے، عزی (دفس) کسی کو ایک چیز کی طرف بلانا، شماتۃ (فعفف) دشمن کے غم سے خوش ہونا، نزح (ضسف) ناخوشی کے سبب دوری ۱۲ منتہی الارب

[5] تفقو، اندھا ہو جانا ۱۲ منتہی الارب

[6] قض (دفت) کنکریوں بھری جگہ۔ مکان قض بولتے ہیں اسی سے ہے جاءُ القَضِّہم یعنی وہ سب کے سب چھوٹے بڑے آئے ۱۲ منتہی الارب

ابن عبدکان کون ہوتا ہے جو آپ کی طرف منسوب ہو سکے۔ (اسے آپ سے کیا نسبت) ابن تو ابہ کیا چیز ہے۔ جس کا ہم آپ پر قیاس کریں۔ ابراہیم بن عباس صولی کی کیا حقیقت ہے۔ جب آپ صریع الغوانی اور اشجع سلمی کے طرز پر کلام کریں۔ تو ان کی کیا حقیقت ہے۔ مولانا نے عروض میں خلیل کی لغت میں ابو عمرو بن علاء کی فیصلہ کرنے میں ابو یوسف کی، موازنہ میں اسکافی کی ارا، و دیانات میں ابن نوبخت کی، قرأت میں ابن مجاہد کی تفسیر میں ابن جریر کی، منطق میں ارسطاطالیس کی جزو میں، کندی کی، بدیہہ گوئی میں ابو العیناء کی خط میں ابن ابی خالد کی، حیوان میں جاحظ کی، فقہ میں سہل بن ہارون کی، طب میں یوحنا کی، فردوس میں ابن رین کی، روایت میں عیسٰے بن کعب کی، حفظ میں واقدی کی، بدل میں نجار کی، قافیہ میں بنی توابہ کی خطرات وو ساوس میں سری سقطی کی، نوادر میں مزبد کی، حل معمات میں ابو الحسن عروضی کی، سخاوت میں بنی برمک کی سیاست میں ذی الریاستین کی، کہانت میں سطیح کی اور دعوی میں خالد بن سنان کی کمی کو پورا کر دیا ہے (اور یہ سن سن کر نشو و نما ہوا تھا کہ) بخدا اب تو ابو شریح اوس بن حجر تمیمی کے اُس قول کے بڑے حقدار ہیں جو اس نے فضالہ بن کلدہ ابو دلیجہ کے متعلق کیا ہے[۱]

"وہ ایسا تیز ذہن[۲] ہے کہ اس کا گمان تجھے ایسا معلوم ہو گا جیسے دیکھی ہوئی اور سنی ہوئی بات" ان جیسی بیہودہ[۳] باتوں سے الصاحب کافی الکفا، (خوشی کے مارے) دوہرا[۴] ہو جاتا تھا مسکراتا تھا۔ مسرت کی وجہ سے اڑنے لگتا تھا۔ کھلا جایا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ایسی عزت[۵] (جیسی کہ قدماء مذکورین کو حاصل تھی مجھے حاصل) نہیں ہے۔ ان کو سبقت حاصل ہے اور اگر ہم ان سے ملنے کی کوشش کریں یا ان کا اتباع کریں تو کوتاہ رہینگے وہ یہ کہتے ہیں (بہ تکلف) تمگین[۶] ہوا کرتا تھا (جیسی کہ دوسروں سے اپنی مدح سنتے وقت ارباب کمال کی شان ہوتی ہے) اپنے شانوں کو ہلایا کرتا تھا۔ کنج دہن کو حرکت دیا کرتا تھا۔ لعاب دہن کو نگلتا جایا کرتا تھا (مدح کرنے والوں کی مدح کو بغرض اظہار انکسار) اس شخص کی طرح لوٹا تا تھا جو کسی شے کا لینے والا ہو

---

[۱] ان میں سے بعض علوم و فنون کے بعض کتب رسائل کے اور بعض فضائل و اوصاف و خصائل کے نام ہیں کما لا یخفی علی المتفحص فلتنظر و فی حاشیۃ السمط ایضا تجد شعرا خطیرا من الحل و الشرح و الاظہار الحزو بلحا لا بالحسم بمعنی لتفاول و الاخبار بالغیب ۱۲ [۲] شارح [۲] المعی و الملمع (فسفکت وسف) ہوشیار و تیز ذہن ۱۲ منتہی الارب [۳] ھذر (رفف) ناکارہ و بیہودہ وروی تاب ۱۲ منتہی الارب [۴] تلوی، مڑا ہوا اور دوہرا ہو جانا [۵] نمرۃ (نکف) حلاوت عزت ۱۲ منتہی الارب [۶] تشاجی تمگین ہو جانا، حیاك، حیکان، حاك، بحیاك حیکانا اذا حرك منکبیہ، لوی تا فتن لوی راسہ والوی راسہ امال و اعرض و لوت الناقۃ ذنبہا و الوت بذنبہا اذا حرکتہا تلوی مڑنا۔ خم کھانا۔ منہ پھیر لینا، شدق (نفف) کنج دہن کی فراخی ۱۲ صراح و منتہی

مدح سننے اور قبول کرنے کو دل للچاتا تھا مگر مجبوراً کہنا پڑتا تھا کہ آپ کیا فرماتے ہیں میں کس قابل ہوں) اور اس شخص کی طرح لیتا (مدح کو قبول کرتا) تھا جو نہ لینا چاہتا جو مدح سنتا تھا مگر ظاہر یہ کرتا تھا کہ نہیں سننا چاہتا، رضامندی کے پردے میں غضبناک ہوتا تھا اور غیظ و غضب کے لباس میں رضامند ہوتا تھا (یہ ظاہر کرتا تھا کہ اخلاقاً مدح سن رہا ہوں لیکن در اصل مجھے اپنی مدح سننا ناگوار ہے)، اترا اترا کر چلتا تھا[1] ۔ سٹاہانہ انداز اختیار کرتا تھا۔ خود رائی کرتا تھا اکڑ اکڑ کر چلتا تھا۔ فاجرہ عورتوں کی باتیں کیا کرتا تھا۔ بھونڈے[2] لوگوں میں رہتا تھا اور باوجود ان باتوں کے وہ یہ گمان کرتا تھا کہ اس کے عیوب اخلاق کے پرکھنے والوں اور حالات کے جانچنے والوں[3] پر پوشیدہ ہیں۔ اس کو اس امر نے کہ اس کا دوست اس پر اعتماد اور بھروسہ کرنے لگتا تھا اور اس کے متعلق ناصح کی بات کم سنتا تھا اور اسی نے خراب کر دیا تھا اور اس کے ناز و نخرہ[4]، غصہ میں جلد بازی خود پسندی لوگوں پر تغلب۔ چھوٹوں بڑوں کو حقیر سمجھنے اور آنے جانے والوں کے ساتھ بدی سے پیش آنے کو زیادہ کر دیا تھا المختصر اس کی خرابیاں کثیر اور اس کے عیوب بہت ہیں لیکن تمول تمام عیوب کو چھپا لیتا ہے[5]

(۱-۲) لو مجھے چھوڑدے کہ مالداری میں کوشش کروں (زوجہ سے خطاب ہے) اس لئے کہ میں دیکھتا ہوں کہ سب سے زیادہ برا سب سے دورا اور سب سے ذلیل مرد فقیر و محتاج ہے۔ اگرچہ اس کو حسب[4] اور بزرگی حاصل ہو۔

(۳) اور ارباب مجلس اس کو دور کرتے ہیں[5] (مجلس میں شریک نہیں ہونے دیتے دور بٹھاتے ہیں) اس کی زوجہ اسے ذلیل سمجھتی ہے اور بچے بھی اس کو جھڑکتے اور سرزنش کرتے ہیں

(۴) اور مالدار کو تو جبکہ اسے غصہ آرہا ہو ایسا پائیگا۔ کہ ڈر کے مارے) اس کے ساتھی اور دوست کا دل اڑا جاتا ہوگا۔

لہ تھالک، عورت کا خماں چماں چلنا۔ تفتک آپ ہی آپ بغیر مشورہ و صلاح کام میں داخل ہونا۔ تمائل مڑتے مڑتے چلنا سماجۃ (فضنف) زشتی بھونڈاپن ۱۲ منتہی صراح ٢ جبابذۃ جمع جھبذ (کسک) عقلمند باتوں کو پرکھنے والا ٣ دلال (ففس) ناز نزق (فف) غصہ کیوقت شتابی و جبکی کرنی" عجب (صس) خود پسندی" آندراء (کسکفسم) دور سے روکا آنا" ازدراء (کسکفسم) کسی کو حقیر سمجھنا" جبہ (فس) پیشانی پر مارنا" بدی سے پیش آنا۔ کسی پر نامناسب بات ڈالنی ۱۲ منتہی الارب

٤ حسب (فف) نسب کے لحاظ سے بزرگی۔ خیر (کس) بزرگواری و کرم ۱۲ منتہی الارب

٥ اقصاء دور کرنا۔ ندی مجلس دن کی یا مجلس جب تک کہ اس میں لوگ مجتمع ہوں حلیلہ" جورو۔ زن ہم منزل" نہر" سرزنش کرنی۔ جھڑکنا منتہی الارب۔ قولہ تعالے اما السائل فلا تنھر ۱۲

(۵) اس کے عیوب کم معلوم ہوتے ہیں۔ حالانکہ زیادہ ہوتے ہیں اس لئے کہ مالداری عیوب کو چھپا لیتی ہے ؛

اس نے کہا کہ ان صفات کے ہوتے ہوئے اس کے امور کیسے تمام ہوتے تھے۔ تو میں نے کہا کہ بخدا اگر بیوقوف بڑھیا اور احمق[1] لونڈی اس کی قائمقام کر دی جائے۔ تو امور اس طریقہ پر رہیں گے، اس لئے کہ وہ اس امر سے بےخوف تھا کہ اس سے یوں کیا جائے۔ کہ تو نے کیوں کیا اور کیوں نہیں کیا"۔ اور یہ ایسا امر ہے۔ جس کا بادشاہوں کے خادموں میں سے کسی کو اتفاق نہیں ہوا۔ مگر ایک مناسب حد تک اس کے درست ہروی نے اس کو قابل دائگی اموال اور ایسے امور کی بابت نصیحت کی۔ جس میں اس نے غور و فکر نہیں کیا تھا (اس طریقہ سے) کہ اس کے پاس ایک رقعہ پھینکدیا[2]۔ اس نے اس امر کو معلوم کیا۔ جو اس میں درج تھا اور معاملہ[3] اٹھانے والے کو گلا گھونٹ کر قتل کر دیا۔ صاحب مذہب وعیدیہ کا پابند تھا۔

اس کے اصحاب میں سے ایک شخص معتبر نے مجھ سے کہا کہ بسا اوقات اس نے کسی امر میں غلط حکم لگانا شروع کیا۔ تو اس کی قسمت[4] نے اس امر کو صحیح پلٹ دیا۔ یہاں تک کہ یہ حکم بذریعہ وحی معلوم ہوتا تھا۔ خداوند عالم کے بھید اس کی مخلوق کی ترقی و تنزل کے وقت پوشیدہ ہوتے ہیں اور اگر امور عالم (بندوں کی) رائے اور عقل کی منتضی کی بنا پر جاری ہوتے۔ تو خداوند عالم سرراہ چبوترہ[5] پر معلم بن کر بیٹھتا (تب ساری دنیا اس سے خوش رہ سکتی تھی) اس لئے کہ معلم انسان کو تعلیم[6] و تدریس میں کلام وسیع و واضح کر کے، پسندیدہ تقریر کر کے (متعلم کو) حقیر سمجھ کر اپنے بڑا سمجھ کر

---

[1] پلھا، مؤنث ابلہ (رہ، رغنف) احمق ہونا۔ کام میں اُستادی اور اناڑی پن کرنا ۱۲ منتہی الارب [2] یا ج دیوار اور ہر وہ چیز جس سے کسی کو احاطہ کریں ۱۲ منتہی الارب [3] قذف (ض) پتھر پھینکنا ۱۲ منتہی الارب [4] رافع والی کے پاس قصہ اٹھا لے جانے والا، خنق گلا گھونٹنا ۱۲ منتہی الارب [5] جد (فت) بخت و نصیب ۱۲ منتہی الارب

[6] مصطبہ (کغنف) چبوترا ۱۲ منتہی الارب [7] تخریج "علم و ادب میں کسی کو راہ پر لے آنا اور اس کو بنا لینا تفہق (تفسق) سخن میں فراخی کرنی۔ دہن کو سخن سے پُر کرنا۔ تشدق بہ تکلف خوش تقریری کرنی" منتہی الارب۔ اس تقریر کا مطلب صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ صاحب کافی الکفاۃ کا کینہ طبیعت درشت مزاج۔ خود پسند متکبر اور صاحب اخلاق ذمیمہ عادات ہونا اور پھر زمانہ کا اس سے اس درجہ موافقت کرنا اور اس قدر اس کی ترقی ہو جانا یہ سب اسرار خدا اور مقدرات مخفیہ ہیں۔ ورنہ اس کی غلط رائے خود بخود صحت کی طرف کیوں پلٹ جایا کرتی۔ کما فی اول الجملہ

صد ۱۳۶

کلام کو لوٹا لوٹا کر اور اول سے شروع کر کر کے (ہر طرح) سمجھا سکتا ہے۔ اور یہ ایسی صورتیں ہیں کہ جو بچوں کو پسند بھی آتی ہیں وہ متعلمین سے متنفر نہیں ہونے پاتے۔ اور اس طرزِ عمل کی وجہ سے ان کی فرحت و شادمانی پڑھنے، یاد کرنے اور روایت و درس ان کی پابندی اور حرص کا سبب ہوتی ہے

یہ قول الصاحب کے متعلق صاحب امتاع کا ہے۔ اور جو کچھ الصاحب کے اخلاق حمیدہ کے متعلق میں نے بعض کتب میں پایا ہے وہ یہ ہے۔ کہ اس نے ایک روز گنے کا رس منگایا۔ تو اس کے پاس ایک رس کا پیالہ لایا گیا۔ جب اس نے اس کے پینے کا قصد کیا۔ تو اس کے بعض خواص نے کہا کہ تم نہ پیو۔ اس لئے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے الصاحب نے اُن کو کہا۔ کہ تمہارے قول کی صحت کی کیا دلیل ہے۔ کہا کہ تم اس کا اس شخص پر تجربہ کرو کہ جس نے وہ تمہیں دی ہے (ساقی مراد ہے) الصاحب نے کہا کہ میں اس کو جائز و حلال نہیں سمجھتا۔ پھر اُن خواص نے کہا۔ کہ، مرغی پر اسکو آزماؤ (الصاحب نے) کہا کہ حیوان سے تمثیل لینا جائز نہیں، اور پیالہ میں جو تھا اُس کے گرادینے کا حکم دیا۔ غلام (ساقی) سے کہا۔ کہ میرے پاس سے چلا جا۔ پھر میرے گھر نہ آنا اس کا کھانا مقرر کیا اور کہا۔ کہ شک سے یقین کو نہ توڑا کرو اور کھانا بند کرنے کی سزا دینی کمینہ پن[2] ہے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ ایک شخص الصاحب کے پاس آیا جس کو وہ پہچانتا نہ تھا۔ الصاحب نے اس سے کہا کہ (تو) کس کا باپ ہے۔ اس شخص نے یہ شعر پڑھا ؎

نام لفظوں میں اور کنیتوں میں تو متفق ہو جاتے ہیں لیکن عادتیں اور طبیعتیں نہیں مل جُل سکتیں ٭

الصاحب نے اس سے کہا کہ ابوالقاسم! بیٹھ جاؤ (الصاحب کی کنیت بھی ابوالقاسم تھی اُسی کی طرف شاعر کے قول کا اشارہ ہے) وہ اپنے ہم نشینوں سے کہا کرتا تھا۔ کہ ہم دن میں بادشاہ ہیں اور رات کو بھائی، ابوالحسن نحوی نے بیان کیا ہے کہ ایک ایک مکہ کا رہنے والا جو گم شدہ[2] شے کا پتہ لگانے میں ماہر تھا۔ صاحب کا پُرانا ساتھی اور خدمتی تھا۔ اس نے بارہا الصاحب کے ساتھ بُرا سلوک کیا تھا۔ اور الصاحب اس سے درگذر کر جاتا تھا۔ جب اس نے بہت زیادہ ایسا کیا۔ تو الصاحب نے اس کے قید کر دینے کا حکم دیا۔ اس کو قید خانہ میں قید کر دیا گیا یہ قید خانہ الصاحب کے قریب ہی تھا۔ اتفاقاً الصاحب ایک روز اپنے گھر کے کوٹھے پر چڑھا

---

[1] نذالۃ (ففسف) نذولۃ (ضفضف) فرومایہ اور کمینہ ہونا ۱۲ منتہی الارب

[2] انشاد، گم شدہ کے نشانات بیان کرنے یا دریافت کرنے لغات اضداد سے ہے ۱۲ منتہی الارب

اور نیچے قید خانہ کی طرف دیکھنے لگا[1]۔ تکی نے اسے آواز دی۔ الصاحب متوجہ[2] ہوا۔ تو اس کو بد ترین عذاب میں مبتلا دیکھا۔ الصاحب ہنسا اور کہا۔ کہ تم اسی[3] میں ذلیل پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔ پھر اس کی رہائی کا حکم دیا۔

کتاب اخلاق الوزیرین مولفہ ابو حیان توحیدی (میں اس کے مؤلف نے کہا ہے کہ ابو حیان کے حالات ابن عباد کے ساتھ ابو حیان کے حالات میں آئینگے"۔ اور اس کے علاوہ واقعات کتاب مذکور) میں سے یہ ہیں کہ ابو حیان نے ابن عباد کے پاس رہنے جانے کا قصد کیا۔ تو اس سے اس کو کچھ کھانے پینے کے لئے نہ مل سکا۔ اور اس کی مذمت کرتا ہوا لوٹا نہ ختم ہونے والی بدی[4] اور ارباب کرم کے عیوب بیان کرنا ابو حیان کی خلقت و طبیعت میں داخل تھا۔ اس نے ابن عباد سے آنکھ چرا لینے کی کوشش کی۔ لیکن ابن عباد کے فضائل ابو حیان کو اس کی مدح اور اظہار کمالات کی طرف ہی کھینچتے تھے۔ چنانچہ ابو حیان کا اس کی مذمت کرنا مدح ہو گیا۔ اسی قبیل سے اس کا وہ قول ہے۔ جو اس نے ابن عباد کی عیب چینی کے درپے ہونے سے عذر و معذرت کے بعد کہا ہے کہ پہلی وہ بات جو میں اس قسم کی کہتا ہوں وہ وہ ہے۔ جس کو میں اس کی وسعت کلام فصاحت زبان، قوت قلب[5] اور شدت قوت کی دلیل قرار دیتا ہوں (الخ) اگرچہ اس کے ضمن میں وہ بات ہے جو اس کی حماقت، تذبذب، شکستگی قصد[6]، ضعف طاقت سستی عقل اور پیمان و رائے کی نقض و پریشانی پر دلالت کرتی ہے (یہ اس نے اس وقت کہا تھا)، جبکہ الصاحب عضد الدولہ کے دربار سے جدا ہونے کے بعد ۳۶۹ھ میں ہمدان سے لوٹا تھا۔ لوگوں نے رَے اور اس کے قرب جوار سے اس کا استقبال کیا اور مقام ساوہ میں جمع ہو گئے الصاحب نے ان میں ہر ایک کے لئے ایک کلام تیار کیا تھا جس کے ذریعہ سے اسے دیکھ کر وہ (کلام والا) اس سے ملاقات کرے"۔ پس سب سے پہلے

۱۳۸ھ

---

[1] اشراف مصدر افعال اوپر سے نیچے کو دیکھنا ۱۲ منتہی الارب [2] اطلاع (کتکفس) واقف ہونا متوجہ ہونا ۱۲ منتہی الارب [3] هذا قوله تعالی ففیه استنباط وکذلك قوله فاطّلع فرآہ فی سَوَاءِ الجحیم ۱۲ [4] غرام (فنس) بدی جو متصل پیوستہ ہو۔ ثلب (فس) عیب ثلاّب (کفنس) عیب بیان کرنا ثلب (نکس) عیب دار آدمی۔ ثلوب (صغفس فغفس) آدمیوں کے عیب بیان کرنیوالا آدمی جبل (فس) پیدا کرنا جبلۃ (کسف) اصل پیدائش طبیعت (ففف) کک (صفتنف) اصل (ففنف) کک (کلکتف) پیدائش طبیعت اصل ۱۲ منتہی الارب [5] جاش (فس) قلب "منۃ (ضتنف) قوت و توانائی ۱۲ منتہی الارب [6] مریرۃ (کسف وکتکسف) عزیمت و قصد" انتکاث رسی اور عہد کا ٹوٹا ہوا ہونا۔ ایک حاجت سے دوسری حاجت کی طرف پھر جانا" (کاکۃ سست رائے، عقد پیمان و رائے ۱۲ منتہی الارب

قاضی ابوالحسن ہمدانی قریہ اسدآباد سے صاحب کے قریب آیا۔ صاحب نے کہا کہ اے قاضی جب میں تم سے جدا ہوا تھا تو مجھے تم سے ملنے کا شوق نہ تھا اور نہ جب تم مجھ سے جدا ہوئے تھے تو تمہیں مجھ پر شیفتگی[1] و فریفتگی تھی۔ البتہ تمہارے بعد مجھے ایسی مجلسیں ملیں جو تمہیں چاہتی تھیں، تمہیں ترجیح[2] دیتی تھیں اور تمہیں پسند کرتی تھیں۔ اگر ان مجلسوں والوں میں[3] میرے پاس موجود ہوتے۔ حالانکہ میں اپنے اظہار کمال[4] زبان۔ جلت پھرت اور دلیل کی وجہ سے ان پر سربلند ہو گیا تھا۔ تو تم حسان بن ثابت کے اشعار پڑھتے جو انہوں نے ابن عباس کی شان میں کہے ہیں وہ یہ ہیں۔ ؎

(۱) جب ابن عباس تمہارے سامنے آئیں گے، تو تم ان کے لئے ہر مجمع میں فضل دیکھو گے۔

(۲) جب وہ کچھ کہتے ہیں تو ایسے (مسلسل و مربوط) چیدہ فقرات[5] کی وجہ سے جن میں تم بے ربطی نہ دیکھو گے۔ کسی کہنے والے کے لئے کوئی بات نہیں چھوڑتے (سب کچھ کہہ جاتے ہیں۔ قادرالکلامی کی مدح ہے)

(۳) وہ کافی ہوئے اور اس مرض کو جو لوگوں کے نفوس میں تھا شفا دی اور کسی اہل عقل[6] یا متمنی کلام کے لئے کلام میں متبین و غیر متبین پہلو کو نہیں چھوڑا۔

(۴) (اے ابن عباس) تم بغیر مشقت بلندی پر چڑھ گئے اور ایسے حال میں کہ نہ ضعیف حقیر تھے اور نہ سست و کینہ بلندی کی چوٹی تک پہنچ گئے۔

اور اے قاضی! اگر وہاں ہوتے تو اتم ایک دوسرے شاعر کا قول بھی یاد کرتے اور اسے پڑھتے کہ اس نے اس شخص کی بابت کہا ہے۔ جو میرے کھڑے ہونے کے مقام میں کھڑا ہوا میری طرح اس نے کسب[7] کمال کیا۔ میری طرح اس نے تصرف کیا۔ میری طرح وہ پلٹا اور میری طرح ہی اس نے چلو[8] میں پانی لیا یعنی میرا ہمسر اور ہم مرتبہ تھا وہ کہتا ہے کہ ؎

(۱) جب وہ کچھ کہتا ہے۔ تو کسی کہنے والے کیلئے کوئی قول نہیں چھوڑتا۔ (سب کچھ کہہ دیتا ہے) اور اس قدر قادر الکلام ہے کہ، عاجزی کی وجہ سے کہیں نہیں رکتا اور ہذیان[9] سرائی میں زبان کو نہیں چلاتا

(۲) وہ جب[10] چاہتا ہے بولنے میں زبان کو گردش دیتا ہے۔ اور شکاری جانور کی طرح اپنے

---

[1] وجد شیفتگی ۱۲ منتہی الارب [2] اخفاء مصدر رکسی کو دوسرے پر زیادتی دینی ۱۲ منتہی الارب [3] تبیان ظاہر آشکارا کرنا ۱۲ منتہی الارب [4] انقاط وانہ چیدن دسخن چیدن صراح ومنتہی "پس مراد از ملتقطات کہ جمع مونث سالم ملتقطہ ست فقرات جملات چیدہ اے ملفوظہ وپسندیدہ باشد [5] اربۃ رکسف) عقلمندی حاجت ۱۲ [6] تصرف دفس) اہل وعیال کیلئے کسب کرنا ۱۲ منتہی الارب [7] اغتراف چلو میں پانی لینا ۱۲ منتہی الارب [8] ھجر (ضس) بری اور بیہودہ بات ۱۲ منتہی الارب [9] انتحاء قصد کرنا میل کرنا، صقر، باز، شاہین، شکرا شکاری جانور ۱۲ منتہی الارب

پہلوؤں میں نظر کرتا ہے (اس کی بیدار مغزی اور ہوشیاری کی طرح ہے) ؛
اور (اے قاضی) میں نے عضد الدولہ کے سینہ میں وہ چیز ودیعت رکھ دی ہے جو
میری جانب اس کی توجہ کو دراز کرے گی۔ اور میری جدائی کے افسوس کو بڑھا دیگی۔ مجھ سے
اُس نے وہ بات دیکھی۔ کہ اس کی مثل اس نے قبل نہ دیکھی تھی اور نہ بعد میں اس کو اس کی شکل
نظر آئے گی۔ وہ خدا قابل ستائش ہے۔ جس نے مجھے اس کے پاس اس چیز کی بنا پر بھیجا جو
دوستوں کے لئے خوش کن تھی۔ اور اس چیز کی بنا پر اس سے جدا کیا۔ جو دشمنوں کے لئے
رنجیدہ تھی (دونوں جگہ فضائل و کمالات مراد ہیں) کہو قاضی دل کا کیا حال ہے مجلس اور
درس کی کیا کیفیت ہے (تمہارے سامنے لوگوں کی) عرض معروض کی اور (تمہارے) حشم و
خدم کی کیا حالت ہے (تمہاری طرف لوگوں کا رجوع کیا ہے اور تمہاری شان و شوکت کیسی
ہے)! صاحب اپنے جوش و ہیجان، سخت غیظ[1] و غضب، شدت جنون اور آپے سے
باہر ہو جانے کی وجہ سے اس ہذیان سرائی کو نہیں چھوڑتا تھا۔ اور قاضی ہمدانی ایسے
تھا جیسے چوہا بلی کے سامنے وہ (قاضی) زار و نزار[2] (حقیر و ذلیل ہو رہا تھا۔ اور ذلت و
حقارت کے سبب سے اس کی کوئی سانس بغیر گھٹن اور کھنچن کے اوپر نہ آتی تھی۔ یہ سب کچھ
صاحب کے تکبر کے سبب سے تھا۔ پھر صاحب نے زعفرانی رئیس اہل الرائے کی طرف
دیکھا اور کہا کہ اے شیخ تمہاری بقا نے مجھے مسرور کیا۔ اور تمہارے رنج و الم نے مجھے
رنجیدہ کیا۔ مجھے تمہاری دشمنی اور اس خیال کی کیفیت معلوم ہوئی۔ جو تمہارے غرور[3] نے
تمہارے دل میں پیدا کر دیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میں زندہ نہ رہوں گا۔ یہاں تک کہ تمہاری
سرکشی تمہیں پر لوٹا دی جائے گی۔ میں یہ نہ سمجھتا تھا۔ کہ تم اس امر پر پیشقدمی کر بیٹھو گے
جس پر تم نے پیشقدمی کی۔ اور ارباب عدل و توحید سے اپنی عداوت کو یہاں تک پہنچاؤ گے
جہاں تک پہنچائی۔ میرے لئے تمہارے ساتھ انشاء اللہ ایک دن آئیگا۔ جس کے لئے رات

---

[1] احتدام غصے کی وجہ سے دانت پیسنے" خیال (فس) دیوانہ ہو جانا غلواء (ضففسم) سرکشی حد سے گذر جانا ۱۲ منتہی الارب [2] تضاؤل زار و حقیر ہونا۔ قماء (فس) قماۃ (ضسف) قماءہ (نفف) قماء (ضس) ذلیل و خوار و حقیر ہونا ۱۲ النزع (فس) ایک چیز کو اس کی جگہ سے کھینچ لینا اور اکھاڑ لینا یقال ہو فی النزع یعنی وہ حالت جاں کنی میں ہے و نزع یدہ یعنی اس نے اپنا ہاتھ جیب سے نکالا ۱۲ منتہی الارب

[3] خیلاء (ضففسم) تکبر و غرور ۱۲ منتہی الارب

ہوگی۔اور رات آئیگی۔جس کے لئے اور رات ہوگی اور (تمہارے لئے) ہلاکی[1] ہوگی۔جس سے وادیٔ جہنم متصل ہوگا۔اور بارش[2] ہوگی۔جس کے ساتھ سیلاب ہوگا۔اور کافر عنقریب جان لیں گے کہ عاقبت کا گھر (جنت) کس کے لئے ہے۔زعفرانی نے اس سے کہا کہ خدا ہمیں کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

پھر اس نے ابو طاہر حنفی کو دیکھا اور کہا کہ ایہا الشیخ میں نہیں سمجھتا کہ تم سے (تمہاری) شکایت کروں یا تم سے (زمانہ) کی شکایت کروں۔مجھے تم سے تمہاری شکایت تو یہ ہے کہ تم نے میرے پاس ایک حرف بھی لکھ کر نہ بھیجا۔گویا کہ ہماری آنکھ کبھی ملی ہی نہ تھی کبھی ہم میں محبت تھی ہی نہیں۔اور ہم کبھی ہم پیالہ ہوئے ہی نہ تھے۔اور تم سے زمانہ کی شکایت یہ ہے۔کہ میں نے آدمیوں کی تمہارے بعد ملامت[3] کی۔ان سے تمہارے عہد محبت کا ذکر کیا۔تمہاری محبت کو ان میں بیان کیا تمہارے چقماق سے ان کے سامنے آگ نکالی (تمہارے کمالات ظاہر کئے) اور تمہاری عجیب غریب حالات ان سے بیان کئے۔پس میرے شوق دلانے سے وہ تمہارے مشتاق ہوئے۔تمہارے صدق وصفا پر میرے روشنی[4] ڈالنے کی وجہ سے انہوں نے تم کو دوست باصفا خیال کیا "میرے (تمہاری ذات کو) آراستہ و پیراستہ اور مزین کرکے بیان کرنے کی وجہ سے انہوں نے تمہاری مدح وثنا کی۔اور احباب کا طرز عمل یہی ہوتا ہے۔جبکہ سواریاں ان کو دور[5] کردیں۔(ایک دوسرے سے جدا ہوجائیں) ان کے چوپایوں سواریوں) کی تیز رفتار بن سست ہوجائیں (مدت تک ملاقات نہ ہو) اور ان کے سینوں میں آتش اشتیاق بھڑکنے لگے (زمانہ کی شکایت اس وقت یہ ہے کہ جب ان احباب سے تمہارے کمالات واوصاف بیان ہوئے۔اور وہ تمہارے مشتاق ومتمنی ہوئے تو تم نہ تھے

---

[1] تبور (منفس) ہلاکی۔عذاب۔زیان "ویل (فس) جہنم میں ایک وادی کا نام ہے" یا ایک کنواں ہے یا ایک دروازہ (اللّٰھم نعوذ بک منہا) منتہی الارب [2] قطر (فس) مینہ و جمع قطرہ معروف فسن التوجمتین الاُولی آولی ۱۲ [3] ذمّم (فت) ملامت کرنی " قدح (فس) آتش زنہ سے آگ نکالنی آتش زنہ پر چقماق مارنی تاکہ آگ نکلے "زند" (فس) چقماق کا لوہا ۱۲ منتہی الارب [4] ترویق ۱۲ ایک چیز کو گھس کر صاف کرنا شراب وغیرہ کو صاف وروشن کرنا۔استصفاء کسی کو دوست خالص اور برگزیدہ سمجھنا تنمیق۔کتابت میں خوبی پیدا کرنا سنوارنا ایک چیز کو منقش کرنا۔توریق۔درخت کا برگ آور ہونا۔یہاں فضائل وکمالات کی آرائش وزینت مراد ہے ۱۲ منتہی الارب۔ [5] نامی (فس) دور ہونا فبالبادہ تعدیۃ (اضطرام۔آگ کا بھڑکا ہوا ہونا ۱۲ منتہی الارب

یہ گردش روزگار ہے) پس تمام تر ستائش اللہ کے لئے ہے۔ جس نے پھر شاخوں[۱] کو مجتمع پراگندگی کو بہم۔ دلوں کو بآرام اور خواہشوں کو فراہم کردیا۔ ایسی ستائش جو زیادتی نعمت سے متصل ہو جیسے کہ سرداروں کی قریب و بعید کے غلاموں کے ساتھ (نعمت زیادہ کرنے کی) عادت ہوتی ہے۔

پھر الصاحب بن قطان قزوینی حنفی کی طرف ملتفت ہوا اور یہ دانا و ہوشیار علماء میں سے تھا۔ صاحب یونہی جھوٹ کہنے لگا کہ اے شیخ میں (حالت خواب تو درکنار) حالت بیداری میں بھی تمہارا خواب[۲] دیکھتا ہوں۔ اور میں تمہارا نگران رہتا ہوں نہ کہ نگہبان و پاسبان (نگہبان (غایت یاد آوری اور نہایت اعزاز کی طرف اشارہ ہے یعنی میں ہر وقت تمہیں یاد کرتا ہوں اور تمہارا میرے نزدیک یہ مرتبہ ہے کہ میں ہی نگہبانی و پاسبانی کا کام کرتا ہوں نہ کہ خادم) اس لئے کہ تم میرے انتہائی مرتبہ اور نصیبہ کے مالک ہو۔ بخدا میں نے تمہارے بعد لعاب دہن نہیں نگلا مگر غم اور گھٹن[۳] کے ساتھ میں تمہارے بغیر کوئی راستہ نہیں چلا۔ مگر تکلیف[۴] الم کے ساتھ اور میں نے خوش طبع اور عقلمند لوگوں[۵] کا کوئی بازار (مجمع) نہیں دیکھا مگر عارضی طور پر۔

اور الصاحب نے قاضی عیسا باذی سے کہا کہ اے قاضی کیا تمہیں یہ امر خوش کرتا ہے کہ میں تمہارا مشتاق رہوں اور تم میری جانب سے مطمئن اور تسلی میں رہو میں تم سے سوال کروں اور تم مجھ سے علیحدہ[۶] رہو میں تم سے خط و کتابت کروں۔ اور تم تغافل کرو۔ میں تم سے (اپنے خط کا) جواب طلب کروں اور تم کاہلی کرو۔ یہ ایسی بات ہے کہ جس کا میں صاحب خراسان کی طرف سے بھی متحمل نہیں ہوسکتا۔ اور اس جیسی امید مجھ سے شاہ بنی سامان بھی نہ کریگا۔ میں کب ہاتھ کے رومال کی طرح (ذلیل و حقیر) ہوسکتا ہوں۔ اور کب کسی کے لئے اس ذلیل و ہتک آمیز در پر آسکتا ہوں۔ اگر عذر کرکے تم (اپنے خیالات، عادت بیمروتی سے) اچھی طرح پلٹ گئے۔ (آئندہ کے لئے) گذشتہ تقصیرات کی معافی چاہی اور آئندہ کے لئے عہد و پیمان مروت و اطاعت کیا) تو خیر ورنہ ملامت کرنے میں تم پر خوب برسوں گا پھر تم کو کسی حالت میں بھاگنا ممکن نہ ہوگا۔

---

[۱] شعب (ضف) جمع شعبہ (صف) شاخ، روادع (ضک) تن آسان و آرمیدہ ۱۲ منتہی الارب [۲] حلم (ض) خواب دیکھنا کسی کو خواب میں دیکھنا۔ اشتمال اپنے پر پیٹنا کپڑے کو اشتمل علی سیفہ کپڑے کے نیچے کرلیا اس کو ۱۲ منتہی الارب [۳] اساغۃ، شراب کو ہضم کرنا جرض "تھوک (نہار منہ کا تھوک" غم میں تھوک نگل جانا گلے میں کھنا اٹک جانا ایسے کہ مرنے کے قریب ہوجائے" مضض "رفف (مصیبت کی سوزش جراحت کا درد والم۔ [۴] ظرف (ضفی) عقلمند دانا جمع ظریف عرب میں مکالمہ اور مشاعرہ کے لئے بازار ہوتے تھے کما ھو المشہور ۱۲ [۵] انسلال" ایک چیز میں سے پوشیدہ باہر نکلنا آہستہ آہستہ نکلنا ۱۲ منتہی الارب [۶] اندرا، دور سے روکا آنا

اور مجھ سے سرکشی واستکبار نہ کرسکو گے۔ مگر وبال اور تباہی[1] میں رہ کر۔

پھر ابو طالب علوی نمودار ہوا۔ الصاحب نے کہا۔ کہ اے شریف تم نے اپنی نیکیوں کو میرے نزدیک ہذیان بنادیا۔ پھر ان میں واہیات باتوں کا اضافہ کردیا۔ اور گزشتہ وآئندہ پر غور نہ کیا تم نے عہدو پیمان کو رائگاں کردیا اور وعدہ خلافی کی۔ تم نے منحوس کو حق اور رسعہ کو باطل ثابت کیا بعد اس کے کہ تم پیاسے[2] کے لئے پانی تھے (تلاش آب میں)، حیران و متردد کے لئے دہو کا ہو گئے۔ تم نے یہ سمجھ لیا کہ تم مجھ سے بیسر ہو گئے۔ اب مجھ سے کوئی کام نہیں رہا سب ابو چکے اور میرے بدلے دوسرے شخص کو اختیار کرلیا۔ افسوس کوئی مجھ جیسا کہاں ہوسکتا ہے یا میرا دامن مقام کرکوئی لغزش کرسکتا ہے یا کس کے لئے میرے دن کی مثل دن یا میری رات کی مثل رات ہوسکتی ہے ع آیا کوئی میرا عوض دیا جاسکتا ہے (میرا قائمقام ہوسکتا ہے) اگرچہ عوض بزرگ وجلیل ہو۔ میں اس زمانہ میں یکتا ہوں اور تم جو کچھ سن رہے ہو اسے جانتے ہی ہو۔ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں خدا قابل تسبیح ہے کہاں ہے وہ حق جسے ہم نے اس زمانہ میں مضبوط کیا تھا جبکہ (ہمارا) آفتاب (راحت وآرام) ڈھلنے والا زمانہ حملہ کر رہا تھا۔ کچھ میں نے کہا تھا اور کچھ تم نے کہا تھا۔ حال ہمارے درمیان میں بدل رہا تھا۔ خدا تیرے (ہم کو) رخصت اور وداع کرنے کی رات کو سیراب کرے۔ تو اپنی حالت میں ایسا تغیر کرتا ہے کہ جو دوستوں کو رنج دے (یعنی ان سے اجنبیت و بے مروتی بعد عہد و پیمان محبت) اور میں ایسی تدبیر اور فکر کرتا ہوں جو دشمنوں کو رنج پہنچائے۔ اور ہم اس جاہل وذلیل[3] کے خوف سے دراین کی طرف رخ کر رہے ہیں۔ جاہل ذلیل سے وہ ذوالکفایتین مراد لیتا ہے۔ جب کہ اس نے آلصاحب کو بعد اس کے کہ الصاحب نے۔ اس کے خلاف حاسدوں[4] کو بھڑکا دیا تھا۔ اور قریب تھا کہ اپنے نفس پر کوئی بلا لائے۔ رَے سے نکال دیا تھا اور یہ ایک وشیع[5] واقعہ ہے۔ جس کے ہم اس طرح در پے نہیں ہوتے جو اس کی بعینہ روایت کرنے سے مانع ہو اور شاید وہ اس کے بعد آئے گا۔

پھر الصاحب نے ابو محمد کاتب شروط کی طرف دیکھا۔ اور کہا کہ اے شیخ قابل تعریف ہے

---

[1] خبال (نفس) تباہی نقصان، رنج، ہلاکی ۱۲ منتہی الارب [2] حران (نفس) پیاسا مرد سراب (نفس)، نمائشی آب معروف ۱۲ منتہی الارب [3] مہین (نکس) ذلیل خوار سست۔ کم عقل۔ کم تمیز ۱۲ منتہی الارب [4] تالیب تحریض کردن حسود ۱۲ صراح [5] فرش یقال فرشہ امرہ اے اوسعہ ایاہ، صراح

وہ خدا جس نے ہمیں تیرے شر سے بچایا۔ تیری بدی[1] اور ضرر سے محفوظ رکھا۔ اور تیری لوٹ[2] مار اور گرمی سے ہم کو دور رکھا۔ تو نے ہماری طرف نقصان و مضرت کو چلایا۔ اور ہم پر چنگاری ڈال دی (فیح و حر کی ترتیب ہو گئی) حالانکہ ہم تیرے لئے حیس[3] کھانا بنانے میں (ہمدردی و محبت کی طرف اشارہ ہے) عقلمندی اور ہوشیاری کے ساتھ تیرا وصف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کی مثل ہرگز کوئی نہیں اور تو اس کے درمیان میں بدخلقی[4] کی اور طفلانہ ٹھلاوے کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے . . . .

اور اس نے ابن ابی خراسان فقیہ شافعی سے کہا۔ کہ اے شیخ تو نے ہمارا ذکر اپنی زبان سے ہٹا کر اپنے نسیان پر جاری کیا۔ تو اپنے دوستوں[5] اور بھائیوں پر نامہربان ہے اگر میں ہمیشہ سے اس چیز کی نگہداشت نہ کرتا جسے تو نے ضائع کر دیا۔ اور وہ چیز اپنی رعایت سے تجھ کو نہ دیتا۔ جس کو تو نے روک دیا۔ تو میرے تیرے درمیان پہلے ہی کوئی نئی بات پیدا ہو جاتی (خواہ وہ) اچھی ہوتی یا بُری۔ میں نے تجھ کو (اموال ناس کی) نگرانی کرتے ہوئے چھوڑا تھا (ان کے اموال سے) روزی حاصل کرتے اور جمع کرتے ہوئے پایا۔ اچھی بات کا حکم کرتے ہوئے چھوڑا تھا اور میرے پاس آیا۔ تو اس حال میں کہ تو خود عمل کا مرتکب ہے۔ رائے خطا[6] کر گئی۔ گمان باطل ہو گئی۔ اور امید چھوٹی ہو گئی۔ (یعنی تیرے متعلق جو کچھ میرا خیال اور گمان گزشتہ حالات کے دیکھتے ہوئے تھا۔ وہ سب غلط ہو گیا) کسی پہلے شخص نے کہا ہے ؎

آگاہ ہو جاؤ۔ کہ اکثر وہ شخص جن کو تم کھوٹا[7] اور خیانت دار سمجھتے ہو۔ تمہارے لئے ناصح ہوتے ہیں اور وہ کہ جو (تمہارے نزدیک اپنی عدم موجودگی میں قابل اعتماد معلوم ہوتے ہیں) تہمت[8] زدہ ہوتے ہیں ۞

پھر الصاحب نے شادیاشی کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے ابوعلی اب کیسا ہے اور پہلے کیسا تھا

---

[1] عرّ (نت) عرّہ (نتف) کسی کو بدی پہنچانی ۱۲ منتہی الارب [2] فیح بحر یفیح و فیّاح ای واسع و کذلک انہ جواد فیاح ای فیاض و فاحت لغارۃ ای تسعتا فیاح بکسر الحاء اسم للغارۃ و اناہ یوفیہ اناء ای اخرہ ۱۲ صراح [3] حیس، حیس کھانا بنانا اور حیس ایک قسم کا کھانا ہے جو اس طرح بنتا ہے کہ خرما کو روغن اور پنیر میں ملا کر گھوٹ لیتے ہیں اور خرما کی گٹھلیاں اس میں سے دور کر دیتے ہیں اور کبھی اس میں پنیر کے بدلے ستو ڈالتے ہیں۔ لبابۃ (نفسف) عقلمند ہونا۔ کیس (فس) عقل۔ طیبی۔ جواں مردی۔ ہوشیاری خلاف حمق ۱۲ منتہی الارب [4] "ویح" یزدی کے نزدیک ویل کی طرح کلمہ عذاب ہے اور "ویس" ایک کلمہ ہے جو لڑکوں کی راحت و اصلاح کے وقت مستعمل ہوتا ہے ۱۲ منتہی الارب و صراح [5] خدن (کس) یار اور دوست ۱۲ منتہی الارب [6] تغییل کسی کی رائے کا ضعیف ہو جانا۔ خطا کر جانا۔ تخییب باطل ہو پڑنا ۱۲ منتہی الارب [7] (غتشاش) ایک چیز میں کھوٹ اور خیانت کا گمان کرنا [8] ظنین (نکس) تہمت زدہ ۱۲

کہا۔ کہ مولانا سے

نہ میں یہ جانتا ہوں کہ میں کیسے تھا۔ اور نہ یہ جانتا ہوں کہ میں کیسے نہ تھا

الصاحب نے کہا کہ اے کمینہ[1] پاجی دُور ہو یہ (شعر) تیرا نہیں ہے۔ اور نہ یہ تیرے پاس نظم ہُوا ہے۔ یہ تو محمد بن عبداللہ بن طاہر کا ہے۔ اور اس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

(۱) تو نے (مجھے خط) لکھا ہے (جس میں) مجھے پوچھتا ہے کہ میں کیسے تھا۔ حالانکہ میں نے تیرے بعد کبھی رنج و غم سے ملاقات نہیں کی۔

(۲) نہ میں یہ جانتا ہوں کہ میں کیسے تھا۔ اور نہ یہ جانتا ہوں کہ میں کیسے نہ تھا

الصاحب یہ شعر پڑھ رہا تھا۔ اور اپنی گردن کو موڑتا جاتا تھا اپنی آنکھ کے ڈھیلے کو باہر نکالے[2] دیتا تھا۔ اپنے دونوں شانوں کی اطراف کو کودا رہا تھا۔ لوگوں پر حملہ کر رہا تھا اس طرح بڑھ بڑھ کر باتیں کر رہا تھا اور اس طرح اُن پر آ پڑتا تھا۔ کہ جیسے حملہ کرتے ہیں) اور مڑا جاتا تھا (سب اس کے وحشیانہ جوش و خروش کی طرف اشارے ہیں) گویا وہ ایسا شخص تھا جسے شیطان نے چھو کر خبطی بنا رکھا ہو۔ یہ الصاحب کے واقعہ استقبال کا آخر کلام ہے

ابوحیان نے کہا ہے۔ کہ فیرزان مجوسی ایک دن اُس امر کے متعلق جس کی بابت الصاحب نے اس سے بالمواجہ گفتگو کی تھی۔ دار الامان میں آیا تو الصاحب نے اس سے کہا کہ تو بڑا دلاور و پرکار، درشت آواز اور دلیر[3] ہے۔ کبھی ہشاش بشاش نہیں ہوتا۔ اور (شادمانی و خرمی سے) حصہ نہیں لیتا۔ فیرزان نے کہا کہ اے الصاحب میں جہنم سے بری نہ ہوں۔ اگر یہ سمجھتا ہوں۔ کہ تم کیا کہتے ہو۔ اگر تمہاری رائے یہ ہو۔ کہ مجھے گالیاں دو تو بعد اس کے کہ (مجھے یہ) معلوم ہو جائے (کہ تم کیا کہتے ہو) جو چاہو کہو۔ اس لئے کہ عزت و جان تم پر فدا ہیں نہ ہم اہل زنگ میں سے ہیں نہ اہل بربریں سے۔ تم ہم سے اس عادت کے موافق کلام کرو۔ جس پر عمل ہے۔ واللہ یہ تمہارے فارسی آباء کی زبان ہے اور نہ تمہارے ہم مذہب اہل سواد کی۔ ہم آدمیوں میں بہت ہے۔ اور اس طرز بیان کو ہم نے

[1] غروب (ضنفس) دور ہونا۔ ساقط، کمینہ ھابط من الھبوط بمعنی لسقوط اوپر سے نیچے اترنا ۱۲ منتہی الارب [2] مجوظ۔ آنکھ کا بڑا ہونا اور باہر کو نکل پڑنا۔ نزو برجستن۔ تشاول نیزے وغیرہ کے ساتھ حملہ کرنا۔ تخبط دیوانہ پن میں رکھنا کسی کو آسیب کا۔ منتہی الارب فیہ استنباط من القرآن الکریم [3] مجش (تنگت) دلاور پرکار مجش اجش مرد درشت آواز سحاب اجش الرعد و فرس اجش الصوت رجل مجش دلیر درشب صش و بش معروف امتشاش بہرہ یافتن از چیزے ۱۲ منتہی و صراح

نہیں سُنا۔ دیہ سُنکر الصاحب غصہ میں کھڑا ہو گیا۔ ابوحیان نے کہا ہے۔ کہ ابن عباد کے پاس جب کوئی شخص صاحب علم آتا تھا۔ تو وہ اس سے کہتا تھا یا اخی بات کرو۔ آرام کو کھل کر بیٹھ جاؤ۔ کشادہ رو ہو جاؤ، خوف نہ کرو اور مجھ کو ایسے مقام کے اندر سمجھو۔ جہاں چوہے[1] بہت ہوں۔ تم کو یہ حشم[2] و خدم۔ آنے جانے[3] والے اور نوکر چاکر، یہ مرتبہ اور چبوترہ یہ طاق[4] ایوان[5] یہ محفلیں اور فروش خوف زدہ نہ کریں۔ اس لئے کہ بادشاہ علم بادشاہ حکومت سے برتر ہے۔ لہٰذا اب تمہارا ڈر نکل جانا[6] چاہئے۔ اور تمہارا دل خوش ہو جانا چاہئے، جو چاہو کہو اور جو چاہو دیکھو تم ہمارے پاس انصاف، حاجت روائی، تحفہ دہی، نئی چیز[7] کی بخشش، عطا و دہش مقاربہ و موانستہ اور فائدہ رسانی ہی پاؤ گے (المختصر) کون ان باتوں کو یاد رکھ سکتا ہے۔ جو صاحب اس موقع پر بکواس کرتا تھا۔ اور جو کچھ اس میدان میں لمبی چوڑی تقریر کرتا تھا یہاں تک کہ جب یہ انسان اپنے تمام مزخرفات اور حیلے ختم کر دیتا تھا۔ اور وہ شخص اس کے ہمراہ معتبر آدمیوں کی طرح اندرون خانہ میں چلا جاتا تھا۔ تو الصاحب اس سے جھگڑا[8] کرنے لگتا تھا، اسے تنگ کرتا تھا اس کا مقابلہ کرتا تھا۔ اُس سے جدا اور بیگانہ ہو جاتا تھا۔ اس کے ساتھ بدرندگی پیش آتا تھا اور تیوری بدل کر (خادم سے) کہتا تھا۔ کہ اے غلام اس کتے کا ہاتھ پکڑ کر جیل خانے لے جا۔ اور اس کے کاندھے اور پیشانی پر پانسو کوڑے اور لکڑیاں مار کر داخل محبس کر دے۔ اس لئے کہ یہ دشمن و مخالف ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ یہ تسمہ[8] سے باندھ دیا جائے۔ یہ پست و کمینہ اور ذلیل ہے۔ بے حیا[9] کہتا ہے۔ اس کو میرے صبر و بردباری نے تعجب و غرور میں ڈال دیا۔ اس نے میری گمان کو خلاف کر دیا میں اسے مہذب و متین سمجھتا تھا۔ مگر یہ تو بڑا چھچھورا اور گستاخ نکلا) اور مجھے اپنے نفس کو ملامت کرنا پڑی۔ اور دیکھو نکر نہ ہو آخر) خداوند عالم نے لکڑی کو بیکار پیدا نہیں کیا (ایسے نامہذب اور گستاخوں کے پیٹنے کے لئے ہی ہے) پس وہ مصیبت زدہ اسی حالت سے اُٹھایا جاتا تھا اور سنی ہوئی بات بچشم دیدہ واقعہ کی طرح نہیں ہو سکتی۔ جو اس محفل میں نہیں آیا۔ اس نے مرتبہ

[1] مربعہ (فسقف)، جہاں چوہے بہت ہوں۔ منتہی الارب۔ معمولی، غیر ممتاز مقام مراد ہے ۱۲ [2] غاشیہ (فسکف) چاہنے والے جو تمہارے پاس آئیں۔ دوست۔ آنے والے ملاقات کرنے والے) حاشیہ (فسکتف) نوکر چاکر ۱۲ منتہی الارب [3] رواق (کفس) گھر خیمہ کی مانند یا سائبان ۱۲ منتہی الارب [4] طنفسہ ایک فرش ہے بفتح طاء و سکون نون ۱۲ منتہی الارب [5] ضاخ خوف کا نکل جانا اور آرام و قرار آنا ۱۲ منتہی الارب [6] اطراف کسی کا کسی کو بالکل نئی چیز دینی، تبس فائدہ دینا ۱۲ منتہی و صراح [7] مجاجہ جھگڑا کرنا ۱۲ [8] قد (کت) تسمہ ۱۲ منتہی و صراح [9] وقاح بے شرم، گناہ پر جری ۱۲ منتہی الارب

بلند اور مرد احمق[1] ہی نہیں دیکھا۔ ابوحیان کا بیان ہے۔ کہ ابوالفضل بن عمید جب الصاحب کو دیکھتا تھا تو کہتا تھا۔ کہ میرے خیال میں اس کی آنکھیں[2] پارہ سے مرکب ہیں۔ اور اس کی گردن دہانہ کاریز[3] سے بنائی گئی ہے (آنکھوں اور گردن کے خوب مٹکنے اور لچکنے کے سبب سے ان چیزوں کی طرف منسوب کیا) اور وہ سچ کہتا تھا۔ اس لئے کہ الصاحب فاسقہ و فاجرہ اور بیباک و شوخ[4] عورت کی طرح خوب مٹکنے لچکنے والا بہت زیادہ ناقص العقل اور بل کھانے والا اور بہت زیادہ اکڑا مکڑ والا تھا۔

ابوحیان کہتا ہے۔ کہ مجھ سے ابوبکر جربا ذقانی کاتب نے بیان کیا۔ جو الصاحب کے گھر کا کاتب تھا۔ کہ ہمارے الصاحب کی گرمی چشم کے متعلق یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جو بات اسے معلوم نہ ہوتی تھی۔ اس میں وہ چپ نہ رہتا تھا۔ اور جس کام کو تمام و کمال طریقہ سے نہ کر سکتا تھا۔ اس سے اپنے نفس کو محفوظ نہ رکھتا تھا۔ اور گمان کرتا تھا۔ کہ اگر وہ خموش رہا۔ تو اس کا نقص سمجھ لیا جائیگا۔ اور اگر کوئی دہوکا اور فریب[5] کیا۔ تو یہ روا ہوگا چھپ جائیگا اور پوشیدہ رہیگا۔ اور وہ یہ نہ جانتا تھا۔ کہ یہ دہوکا دہی (لوگوں کو) حقیقت حال کے جاننے پر حریص[6] بنا دینے کا راستہ ہے۔ کہنے والے نے سچ کہا ہے۔ کہ فریب دینے والا (اس شخص سے جسے فریب دینا چاہتا ہے) یہ کہا کرتا ہے کہ مجھے اپنے قابو میں کرلے پھر دل کھول کر دھوکا دیا کرتا ہے۔ ابوحیان کا بیان ہے کہ میں نے اس سے (ابوبکر سے) کہا کہ تم کو اس معاملہ تک کس چیز نے پہنچایا۔ تو کہا۔ کہ ابھی ایک دن الصاحب نے مجھ سے کہا۔ کہ اپنا حساب اٹھا لے۔ اس لئے کہ تو نے اس میں تاخیر اور کوتاہی کی۔ اور معاملہ ملک میں حکام اور لشکر و رعیت اور شہروں کے انتظام میں اور اس بار میں جو مجھ پر حکومت کے متعلق ہے اور شہر[8] کی حفاظت میں اور اطراف بعیدہ و قریبہ کے حالات[9] معلوم کرنے میں زبان علم، رائے۔ تدبیر۔ بست و کشاد تجسس اور جانچ[10] پڑتال کے ساتھ میری مشغولیت کو اور

---

[1] رقیع (کس) احمق ۱۲ منتہی الارب [2] زئبق پارہ، لولب (ضعف) دہانہ کاریز کہ تنگی کے سبب جریان کے وقت پھرے اور اس کا گرداب تحدیب کوزہ کی مانند ہو جائے ۱۲ منتہی الارب [3] ماجن شوخ و بیباک منتہی الارب [4] تفلک (مفتص) یقال فلان ینفلک جبکہ اس میں سخاوت سے روک ورما سکنہ ہو تفعل نافعہ ہو جانا ۱۲ منتہی الارب [5] تمویہ خبر پہنچی ہوئی کے برخلاف خبر دینی تلبیس کرنی ۱۲ منتہی الارب [6] اغراء حریص کر دینا ۱۲ منتہی الارب [7] حد و (فس) جلی (کفسم) حد الصفسم اونٹوں کو ڈانٹنا اور راگ گا کر ان کو ہانکنا برانگیختہ کرنا منتہی الارب [8] والا ظہر ہا اک ۱۲ [9] بیضہ وسط شہر ۱۲ منتہی الارب [10] مشارفہ ایک چیز پر مطلع ہونا ۱۲ منتہی الارب [11] نفض (فس) مکان میں جو کچھ ہے اسے دیکھنا تاکہ پہچان لے ۱۲ منتہی الارب

اس فکر کو جو اموال ظاہرہ و باطنہ کے متعلق میرے قلب پر ہے غنیمت[1] فرصت جاننا۔ میری جان کی قسم یہی دو جوابات تم کو) تاخیر حساب وغیرہ کی طمع دلانے والی ہیں۔ اور میرا حساب سے دُور رہنا ہی (تم کو تعویق و تقصیر پر) برانگیختہ کرنے والا اور خرابی و فساد کا ابھارنے والا ہے۔ خدا تجھے عافیت بخشے۔ اس طرح تفصیل ابواب کے ساتھ حساب مرتب کرتے ہیں جلدی کر۔ جس میں میرا خانگی کاروبار اور آمد و خرچ کا حساب واضح طور پر درج ہو۔ ابوحیان کا قول ہے کہ) میں نے ابوبکر سے کہا۔ کہ یہ سب کچھ اس کے اس قول کے سبب سے تھا کہ حساب اس طرح (مرتب کر کے) لاؤ۔ جیسے ہمیں منظور ہے۔ ابوبکر نے کہا۔ کہ ہاں بخدا واقعات اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ میں نے ان کو مختصر بیان کیا ہے۔ غرض اس کے بعد میں چند روز اس سے جدا رہا۔ اور اس کے قاعدہ و قانون اور ایسے طریقہ پر حساب لکھا جو اس کے اہل میں رائج تھا اور اس کے پاس لے گیا۔ اس نے اس کو میرے ہاتھ سے لے لیا۔ اور جلدی جلدی بے پوچھے سوچے اس پر ایک نظر دوڑا کر اسے میری طرف پھینکا اور کہا کیا یہ حساب کتاب ہے۔ کیا یہ تحریر ہے۔ کیا یہ تقریر ہے کیا یہ تفصیل و تحصیل ہے۔ واللہ اگر میں نے تجھ کو اپنے گھر میں پرورش نہ کیا ہوتا، تیری تادیب و تربیت میں شب و روز مشغول نہ رہا ہوتا۔ تیری حرمت و رعایت (اپنے) بچوں کی سی نہ ہوتی اور مجھے تیرے آباؤ اجداد کا خیال لازم نہ ہوتا۔ تو سارا طومار تیرے منہ میں ٹھونس دیتا اور تجھ کو روغن نفط[2] اور قار سے جلا دیتا۔ اور تیرے ذریعہ سے ہر کاتب اور محاسب کو تادیب کرتا۔ تجھے سزا دیکر اوروں کے لئے ذریعہ ادب اور باعث نصیحت بناتا اور تجھے ہر حاضر و غائب کے لئے آلہ عبرت[3] قرار دیتا۔ کیا مجھ جیسے شخص کو فریب دیا جا سکتا اور اس کے مال کی طمع کی جا سکتی ہے۔ حالانکہ میں حساب و کتاب ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ بخدا میں رات کو نہ سوؤں گا۔ جب تک کہ عراق کے معاملات اور اطراف مملکت کی آمدنی کو نہ سمجھ لوں گا۔ کیا تجھ کو اس امر نے میری طرف سے دھوکے میں ڈال دیا۔ کہ میں نے تیری رسی ڈھیلی کر دی۔ تیری برائی کو چھپایا اور

---

[1] انتہاز غنیمت گننا فرصت پانا ۱۲ منتہی الارب ایلاع حریص کرنا۔ برانگیختہ کرنا ۱۲ منتہی الارب

[2] نفط ایک روغن ہے کہ ولایت شیروان کی بعض زمینوں میں حاصل ہوتا ہے سفید و سیاہ ہوتا ہے۔ قار بمعنی قر جو رال سے بنا کر کشتی وغیرہ پر ملتے ہیں ۱۲ منتہی الارب

[3] مثلہ عقوبت و سزا اور وہ کام جس سے عبرت پکڑی جائے۔ مثولات و مثلات جمع ۱۲ منتہی الارب

تیری اچھائی کو ظاہر کیا۔ یہ جو تو لایا ہے (حساب) اسے بدل دے اور جو کچھ تو نے کیا ہے۔ اُسے اچھی طرح سمجھ لے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ تو آخرت سے پھر گیا ہے۔ لہٰذا اپنی نمازوں اور صدقوں میں زیادتی کر۔

ابو بکر نے کہا۔ کہ بخدا نہ اس کے کلام نے مجھے خوف دلایا۔ اور نہ اس کی بکواس نے میرے اندر[1] کچھ کام کیا۔ اس لئے کہ میں حساب کتاب میں اس کی جہالت کو اور اس معاملہ میں اس کے نقص عقل کو جانتا تھا۔ چنانچہ میں گیا۔ حساب کو خراب طور پر تیار کیا۔ اس میں تقدیم و تاخیر کی اس طرح حساب لکھا۔ کہ میری بات اس سے بالا ہو جائے (اور اسے زیر کر دوں) اور یہ سب کچھ عمداً کیا تھا۔ پھر اس کے پاس لوٹا کر لایا۔ تو اس نے اس میں نظر کی۔ میرے مُنہ پر ہنسنے لگا۔ اور کہا۔ کہ بارک اللہ خوب حساب لکھا ہے۔ بالکل ایسا ہی میں چاہتا تھا۔ اگر اول اول میں مجھ سے تغافل کرتا۔ تو دوسری مرتبہ میں تو بیدار نہ ہوتا۔ ابو بکر نے ابو حیان سے کہا کہ یہ ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو اس سے جتنا چاہو تعجب کرو۔ ابو حیان نے کہا ہے۔ منجملہ اس (ابن عباد) کے کلام کے بے حیائی[2] کے جسے میں نے اُسے کہتے سُنا ہے۔ (یہ بھی ہے) ابہری متکلم جس کی کنیت ابو سعد ہے۔ کی بات چھڑی۔ تو اس (ابن عباد) نے کہا۔ کہ خدا اس (ابہری) ملعون ضعیف الرائے[3] پر لعنت کرے۔ میرے پاس (اپنے) تُرش رُو چہرے[4]۔ چپٹی ناک[5]۔ چوڑے چکلے[6]۔ سر اور بدگو زبان کے ساتھ آیا۔ اور مجھ سے مسئلہ اصلح[7] میں گفتگو کرنے لگا۔ میں نے اُسے کہا۔ دُور ہو! تجھ پر خدا کی ایسی ایسی دوامی لعنت ہو۔ جو کبھی جدا نہ ہو۔ (ابن عباد) نے ایک دن ایک آدمی کو گالی دیتے ہوئے کہا۔ اس بہت زیادہ بیوقوف[8]، بد خلق، دونوں قدم کے مابین[9] بُعد رکھنے والے پر خدا کی لعنت ہو جب کھڑا ہوتا ہے۔ تو اُٹھنے کی تکلیف کے باعث جھولتا ہے اور جب چلتا ہے۔ تو گیند کی طرح لُڑکتا ہے۔ اور جب دوڑتا ہے۔ تو دونوں قدموں میں بُعد رکھتا ہے۔ میرے دوستو! بخدا مجھے بتاؤ کیا یہ (کسی) حاکم کی عقل ہے۔ یا کاتب کی بلاغت یا (اپنے نفس پر) ضبط رکھنے والے آدمی کا کلام تم کیوں اس کے دیوانے ہو رہے ہو۔ اور کیوں اس پر گر رہے ہو؟ اور اس کی وجہ سے اہل فضل پہ

---

[1] احاکہ تلوار کا کام کر جاتا۔ منتہی الارب [2] رقاعۃ قلۃ حیاء، بیحیائی [3] مافون ضعیف الرائے [4] مکلح بد چین چہرے والا۔ الاترش رو [5] انف مسقطح۔ چپٹی ناک۔ مفلطح۔ چوڑا۔ مکبّح۔ کابح۔ ای شاتم وقابح۔ [7] مسئلہ اصلح۔ فرقہ معتزلہ اس امر کا قائل ہے۔ کہ خدا پر واجب ہے۔ کہ بندوں کے لئے ایسا فعل کرے جس میں ان کی بھلائی زیادہ ہو۔ مسئلہ اصلح سے مراد یہی عقیدہ ہے [8] اھوج ھوج یھوج ھوجا۔ کان طویلاً فی حمق وطیش وتسرع [9] افلج فلج فلجا۔ تباعد ما بین قدمیہ او یدیہ او اسنانہ فھو افلج تفحج۔ لکھو۔ تفحج الرجل ای فرق بین رجلیہ ۱۲

غیظ و غضب کرتے ہو۔ یہ (سب کچھ) محض اس بخت کی بدولت ہے۔ جو اس سے زیادہ کمینے کو (بھی) بالا کر دیتا ہے۔ اور جو اس سے زیادہ بالا رُتبے والے کو (بھی) گرا دیتا ہے۔ میں نے یہ بات ابو السلم شاعر کو سُنائی۔ تو اس نے ایک شاعر کے (یہ شعر) مجھے سنائے :۔

(۱) وہ ذات (خداوندی) پاک ہے۔ جس نے دُنیا کو اس کے منازل (مراتب) پر اُتارا (پیدا کیا) ہے۔ اور لوگوں کو دشمن[۱] اور دوست ہونے کی رُو سے (ایک دوسرے سے) ممتاز کیا ہے :۔

(۲) کئی صاحب فطانت عقلمند (افلاس کے باعث) جن کے وسائل آمدنی مسدود ہیں۔ اور کئی بیوقوف جاہل جن کو صاحب رزق دیکھ رہے ہو :۔

(۳) گویا وہ (عاقل) سمندر کی خلیج سے چلّو بھر رہا ہے۔ اور قوت (لایموت) کے رزق کا (بھی) مستحق[۲] و سزاوار نہیں :۔

(۴) یہ وہ بات ہے۔ جس نے عقلوں کو حیران کر چھوڑا ہے۔ اور (حاذق[۳] ذی فطانت عالم کو (بھی) بے دین بنا دیا ہے :۔

(ابو حیان) نے کہا ہے۔ اس (ابن عباد) کی سجع پر شیفتگی جد[۴] و ہزل کے وقت تحریر و تقریر میں ان تمام لوگوں کی شیفتگی[۵] سے زیادہ ہے۔ جن لوگوں کو ہم نے ان علاقوں میں دیکھا ہے۔ میں نے ابن مسیبی سے کہا۔ کہ ابن عباد اپنی سجع کے عشق میں کس حد تک جا پہنچتا ہے۔ اس نے جواب دیا وہ اس حد تک جا پہنچتا ہے۔ اگر وہ کوئی ایسی سجع بھی دیکھ پائے۔ جس کے موقع سے سلطنت کا کڑا کھُل جائے۔ اور حکومت کی رسّی مضطرب ہو جائے۔ اور اس (سجع) کے لئے اُسے بوجھل تاوان، سخت تکلیف (دیگر) امور کے تکلّف کی برداشت اور ہولناک باتوں کو سہنا (بھی) پڑے (لیکن پھر بھی) اس (سجع) کو لا کر وہ استعمال کرتا۔ اور ان تمام انجاموں کی کوئی پرواہ نہ کرتا۔ جن کو میں نے (اوپر) بیان کیا :۔

اس (ابو حیان) نے کہا ہے۔ میں نے خلیلی کو کہا۔ کیا ابن عمید اس کے کلام کو نہیں سُنا کرتا تھا؟ اس نے کہا۔ ہاں۔ کیوں نہیں۔ وہ (ابن عمید) کہا کرتا تھا۔ اس (ابن عباد) کی سجع، رندیت اور قلت حیا پر۔ اور اس کی تحریر رعشے[۶] اور تعطیل قوی پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس کا چیختا چلّانا اس امر پر دال ہے۔ کہ وہ شراب خانہ میں جوئے کھیلتے کھیلتے (دھوکے میں آ کر) ہار کھائے

---

[۱] مشنؤ۔ دشمن۔ شنأ الرجل۔ ابغضہ مع عداوۃ۔ موموق۔ دوست۔ الومیق والموموق۔ المحبوب
[۲] محقوق۔ مستحق و سزاوار [۳] تحریر۔ حاذق فطین عاقل جمع نحاریر [۴] جد و ہزل۔ ہزل۔ مزاح۔ ہذیان۔ جد۔ خلاف ہزل [۵] کلف۔ شیفتہ ہونا۔ دلدادہ ہونا [۶] تشلّل۔ رعشہ۔ زمانۃ۔ تعطیل قوی۔ عدم بعض الاعضاء۔ الحانۃ شراب فروشی کی دکان۔ القمار۔ جوئے کھیلنا :۔

ہوئے ہے۔ وہ احمق طبیعت (کا آدمی) ہے۔ مگر اچھا خلیلی نے ذکر کیا ہے۔ اس کی ولادت ۱۴ ذی القعدہ ۳۲۶ھ میں ماہ شہریر کے روز سروش میں ہوئی۔ میں نے کہا۔ اس کی کہاں ولادت ہوئی۔ اس نے جواب دیا۔ ہمارا خیال تو یہ ہے۔ کہ وہ طالقان میں پیدا ہوا لیکن ایک دن اس نے ہمیں کہا کہ اصطخریین" ابوحیان کہتا ہے۔ میں ۳۵۸ھ میں (بمقام) رے تھا۔ مؤیدالدولہ کے ہمراہ ابن عباد بھی وہاں مہمات اور حوائج میں وارد ہوا۔ اور ابن عباس کے لئے ایک مجلس مناظرہ منعقد کی گئی۔ ہم باب شیر میں اس کے پاس اسی کے گھر رات بسر کرتے تھے۔ عزیر ابوالعباس القاضی ابوالجوزاء البرقی ابوعبداللہ نحوی زعفرانی اور مسافروں کا ایک گروہ بھی ہمارے ساتھ وہاں رات بسر کرتے تھے ابن عباد نے ایک رات اپنی مجلس میں اجنبی چہرے والے) ایک گدڑی پوش (نوجوان) کو دیکھا۔ اس (ابن عباد) نے چاہا۔ کہ اس کو اور اس کے سرمایۂ علمی کو معلوم کرے۔ نوجوان (مذکور) اہل سمرقند سے تھا۔ اور ابوواقد کرابیسی (کے نام) سے مشہور تھا۔ ابن عباد نے کہا۔ اے بھائی۔ کشادہ رو ہو۔ اور مانوس ہو۔ اور (ہم سے) بات چیت کرو۔ تمہارے لئے ہماری طرف سے نرم پہلو اور خوشگوار پینا ہے۔ بھلائی کے سوا اور کچھ نہ دیکھو گے

ابن عباد۔ آپ کس نام (سے) پکارے جاتے ہیں؟

(نوجوان) نے کہا۔ دقاق (کوٹنے والا) ہے۔

ابن عباد۔ کس کو کوٹتے ہو۔

نوجوان۔ دشمن کو کوٹتا ہوں۔ جب وہ راہ راست سے بھٹک جائے۔

(ابن عباد نے) جب یہ سنا۔ تو برا سا چہرہ بنا لیا اور متعجب ہوا۔ کیونکہ وہ نادر اور اچنبہ چیز کو لانے والا تھا۔

ابن عباد نے (نوجوان) کو کہا۔ اس کو چھوڑ کر کوئی اور کلام کرو۔

(نوجوان) نے کہا۔ کیا سائل کی حیثیت سے کلام کروں۔ خدا کی قسم! کسی سوال کی مجھے حاجت نہیں یا مسئول (جس سے سوال کیا جائے کی حیثیت سے)۔ بخدا میں جواب دینے سے بھی سستی کرتا ہوں یا مقرر (تقریر کرنے والا) کی حیثیت سے کلام کروں۔ بخدا میں مکروہ سمجھتا ہوں۔ کہ موتی کو غیر محل میں ظاہر کروں۔ میری مثال ایسی ہے۔ جیسے کسی پہلے (شاعر) نے کہا ہے۔

(۱) (زمانے والی عورتوں نے مجھے آزمایا ہے۔ سو آزمائش میں نہ میں بے صبر نکلا۔ اور نہ نرم جسم۔

لہ روز سروش۔ ہر ماہ شمسی کی سترہویں تاریخ۔ شہریر۔ ایک شمسی مہینے کا نام ۲ مجلس جدل مجلس مناظرہ ۳ مرقعہ۔ گدڑی ۴ تقرف۔ کھو۔ قشف فلا نا بکذا اسامی عابہ اد اتھمہ ۵ عجم۔ تجربہ۔ آزمانا ۶ ھلوع۔ وہ شخص جو مصیبت یا دکھ پر جزع و فزع کرے۔ حریص۔ بخیل ۱۲

(۲) میں توموں کے سامنے (مقابلے میں) نکلا۔ اور ان کے عیب[۱] کو ظاہر کر دیا۔ لیکن (دشمنوں) کے لئے میرے نیزے[۲] میں کوئی عیب نہیں نکل سکا (یعنی دشمن مجھ میں کوئی عیب نہیں نکال سکے

(ابن عبّاد) نے اس (نوجوان) کو کہا۔ تیرا مذہب کیا ہے؟

(نوجوان) نے کہا۔ میرا مذہب یہ ہے۔ کہ (ظالم کے ظلم پر ٹھہرا نہیں رہتا۔ اور ذلّت وخواری[۳] پر (غفلت کی نیند) سویا نہیں رہتا۔ مَیں اپنا سکوت اس شخص کو نہیں دیتا۔ جو میرا ولی نعمت نہ ہو۔ اس کی (محافظت) کا رشتہ میری (محافظت) کے رشتے سے نہیں مل سکتا۔

(ابن عبّاد) نے کہا۔ یہ مذہب اچھا ہے۔ کون مطیع ہو کر ظلم کو قبول کرتا ہے۔ اور کون شکر ذلّت وخواری پر ٹھہرا رہتا ہے؟ لیکن تمہارا مذہب[۴] کیا ہے۔ جس کے تم ناصر ہو۔

(نوجوان) نے کہا۔ میرا مذہب میرے سینے میں محفوظ ہے۔ اس مذہب سے نہ تو میں کسی شخص کا تقرب حاصل کرتا ہوں۔ اور نہ ہی بازار میں اس کی منادی کرتا ہوں۔ نہ کسی شک کنندہ پر اسے پیش کرتا ہوں۔ اور نہ مومن سے اس کے بارہ میں بحث مباحثہ کرتا ہوں۔

(ابن عبّاد) نے کہا۔ تم قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

(نوجوان) نے کہا۔ میں ربّ العالمین کی کلام (قرآن) میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ (جس کی شان یہ ہے) کہ لوگ جب اس کے غیر مرئی (امور) پر اطلاع پانا چاہتے ہیں۔ اور اس کے پوشیدہ اسرار وعجائبات حکمت کی کرید کرتے ہیں۔ تو اس سے بھی عاجز ہو کر رہ جاتے ہیں تو کیا کیفیت ہوگی۔ جبکہ یہ ارادہ ہو۔ کہ اس (قرآن) کی نظیر سے اس کا مقابلہ کریں۔ حالانکہ یقینی نظیر سے قطع نظر اس کی کوئی ظنّی نظیر بھی نہیں۔

ابن عبّاد نے اس نوجوان کو کہا۔ (یہ) تو نے درست کہا۔ لیکن (یہ تو بتاؤ کہ قرآن) مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟

(نوجوان) نے کہا۔ اگر مخلوق ہو۔ جیسا آپ کے مدمقابل کا خیال ہے۔ تو اس میں آپ کا کیا ہرج؟

(ابن عبّاد) نے کہا۔ کیا ایسی ایسی باتوں سے تو دین اللہ میں مناظرہ اور عبادۃ اللہ پر قیام کرتا ہے؟

(نوجوان) نے کہا۔ اگر وہ (قرآن) اللہ کی کلام ہے۔ تو اس پر میرا ایمان لے آنا اور اس کے محکمات[۵] پر عمل کرنا اور اس کے متشابہات کو تسلیم کرنا مجھے نفع دیگا۔ اور اگر وہ غیر اللہ کی کلام ہے

---

[۱] وصم۔ عیب۔ عار۔ لکڑی کی گرہ۔ جمع وصوم [۲] القناۃ نیزہ جمع قَنَاۃ وقُنِی وقنوات وقنیات
[۳] هُوْن۔ بضم الهاء۔ ذلّت خواری۔ صمت۔ سکوت [۴] نحلہ۔ بکسر النون المذهب الدیانۃ
[۵] محکمہ۔ قرآن کی وہ آیت جو اپنے معانی پر واضح ہو اور اس میں تاویل کرنے کی بالکل گنجائش نہ ہو۔ متشابہ۔ قرآن کی وہ آیت جو اپنے معانی پر تو واضح ہو۔ لیکن متحمل تاویل ہو ۱۲

وَنعوذ باللہِ من ذٰلک تو بھی مجھے کوئی نقصان نہیں۔ (یعنی اگر قرآن اللہ کا کلام) ہے۔ تو اس پر ایمان لا کر عمل کرنا باعث اجر الٰہی ہے۔ اور اگر اللہ کا کلام نہیں۔ کسی غیر کا ہے۔ تو اس صورت میں بھی قرآن پر عمل کرنا باعثِ عذاب نہیں)

ابن عبّاد غصّے سے بھر کر اس (نوجوان) سے (بات چیت کرنے میں) رُک گیا۔ پھر (مخاطب ہوکر) کہنے لگا۔ تو ابھی تک خراسان سے (باہر) نہیں نکلا؟ (یعنی تُو ابھی تک جہل وحماقت کے گڑھے میں ہی ہے)۔

وہ نوجوان کچھ دیر ٹھہرا رہا۔ پھر اُٹھ کھڑا ہوا۔ ابن عبّاد نے اسے کہا۔ ارے میاں! کہاں جاتے ہو؟ رات کا کافی حصہ گذر چکا ہے۔ یہیں رات بسر کرو۔

نوجوان نے کہا۔ "میں تو ابھی تک خراساں سے نہیں نکلا؟ رے میں کیسے رات بسر کر سکتا ہوں (یعنی جب تم مجھے بیوقوف خیال کرتے ہو۔ تو میں تمہارے پاس کیسے رات گذار سکتا ہوں)

(یہ کہا) اور نکل گیا۔

ابن عبّاد کو اس کے متعلق شک گذرا۔ اس کے پیچھے[1] اپنا ایک آدمی بھیجا۔ اور اُسے ہدایت کی۔ کہ اس کے قدموں کے پیچھے پیچھے جائے۔ اور اس کی آخری نہائیت تک پُہنچے۔ ایسے طریق سے کہ وہ (نوجوان) اس کو دیکھ نہ سکے۔ اور نہ ہی اسے معلوم کر سکے۔ وہ نوجوان سیدھا رکن الدولہ کے دروازے کی طرف گیا۔ اور وہاں پہنچکر اس لیٹ وقت میں اس کے پاس جا پہنچا۔ ابن عبّاد کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی۔ تو اس کی نیند اُڑ گئی۔ اور کہنے لگا۔ کونسا شیطان ہم پر اُنازل ہوا۔ اور (اپنی) زبان چرب[2] وطبع سرکشی سے ہمارے حالات معلوم کر گیا۔

یہ (نوجوان ابو واقد) کراہیسی خراساں میں رکن الدولہ کا جاسوس[4] تھا۔ اسی وجہ سے اس کا مقرب تھا اور اس کے آدمیوں میں کا ایک بڑا آدمی تھا

ابن عباد کی شیفتگی سجع اور اس میں اس کے افراط سے تجاوز عن الحد کرنے پر جو باتیں دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے اس کا یہ قول بھی ہے۔ جو اس نے ایک دن کہا۔ "حدثنی الناشی کان من سادۃ الناس" (الناس کے سین کو الناشی کی مطابقت کے لئے شین بنا دیا۔ اور اس روائت کو بیان کر کے کہنے لگا۔ کہ یہ (تبدیل سین بہ شین) بھی ایک لغت ہے۔ اس (ابن عباد)

---

[1] فقفاہ۔ تفقیہ۔ پیچھے بھیجا۔ یقال قفیتُ علی اِثرہ بفلان ای اتبعتہ ایاہ

[2] لسان سلیط۔ زبان چرب۔ لسانٌ سلیطٌ۔ ای طویلٌ۔ رَجُلٌ سلیطٌ۔ ای طویلُ اللسان والسّلیطُ ایضًا الفصیحُ الحدیدُ اللسان وھو مدحٌ للرّجل وذمٌّ للمرأۃ [3] مَرید بفتح المیم سرکش

[4] عین۔ جاسوس ۱۲

نے یہ جھوٹ کہا۔ اور جھوٹ بولنے والا تھا ہی۔ ابن عباد نے ایک خراسانی بوڑھے کو کسی چھڑی ہوئی بات میں کہا۔ خدا کی قسم۔ اگر دیہ، بات نہ ہوتی۔ تو بے تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا۔ تیری بوٹی بوٹی کر دیتا۔ تجھے ریزے ریزے کر دیتا۔ تیرے جوڑ جوڑ الگ کر دیتا۔ تجھے کاٹ کاٹ کے رکھ دیتا

راوی کہتا ہے۔ اس حکایت کی نمکینی اور رنگینی تحریر میں اور اس کی لذت (نقل) روایت میں (ابن عباد کے) مشاہدۂ حال، سماعت الفاظ اور ہلنے جلنے۔ دہرا ہونے۔ مستانہ وار جھکنے۔ جھک جھک کر چلنے۔ ہاتھ کے دراز کرنے۔ گردن کے مروڑنے۔ سر اور شانوں کو ہلانے اعضا و مفاصل کے استعمال کرنے میں اسی کی شکل و صورت کے منظر کی زیبائش کے بغیر کوتاہ اور قاصر رہ جاتی ہے۔

راوی کہتا ہے۔ ابن عباد نے ایک دن ہمارے پاس روایت بیان کی۔ کہا۔ مجھے کسی نے ہول میں نہیں ڈالا۔ مگر ایک نوجوان نے جو اصبہان بغدادی کی طرف ہم پر وارد ہوا۔ اور میرا رخ کیا۔ میں نے اُسے (نوجوان) اجازت دے دی۔ وہ گدڑی پہنے ہوئے تھا۔ اور اس کے پاؤں میں اکھڑا جوتا تھا۔ میں نے اپنے حاجب کو دیکھا۔ وہ نوجوان میرے پاس پہنچنے کیلئے اوپر چڑھ رہا تھا۔ کہ حاجب نے اس کو کہا (او نوجوان) جوتا اتار دے۔ نوجوان نے کہا۔ کیوں؟ شاید مجھے ایک گھڑی کے بعد اس کی ضرورت پڑے۔ مجھے بے ساختہ ہنسی آگئی۔ میں نے کہا۔ کیا تمہارا یہ گمان ہے۔ کہ وہ مجھے دھول مارنا چاہتا ہے؟

ابوحیان کہتا ہے۔ مجھے علی بن عیسٰی کاتب نے کہا۔ ابن عباد نے چند ایام میں مجھ (علی بن عیسٰی) سے قطع تعلق کر لیا۔ جس سے مجھے نقصان پہنچا۔ اور میرا حال نہاں ظاہر ہو گیا۔ مجھ پر میرا امر (تنگ حالی) جاری ہو گیا۔ اور اپنی مصلحت کیلئے کسی حیلے کی کوئی تدبیر مجھے نہ سوجھے (عید) مہرگان آ پہنچی۔ آدمیوں کے مجمع میں اس (ابن عباد) کے پاس میں بھی جا داخل ہوا۔ جب قصیدہ خوانی کی دو نوبتیں گذر چکیں۔ تو میں آگے بڑھا۔ اور قصیدہ پڑھنے لگا۔ ابن عباد مجھے دیکھ کر ہشاش بشاش نہ ہوا۔ اور نہ ہی میری طرف نظر کی۔ میں نے اپنے ابیات میں اس کے اس قصیدے کے ایک بیت کی تضمین کی تھی۔ جو میرے قصیدے کے حرف) روی پر تھا۔ جب وہ بیت گذرا

۱؎ ینبتر۔ از انبتار بمعنی انقطاع۔ مَلَاحۃ بفتح المیم زیبائش منظر۔ مَلُح۔ مَلَاحۃ۔ ای حَسُن و بَھُج منظرہ۔ التثنی۔ دہرا ہونا۔ پہلو مروڑنا۔ ترنح یقال۔ ترنح۔ ای تمایل من سکر او نحوہ۔ التہادی۔ دوسرے پر ٹیک لگا کر یا جھک جھک کر چلنا لیّ العنق۔ گردن کا موڑنا ۲؎ نعل طاق اکھڑا جوتا ۳؎ یصعد۔ لکھو۔ از صعود سیڑھی چڑھنا ۴؎ مہرجان۔ معرب مہرگان۔ اہل ایران کی عید۔ موسم خزاں کے ایک مہینے کا نام ۵؎ عُمّار۔ آدمیوں کا گروہ ۱۲

تو اپنی سُنسنی سے چونک اُٹھا۔ اور نفرت و کراہت کی نگاہ سے میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے سرنگوں ہو کر پست آواز سے اسے کہا۔ مجھے آپ ملامت نہ کریں۔ اور (میرے) زخم میں اور اضافہ نہ کریں۔ مجھ پر براگیختہ ہونے کی کوئی بات نہیں۔ میں نے اس بیت کا سرقہ آپ کے قصیدے سے محض اس لئے کیا ہے۔ کہ اپنے قصیدے کو اس سے زینت بخشوں۔ آپ خدا کے فضل و کرم سے ہر نفیس گراں قیمت کی سخاوت اور ہر دُرّ مکنون (پوشیدہ رکھا ہوا موتی) کی بخشش کیا کرتے ہیں۔ کیا یہ گمان ہو سکتا ہے۔ کہ آپ اس (معمولی) مقدار پر مجھ سے بخل کریں گے۔ اور اس محفل میں مجھے رسوا کرینگے (میرے اس کہنے پر) ابن عباد نے سَر کو اونچا کر کے بلند آواز سے کہا۔ بیٹا! اس بیت کو مکرر پڑھو۔ میں نے مکرر پڑھا۔ تو کہنے لگا۔ بہت خوب بیٹا۔ اپنے قصیدے کے آغاز کی طرف رجوع کرو (یعنی ابتدائے سے پڑھو) ہم تجھ سے سہو میں رہے ہے۔ اور ہمارا دھیان دوسری طرف لگا رہا۔ دنیا ایک مصروفیت خانہ ہے۔ اور یہ ظلم ہم سے بغیر ہمارے قصد و تعمد کے ہوا (علی بن عیسیٰ) کہتا ہے۔ میں نے قصیدے کو دہرایا۔ اور شروع ہو کر اس کے (قصیدے کے) قوافی سے منہ کھولا جب اخیر پر پہنچا۔ تو (ابن عباد) نے کہا۔ تُو نے خوب کہا۔ اس فن (شعر) سے چمٹے رہو۔ یہ بہت عمدہ دیباچہ ہے۔ گویا بحتری نے تجھے اپنا جانشین بنایا ہے۔ ہمارے دربار میں کثرت سے آتے رہو۔ اور ہماری خدمت کر کے رفعت و بلندی حاصل کرو۔ اپنے نفس کو ہماری اطاعت میں مصروف رکھو۔ ہم تمہارے حق کی ادائیگی تجھے آگے بڑھانے اور تمہارے ہمعصروں پر تمہارے مرتبے کو زیادہ کرنے میں تمہارے مصالح کے معاون و مددگار رہوں گے۔

۱۵۵ھ

علی بن عیسیٰ کہتا ہے۔ اس واقعہ کے بعد (ابن عباد) کی طرف سے میں بھلائی ہی بھلائی دیکھتا رہا۔ حتی کہ اسے (میری طرف سے) ایک دوسرا ملال لاحق ہوا۔ تو اس نے ایک سال کے لئے جیل خانے میں مجھے ڈال دیا۔ اور میری کتابوں کو اکٹھا کر کے آگ سے جلا ڈالا۔ ان کتابوں میں فراء کسائی (ائمہ نحو) کی کتابیں۔ مصاحف قرآن اور علم فقہ و کلام کے اصول کی بہت سی کتابیں تھیں۔ (ابن عباد نے) ان میں اسلاف کی کتابوں کی بھی کوئی تمیز نہ کی۔ اور تمام کو آگ لگا دینے کا حکم دے دیا۔ (یہ آگ لگا دینے کا حکم) دلیل و حجت اور استقرار طبیعت

لہ طأطأت راسی۔ میں نے اپنے سر کو نیچا کر لیا۔ سرنگوں ہو گیا ۱۲ سے علق۔ ہر چیز کا نفیس و ثمین گراں قیمت ۱۲ سے تشاحنی۔ آپ مجھ پر بخل کریں گے۔ از شح۔ بمعنی بخل و حرص۔ و یقال تشاحوا علی الشئ ای ارادکل منہما ان یستاثر بہ ۱۲

سے فغرت فمی۔ میں نے اپنا منہ کھولا۔ یعنی قصیدہ پڑھنے لگا۔ از فغر۔ بمعنی کھولنا ۱۲

سے نہ تھا۔ بلکہ فرطِ جہالت اور بے وقوفی کی جلد بازی[1] کے باعث تھا۔ اپنے خزانۂ کتب میں آگ لگا دینے کا حکم اس نے کیوں نہ دیا۔ حالانکہ اس میں ابن الراوندی کی کتابیں اور اسی کے خیال کے مطابق ابن ابی العوجاء جیسے زندیق کا کلام معارضۂ قرآن میں اور صالح بن عبدالقدوس ابو سعید الحصیری کا کلام ارسطاطالیس کی کتابیں اور اسی قسم کا اور لٹریچر بھی موجود تھا۔ لیکن کون چاہتا ہے۔ کہ اپنے نفس کو بے وقوفی کی طرف منسوب کرے ؟

ابو حیان کہتا ہے۔ ابن عباد نے بمقام رَے ایک یہودی رئیس[2] (قوم) جالوت سے اعجازِ قرآن میں مناظرہ کیا۔ وہ یہودی دیر تک ابن عباد سے اس مسئلہ میں سوال و جواب کرتا رہا۔ اور اس کو (بحث کے موضوع) سے کچھ دور لے گیا۔ اور سوالات کی بوچھاڑ[3] سے ایسا ناطقہ بند کیا۔ کہ ابن عباد غصے[4] میں آگیا۔ اور قریب تھا۔ کہ بھڑک اٹھے۔ جب یہودی کو علم ہو گیا۔ کہ اس کا تنور جل اٹھا ہے۔ اور اس کے نتھنے پھول[5] گئے ہیں۔ تو اس (ابن عباد) کی مخالفت کے طلب کرنے اور نرمی سے اس کی دھوکہ دہی کے لئے اس (یہودی) نے دوسرا حیلہ سوچا۔ اور کہنے لگا۔ اے صاحب۔ آپ (غصے سے) مشتعل اور شعلہ زن کیوں ہوتے ہیں۔ اور (کلام کو) خلط ملط کس لئے کرتے ہیں۔ قرآن اپنی ترکیبِ تالیفِ الفاظ کے لحاظ سے میرے نزدیک معجزہ۔ دلیل اور نشانی کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر (قرآن) کی ترکیب تالیف دونوں بدیع ہیں۔ اور آپ کے دعوے کے مطابق (تمام بلغاء اس (کی نظیر لانے سے) عاجز ہیں۔ اور اس کے سامنے سرنگوں ہیں۔ (لیکن) میں اپنے نفس کی طرف سے اس امر کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور یہ کہتا ہوں۔ کہ میرے نزدیک آپ کے

---

[1] نزق۔ النزق۔ العجلۃ فی جھل وحمق۔ جہالت اور بیوقوفی میں جلد بازی کرنا[2] رأس الجالوت قوم جالوت کا رئیس۔ جالوت یہودیوں کی ایک قوم ہے۔ جو اپنے ملک سے بیت المقدس میں جلاوطن ہوئے ان کا رئیس حضرت داؤد علیہ السلام کی نسل سے ہوتا ہے۔ نیز اس قوم کے عام افراد کا خیال یہ ہے۔ کہ رئیس وہ شخص ہونا چاہیئے۔ جس کا بازو اتنا لمبا ہو۔ کہ اس کے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں دراز کرتے وقت گھٹنوں تک پہنچ جائیں ۱۲ [3] تنکد علیہ۔ سوالات کی بوچھاڑ سے اس کا ناطقہ بند کر دیا۔ یقال نکدا القوم الرجل ای استنفدوا ما عندہ بکثرۃ السوال ناکدہ۔ ای عاسرہ ۱۲

[4] احتدّ۔ غصے میں آگیا ۱۲ [5] اسعط انفہ۔ اس کے نتھنے پھول گئے۔ یقال سعط الدواء۔ ای ادخلہ فی انفہ۔ سعوط۔ اس دوا کو کہا جاتا ہے۔ جو ناک میں ڈالی جائے۔ چونکہ دواء کو ناک میں ڈالنے کے وقت نتھنے پھول جاتے ہیں۔ اس لئے یہاں غصے کی حالت کو بیان کرنے کے لئے یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے ۱۲

صـ۵۶

رسائل آپ کا کلام، آپ کے فقرے، اور وہ تراکیب جن کو آپ نظم و نثر میں لاتے ہیں ۔ اور فی البدیہہ[1] کہتے ہیں ۔ وہ اس (قرآن) سے بڑھ کر یا اس کے مثل یا اس کے قریب قریب ہیں (حالات مذکورہ میں سے) ہر حال پر میرے لئے یہ ظاہر نہیں ہوتا ۔ کہ آپ کا کلام اس (قرآن) سے کمتر ہے ۔ اور طرق کلام کے کسی طریقے یا مراتب بلاغت کے کسی مرتبے سے اُسے (قرآن) اس (آپ کے کلام) پر فوقیت حاصل ہے ؛

پس جب ابن عباد نے یہ سُنا ۔ تو ڈھیلا پڑ گیا[2] ۔ اور ٹھنڈا ہو گیا ۔ اور اپنی حرکت سے ساکن ہو گیا ۔ اس کا ورم جاتا رہا[3] ۔ اور کہنے لگا ۔ اے شیخ ! اس طرح نہیں ۔ ہمارا کلام (بھی) عمدہ اور اچھا ہے (اس لحاظ سے) کہ فصاحت[4] کا وافر حصہ اور علم بیان کا ظاہر بہرہ لئے ہوئے ہے ۔ اگرچہ قرآن کو وہ فضیلت اور شرف حاصل ہے ۔ جو (کسی پر) مخفی اور پوشیدہ نہیں ۔ کہاں وہ جسے اللہ نے پُورے حُسن اور خوبی پر پیدا کیا ۔ اور کہاں وہ جسے بندہ تکلف اور آورد سے پیدا کرے (ابن عباد خلق قرآن کا قائل تھا ۔ اسی لئے کہہ رہا ہے ۔ اَیْنَ مَاخَلَقَ اللّٰہ الخ مطلب یہ ہے ۔ ایک وہ کلام جسے خدا پیدا کرے ۔ یعنی قرآن ۔ اس سے بھلا مخلوق کی کلام کیا لگا کھا سکتی ہے)؛

یہ تمام کچھ (ابن عباد) اس (یہودی) کو کہتا رہا اور اس کا وہ اُبال اور طبیعت کا اُچھال اُتر گیا ۔ اس کے (غصے) کی آگ راکھ ہو گئی ۔ (بلکہ مزید برآں بباعث خوشی) خودپسندی شدید اس کے پہلوؤں میں نمایاں ہو گئی ۔ اور فرحتِ غالب اس کے چہرے کے شکنوں[5] پر دوڑ گئی ۔ اس وجہ سے کہ ہم نے دیکھا ۔ کہ اس کا کلام یہود اور دیگر اہل مذاہب کے نزدیک قرآن سے مشابہ ہے

کسی شاعر نے ابن عباد کے متعلق (یہ شعر) کہے ہیں ۔ اس کی سجع اور اس کے خط اور عقل کی مذمت کرتا ہے ۔

(۱) کافی الکفاۃ کے لقب سے ملقب ہے ۔ لیکن حقیقت میں وہ کافروں کا کافر ہے ۔

(۲) اس کی سجع ھتوس کی سجع ہے ۔ اور اس کا خط (تحریر) نقرس[6] بیماری کے بیمار کا خط ہے اور اس کی عقل گدھے کی عقل ہے ؛

---

[1] تبادہ ۔ تبادُہ بروزن تفاعل ۔ ارتجالاً بلاتوقف کہنا ۔ فی البدیہہ کہنا یقال تَبَادَھوا الشعر والخطب ای ارتجلوھا [2] فتر ۔ ڈھیلا پڑ گیا ۱۲ [3] انخمص ورمہ ۔ اس کا ورم ہلکا اور خفیف ہو گیا ۔ یقال انخمص الورم ای ۔ خفّ ۱۲ [4] جزالت ۔ فصاحت ۔ بہاء ۔ خوبی ۔ زیبائی ۔ رونق ۔ روشنی ۔ خباحمیۃ اس کا جوش ٹھنڈا ہو گیا ۔ یقال خبا النار والحدّۃ ۔ ای خمدت وسکنت وطفئت ویقال خبا ھمہ ۔ ای سکن فور غضبہ ۱۲ [5] اساریر ۔ اِسر بکسر سین ۔ خط در کف و پیشانی جمع اسرار جمع الجمع اساریر [6] منقرس ۔ نقرس کا مریض ۔ نقرس نام درد یست شدید مخصوص بانگشتان پا و دستالنگ

ذوالکفایتین ابن العمید کہتا تھا۔ ابن العباد ہمارے پاس سے مقام رے سے اصفہان کی طرف متوجہ ہو کر نکلا۔ اس کی منزل (پڑاؤ) ورآمین تھا۔ اور یہ دورامین) شہر جیسا ایک گاؤں ہے۔ ابن عباد اس گاؤں سے گذر کر ایک بے آباد اور شورہ زار نوبہار نامی، گاؤں میں محض اس لئے جا ٹھہرا، کہ (یہ مسجع جملہ) "کتابی ھٰذا من النوبھار یوم السبت نصف النھار" لکھ سکے (میں یہ خط نوبہار گاؤں سے ہفتہ کے روز دوپہر کے وقت لکھ رہا ہوں)۔

ابوحیان کہتا ہے۔ ابن عباد (اپنی عظمت و شوکت کے اظہار کے لئے) ابوالفضل بن عمید کا کلام (اپنے بارے میں) روایت کیا کرتا تھا۔ وہ کلام اس چٹھی میں تھا۔ جو ابوالفضل نے ابن عباد کی طرف اس وقت بھیجی تھی۔ جب مؤیدالدولہ نے اس (ابن عباد) کو کاتب بنانا چاہا۔ وہ چٹھی یہ ہے
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ میرے آقا (ابن عباد) اگرچہ ایسے سردار ہیں۔ جن کی نفاست نے ہم کو حیرانی میں ڈال رکھا ہے اور ایسے صاحب (وزیر عباد) کے بیٹے ہیں۔ جن کی امارت ہم پر پہلے ہو چکی ہے۔ (لیکن باایں ہمہ) پھر بھی وہ (ابن عباد) مجھے (ابوالفضل) سردار اور والد شمار کرتے ہیں۔ جیسا کہ میں ان کو اکلوتا بیٹا شمار کرتا ہوں۔ اس رشتۂ مذکورہ کا حق یہ ہے۔ کہ میری رائے کو ان کی رائے سے تقویت پہنچے۔ تاکہ اس کا استحکام زیادہ ہو جائے۔ اور بسط و کشاد میں ہم دونوں ایک دوسرے کے پشت و پناہ ہوں۔

میں آج مولانا رکن الدین (شاہ رکن الدولہ) کی مجلس میں حاضر ہوا۔ شاہ موصوف عرصہ دراز تک مجھ سے اس امر (اتالیقیٔ شہزادۂ ولیعہد) کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ جس کا تذکرہ میرے آقا (ابن عباد) اور ان کے درمیان ہوتا رہا ہے۔ اس بارے میں انہوں نے مبسوط تقریر کی۔ اور مجھے بتلایا۔ کہ انتہائی کہنے سننے اور کافی بحث و مباحثہ کے بعد بھی میرے آقا خدمت (پیش کردہ) سے دور ہٹے رہنے اور استعفےٰ پر جمے رہے۔ (اب) شاہ موصوف نے اپنے اس

---

[1] قریہ غامرہ بے آباد اور ویران گاؤں [2] نوبہار۔ ایک گاؤں کا نام [3] اس چٹھی کو پڑھنے سے پہلے امور ذیل کو ذہن نشین کر لینا چاہیئے (۱) اس چٹھی کا کاتب ابوالفضل بن عمید الصاحب ابن عباد کا استاد اور ذوالکفایتین ابن العمید کا والد ہے (۲) رکن الدولہ نے ابن عباد کو اپنے ولی عہد شہزادے کا اتالیق بنانا چاہا تھا۔ اور اس امر کے متعلق رکن الدولہ نے ابن عباد سے نہایت اصرار کے ساتھ فرمائش کی۔ لیکن ابن عباد نے انکار کر دیا۔ پھر رکن الدولہ نے ابوالفضل بن عمید استاد ابن عباد کو کہا۔ کہ چونکہ ابن عباد آپ کا شاگرد ہے۔ اس لئے اپنی وساطت سے اسے خدمت کیلئے مجبور کریں اس سلسلے میں ابوالفضل ابن عباد کی طرف یہ خط لکھ رہا ہے [4] عقد و ابرام۔ بسط و کشاد [5] فاوضنی۔ مجھ سے گفتگو کی۔ مفاوضہ۔ گفتگو کرنا۔ بات چیت کرنا [6] استقصاء کسی مسئلے کی بحث میں انتہا تک پہنچ جانا۔ یقال استقصی المسئلۃ ای بلغ الغایۃ فی البحث عنھا طلبۃ التماس [7] علی التقصی سے پہلے الآبا علی بجائے عن ہونا چاہیئے [8] تقصی۔ دور ہٹ جانا۔ کنارہ کر لینا۔ استعفا۔ ترک فعل کا مطالبہ کرنا۔

غلام (ابوالفضل) پر لازم گردانا ہے۔ کہ میں اپنے آقا کو التماس اور درخواست سے اس خدمت کیلئے (مجبور کروں۔ کیونکہ بادشاہ جانتے ہیں۔ کہ اگرچہ میرے آقا پہلوتہی کر کے بھری مجلس کو رد کر چکے ہیں۔ لیکن میرے احسان[۱] (استادی) کے پیش نظر میری وساطت کو رد نہیں کریں گے ؛

اس مقدمے کے پیش کرنے کے بعد میں کہتا ہوں۔ کہ میرے آقا اس عمل سے اپنی بے نیازی واستغناء وتحفظ کے باعث تحصیل وتکثیر مال سے بے پرواہ ہیں۔ لیکن عمل ان کی کفایت وکفالت کا محتاج ہے ؛

میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ اس سے میری مراد وہ حساب کتاب نہیں۔ جو جوڑا اور لکھا جاتا ہے اور اس سے لینے دینے کا جمع وخرچ معلوم کیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ بھی اگرچہ مقصود بالذات اور امور وزارت میں معدود ہے ؛

سو میرے آقا کے کاتبوں میں ایسے اشخاص موجود ہیں۔ جو پورا لیتا اور دیتے ہیں حساب کے اچھے ماہر ہیں، لیکن ولی نعمت (رکن الدولہ) آقا (ابن عباد) کو اپنے اس لڑکے کی تعلیم تربیت کے لئے چاہتے ہیں۔ جو ان کے بعد ان کا ولی عہد ہے۔ اور زمانۂ حال ومستقبل میں اس ولیعہد (شہزادے سے (نفع وخیر) کی امید وابستہ ہے۔ خدا اس کے عہد کو ہمیشہ رکھے۔ اور اس میں اس کو اپنے مقصد تک پہنچائے۔ اگرچہ جوہر (یعنی شہزادہ) عمدہ اصل[۲] قدیم شرافت خالص و مرکب عقل سلیم ہے۔ (تاہم پھر بھی اس کے لئے) ایسے اتالیق کا ہونا ضروری ہے۔ جو اسے سکھائے۔ کہ سیاست کیا ہے۔ اور امارت کیا ہے۔ عام اور خاص (لوگوں کی) تدبیر ونظم کیسے ہوتی ہے ہیبت وشوکت کن کن باتوں سے پیدا کی جاتی ہے۔ (کسی امر کی) اصلیت اور اس کی کنہ وحقیقت تک پہنچ جانے کا کھوج کہاں سے نکالا جاتا ہے۔ مراتب کو کس طرح ترتیب دیا جاتا ہے اور حوادث[۳] کی روک تھام کس طرح جاتی ہے۔ جب (نکلنے کے) راستے تنگ ہو جائیں۔ حکومت کے تحفظ اور حشمت وجاہ کے بچاؤ کی خاطر اپنی لذت وخواہش کو کس طرح چھوڑ دیا جاتا ہے نیز اس کے لئے ایسے محتشم[۴] (سرپرست) کا ہونا بھی ضروری ہے۔ جو مصاحب ہونے کی حیثیت میں اس کی نیابت کرے۔ جب اس سے الٹی پلٹی رائے صادر ہو۔ تو اس سے اسے روک دے

۱ تطول۔ احسان مند ہونا۔ تصون تحفظ۔ تصلف بے نیازی۔ عزوف استغنا بے پروائی۔
۲ السنخ۔ اصل۔ والسنخ من السن منبتہا۔ مختار۔ اصل یقال فلان کریم المحتد۔ ای کریم الاصل۔ صمیم۔ خالص۔ وہ ہڈی جس سے قوام عضو ہو۔ و یقال۔ ھو من صمیم القوم ای من اصلھم وخالصھم ۳ الخطب۔ الامر العظیم المکروہ ۴ محتشم اس مقام پر اس کا ترجمہ لفظ سرپرست سے نہایت موزوں ہے۔ حشم الرجل خدمہ۔ ومن یغضبون لہ او یغضب لھم من اھل وعبید اوغیرہ من العیال والقرابۃ ۱۲

ارتکاب کروہ ہٹ[1] اور اصرار پر جب اَڑ جائے۔ تو سمجھانے کے لئے اس سے سوال و جواب کرے۔ اور جب غضب شعلہ زن اس پر مسلط ہو جائے۔ تو اس سے اس کو پھیر دے

ممالک کثیرہ[2] اور بلادِ متعددہ کے تباہ و برباد ہونے کا باعث بجز اس کے کوئی نہ تھا۔ کہ مراتبِ وزارت کو پست کر دیا گیا۔ (یعنی وزارت کی باگ نااہل[3] لوگوں کے ہاتھوں میں آگئی) پس اطرافِ حکومت وسلطنت ٹکڑے کر دہ گئے۔ باقیماندہ سلطنتیں جو (اب) دیکھ رہا ہوں۔ وہ اس وقت تک ہی تباہ و بربادی سے محفوظ رہیں گی۔ جب تک کمینے لوگوں کی (وزارت و مشورت) سے اس امر (سلطنت و حکومت) پر استعانت ہیں لی جائیگی۔

میرے آقا فضل معرفت سے اپنے ولی نعمت پر بخل نہ کریں۔ کیونکہ آپ کو اور اس سے پیشتر (آپ کے والد) شیخ امین[5] (یعنی عباد) کو اسی سلطنت کی بدولت فضیلت و برتری حاصل ہوئی رہی ہے۔ اگر میری (اس) عرض کی شنوائی ہو۔ اور میرے اہتمام پر وثوق ہو۔ تو مجھ سے انقباض اور میرے گذشتہ امور سے اعراض نہ ہو (تعلیم شہزادہ کے لئے) میرے آقا کا جو مطالبہ ہوگا۔ اس پر بالضرور عملاً لبیک کہا جائیگا۔ اور جو شرط پیش کرینگے۔ بلا پس و پیش اس پر عملدر آمد ہو گا۔ اس کے لئے میرا یہ خط (بطور دستاویز) ہے۔ اور ولی نعمت (رکن الدولہ) پر ایسی حجت ہے۔ جس کے ہوتے ہوئے کوئی شبہ باقی نہیں رہتا

اس خط کے بعد بالمشافہ[4] بھی عرض کروں گا۔ خواہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں یا آپ اس مریض کی طرف تکلیف فرماویں۔ جس پر نقرس کی بیماری زور سے ٹوٹ پڑی ہوئی ہے۔

ابن عباد اس خط کو محفوظ رکھتا۔ اور اسے روایت کرکے ناز و فخر کیا کرتا تھا ابو حیان کہتا ہے۔ مقام رَے میں میرے رفیقوں نے جن میں ابو غالب الکاتب الاعرج بھی شامل ہے۔ مجھے کہا۔ یہ مخاطبہ (مضمونِ خط) ابن عباد ہی کا کلام ہے اور اس نے ابوالفضل بن عمید کی طرف سے اپنے لئے (محض) اس لئے جعلی بنالیا ہے کہ اس خط سے شہرت حاصل کرے۔ اور اس خط کے ذکر کو رواج دے۔

ابوحیان کہتا ہے۔ ابن عباد کے مذہبِ معتزلہ میں لوگ داخل ہو گئے۔ اور اس کے مال و ثروت کے لالچ میں آکر اس کی ہاں سے ہاں ملا کر ویسے اقوال کہنے لگے۔

---

[1] اللجاج۔ ہٹ۔ امرِ ممنوع پر اَڑ جانا۔ لجّ عند الخصومة۔ ای تمادیٰ فی العناد الی الفعل المزجور عنہ [2] جَمّة۔ بفتح الجیم و بضمها۔ معظم الشیئ او الکثیر منه

[3] انذال جمع نذل۔ کمینہ۔ نااہل ۱۲ [4] المشافهة۔ روبرو بات چیت کرنا ۱۲

[5] شیخ الامین۔ الصاحب ابن عباد کے والد عباد کا لقب امین تھا دیکھو سمط الدرر صفحہ ۲۵ سطر ۷ و ترجمہ ہذا صفحہ ۹۶ سطر ۸ محمد اسحٰق سنبھلی

جیسے وہ کہتا تھا۔ ابوالحسین متکلم کلابی کے لئے ابن عباد نے بڑی کوشش کی۔ کہ اس کے
مذہب میں داخل ہو جائے۔ حسین نے جواب دیا۔ اے صاحب! مجھے رہنے دو۔ کہ
آپ پر تنقید کرتا رہوں گا۔ (کیونکہ) میرے سوا کوئی باقی نہیں رہا۔ اگر میں بھی آپ کے
مذہب میں داخل ہو گیا۔ تو آپ کے سامنے کوئی شخص باقی نہیں رہیگا۔ جو اس مذہب
کی قباحت کو آپ پر واضح کرے۔ اور لوگوں کے سامنے اس کے عیوب[١] ظاہر کرے
(ابن عباد یہ سن کر) ہنس پڑا۔ اور کہنے لگا۔ اے ابو عبداللہ! ہم نے تجھے معاف
کر دیا۔ اس کے بعد جہنم کی آگ سے تجھ پر تحمل نہیں کریں گے۔ تم اس میں جلو[٢] جیسا
تمہارا جی چاہے۔ اس واقعہ کے بعد حسین نے ہمیں کہا۔ کیا تم گمان کر سکتے ہو۔ کہ
میں آتش دوزخ میں جلوں گا۔ حالانکہ میرا عقیدہ و باطن دونوں معروف و معلوم ہیں
اور وہ (ابن عباد) بے گناہ[٣] جانوں کے قتل اور کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کے باوجود
جنت نشین ہوگا۔ اگر اسے اپنے نفس کے متعلق یہ گمان رہے۔ تو امر عجب ہے اس
بے شرم پر خدا کی پھٹکار[٤] رہو۔

ایک دن (ابن عباد) نے حاضرین کو کہا۔ شاعر کے اس شعر کا پہلا مصرعہ کیا ہے
[٥] "اور چشمۂ شیرین کثیر ہجوم والا ہوتا ہی ہے"۔ تمام جماعت چپ رہی۔ اور
ابن الداری بولا۔

"اس (ممدوح) کے دروازے پر لوگوں کا ہجوم رہتا ہے"

ابن عباد غصے[٦] سے اس کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔ ہم تجھے متکبر[٧] جاہل کے سوا اور
کچھ نہیں سمجھتے۔ کیا تیرے لئے اس جماعت حاضرین میں اسوہ (نمونہ) نہ تھا۔
میں نے ابواسلم بجبہ بن علی قحطانی شاعر کو کہا۔ ابن عباد اور (ذوالکفایتین)

---

١ عُوار۔ عیب۔ ٢ اصل صیغہ امر از صلی یصلی صلیاً آگ میں جلنا۔ آگ کی گرمی سہنا۔
صَلِیَ بِالنَّارِ قَاسَی حَرَّهَا وَاحْتَرَقَ بِهَا و فی القرآن سَيَصْلَى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ١٢
٣ یتبوّء از تبوّء اقامت پذیر ہونا جگہ لینا محظور۔ ممنوع۔ ناجائز۔ امر منہی عنہ ٤ لحی اللہ
الوقاح۔ بیشرم پر خدا کی پھٹکار ہو۔ وقاح۔ بیشرم ٥ چونکہ ابن الداری نے ابن عباد کے
سامنے دوسرا مصرعہ پڑھ دیا۔ اس لئے ابن عباد اس پر غصے سے جھک پڑا۔ باقی حاضرین کی جماعت
ابن عباد کی تلوّن مزاجی سے واقف تھی۔ اس لئے ان میں سے کوئی نہ بولا۔ ابن الداری بول اٹھا
اس لئے بیچارہ جھڑک کھا کر رہ گیا۔ ابن عباد کی خواہش تو یہ تھی۔ کہ حاضرین کہیں حضور ہی جانتے
ہیں۔ ہمیں اتنا علم کہاں ١٢ ٦ متجہماً۔ ٧ متکبر۔ اُسوہ۔ بالضم و بالکسر۔ اقتداء پیشوائی ١٢

ابن العمید میں کیا فرق ہے۔ اس نے جواب دیا۔ سائل ہونے کی حیثیت سے میں نے دونوں کی ملاقات کی ہے۔ اور دونوں کا مجموعی طور پر تجربہ[۱] کیا ہے۔ ابن العمید زیادہ عاقل تھا۔ اور سخاوت کا مدعی۔ ابن العباد زیادہ سخی تھا اور عقل کا مدعی۔ دونوں اپنے اپنے دعوے میں تو کاذب۔ اور اپنی اپنی خصلت و عادت پر قائم ہیں۔ میں نے ایک دن اس (ابن العمید) کے دروازے پر شاعر کے یہ شعر پڑھے

(۱) کسی سلطنت کے سائے میں جب آدمی کے لئے کوئی مال و جمال نہ ہو۔ تو وہ اس کے انتقال کی آرزو کرتا ہے ؂

(۲) اور یہ (آرزوئے انتقال، اس وجہ سے نہیں ہوتی۔ کہ اسے اس موجودہ سلطنت سے کوئی بغض ہے۔ بلکہ اس لئے کہ وہ دوسری سلطنت سے اپنی امید وابستہ کرتا ہے۔ لہٰذا موجودہ سلطنت کے زوال کی تمنا کرتا ہے۔ میرے یہ اشعار پڑھنے کی اطلاع اُسے پہنچ گئی۔ مجھے پکڑ کر دھمکایا۔ اور کہنے لگا۔ اپنی جان کی خیر منا کر بھاگ جا۔ اس کے بعد اگر میں نے تجھے (یہاں) دیکھ پایا۔ تو کتوں کو تیرا خون پلا دوں گا[۲] ؂

اور اس (ابن العباد) کے دروازے پر چند ایام بیٹھا رہا۔ اور دونوں مذکورہ بیت سہواً میں نے پڑھ دیئے۔ یہ بات اس (ابن العباد) تک پہنچ گئی۔ مجھے بلا کر چند درہم[۳] اور کپڑے کے کچھ ٹکڑے دیئے۔ اور کہا۔ اس کے بعد ہماری سلطنت کے انتقال کی آرزو نہ کرنا ؂

ابو اسلم نے کہا ہے۔ یہ (ابن عباد) شعر کے بارہ میں تمام لوگوں سے زیادہ معذور ہے۔ ہر چھوٹی بڑی چیز کی حفاظت کرتا ہے ؂

ابو حیان نے اپنی کتاب اخلاق الوزیرین میں اختتام کتاب کے قریب کہا ہے اگر یہ بات کہ یہ دونوں یعنی ابن عباد و ابن عمید اپنے زمانے کے جلیل القدر آدمی تھے۔ اور امور (عظیمہ) کی انتہا انہی کی طرف ہوتی تھی۔ ان پر ہی فضل و شرف

---

[۱] رز تھما۔ دونوں کا تجربہ کیا ہے۔ راز الرجل ای جرّب ما عندہٗ و خبرہٗ ۱۲
[۲] اَو لغت الکلاب۔ ایلاغ الکلب۔ کُتّے کو پلانا ۱۲ [۳] دُرَیھمات جمع دُرَیھم تصغیر درہم۔ خُرَیقات۔ جمع خُرَیقہ تصغیر خرقہ۔ کپڑے کا ٹکڑا ۱۲ [۵] الطِمّ والرِمّ الطِمّ۔ پانی۔ سمندر۔ عدد کثیر۔ عمدہ۔ عجب۔ عجیب۔ الرِمّ۔ زمین۔ دماغ کا بھیجا۔ یقال جاء بالطِمّ والرِمّ ای بالبحریّ والبریّ او بالرطب والیابس او بالتراب والماء او المال الکثیر ۱۲

کا سورج طالع ہوا۔ اور دُنیا انہی دونوں سے مُزیّن ہوئی۔ اور ایسی حیثیت و مرتبت رکھتے تھے۔ کہ خوبی کی نشر و اشاعت اور بُرائی کی تقلیبہ[1] و تمثیل ان دونوں سے ہوتی تھی کہ نہ ہوتی۔ تو میں ان دونوں کی باتوں میں اس قدر سرگشتہ[2] و حیران نہ ہوتا۔ اور نہ ہی اس حد تک ان پر متوجہ ہوتا۔ لیکن جو شخص تمام و کمال کا مدعی ہو۔ اس میں نقص کا ہونا بہت بُرا ہے۔ اور امید بستہ آقا سے (سائل کی) محرومیت کمر شکن مصیبت[3] ہے۔ عالم سے جہالت کا رُونما ہونا امر ناشائستہ[4] اور عصمت کے مدعی سے ارتکاب گناہ کبیرہ بہت بڑی آفت[5] ہے۔ نیز جو شخص اپنے دعوے میں بخل سے اظہار بیزاری کرتا ہو۔ اس میں بخل کا ہونا (امر) عجیب ہے۔ لیکن ان تمام امور کے باوجود اگر تم ان تمام اشخاص میں (جو جبل (یعنی عراق عجم) اور دیلم (کے علاقے) میں اس تاریخ تک عہدۂ کتابت پر فائز رہے ہیں) ان دونوں کی نظیر تلاش کرو۔ تو نہیں پاؤ گے۔

ایک روز ابن عباد نے کہا۔ ابو الفضل بن عمید سردار تھا۔ لیکن ہمارے غبار کو بھی نہ پھاڑ سکا (یعنی ہمارے مرتبے کی گرد تک بھی نہ پہنچ سکا) اور نہ ہی ہمارے حُسن و جمال (شان و شوکت) کو پا سکا۔ اور نہ ہی ہماری دھار[6] (تیزئ فہم و دقت نظر) کو پہچان سکا۔ نہ علم دین میں۔ اور نہ ان امور میں جو مسلمانوں کے لئے نفع رساں ہیں۔ باقی رہا اس کا بیٹا۔ اس کی قدر و منزلت اس بارے میں تم جانتے ہو۔ اس کے علاوہ دیگر امور میں سبک[7] غیر مستقل ارادے والا اور فرومایہ آدمی ہے۔

لہ والقبیح یُثوّ ثوا ز آثر یُؤثر ایثاراً باب افعال یعنی اتباع و یقال اثر کذا بکذا۔ ای اتبعہ بہ ۱۲ [2] تسکع از باب تفعل سرگشتہ گردیدن۔ و بسیار مدت بودن در کار باطل و تمادی نمودن در آں بگوشہ رفتن ۱۲ [3] فاقرہ۔ داھیہ شدیدہ۔ کانہا تکسر فقار الظھر جمع فواقر ۱۲ [4] منکر ضد معروف۔ وہ فعل یا قول جس میں اللہ کی خوشنودی نہ ہو۔ امر ناشائستہ [5] جائحۃ۔ مصیبت۔ تھلکہ۔ داھیہ عظیمہ جمع جائحات وجوائح ۱۲ [6] شوار۔ شورہ۔ شارۃ۔ حسن و جمال۔ ہیئت۔ منظر۔ مخبر۔ لباس۔ زینت عمدہ گھر کا ساز و سامان ۱۲ [7] غرار۔ تلوار کی دھار ۱۲ [8] طیاش۔ آنکہ بہ ہنگ مختلف وارد و بریک ارادہ نرود طائش مرد سبک۔ از منتہی الارب۔ و در منجد نوشتہ الطیاش والطائش من لا یقصد وجہا لخفۃ عقلہ۔ قلاش ردی۔ ہیچ کارہ از ہر چیزے۔ مرد فرومایہ و ناکس۔ ۱۲۔

اس کے پاس کشتی کی رسّی اور زمین کے کنکروں (ردّی چیزوں) کے سوا اور کیا دھرا ہے
میں پیدا ہؤا۔ تو ستارۂ شعریٰ میرے طالع میں تھا۔ اگر ایک دقیقے (کا فرق) نہ ہوتا۔ تو میں مرتبۂ
نبوّت کو پالیتا۔ اور (اب بھی ایک طرح سے) نبوّت کو پا ہی لیا ہے۔ جبکہ میں اس کی حمایت و حفاظت
اور نُصرت کے لئے کھڑا ہوں۔ کون ہم سے جھگڑا کر سکتا ہے؟ یا مقابلہ کر سکتا ہے؟ یا ہمارے سامنے
اَڑ سکتا ہے؟ یا ہمارے ساتھ بحث و تکرار کر سکتا ہے؟

علی بن ۔۔۔۔ کہتے ہیں۔ ابن عباد کی عطا، ایک لاکھ درہم تا پانچ لاکھ اور ایک کپڑے سے
زیادہ نہیں ہوتی تھی۔ جو ہزار تک پہنچتی ہے۔ وہ شاذ و نادر ہے۔ اور ہزار سے اوپر اچنبہ ہے۔
(یعنی اس کی نظیر نہیں مل سکتی) ہاں اس کے جاہ کی بدولت چند لوگوں نے سالہا سال تک فائدہ
اٹھایا ہے۔ جس کی مقدار اس (عطیہ) سے کئی گنا زیادہ ہے۔ (لیکن) ان لوگوں کی تعداد بہت ہی
کم ہے۔ اور یہ (فائدہ) بھی جان کی قربانی اور پردہ دری سے (ان لوگوں کو نصیب ہؤا)

اس کی رکاکت کی نوبت یہاں تک پہنچی تھی۔ ابو طالب علوی اس کے پاس تھا۔ جب کبھی
مسجع کلام اس (ابو طالب) سے سنتا۔ یا کوئی ایسی خبر جسے سجا سجا کر بیان کرتا ہو۔ تو از فرط خوشی سے
(ابن عباد) آنکھیں کھول کھول کر اور نتھنوں کو پھلا پھلا کر اس کی طرف دیکھتا۔ منقول ہے۔ کہ
(ایک دفعہ) اس (ابو طالب) پر ایسی غشی طاری ہوگئی۔ کہ اس کے چہرے پر گلاب چھڑکا گیا۔ جب
ہوش میں آیا۔ تو کہا گیا۔ تجھے کیا ہؤا؟ تجھے کیا چیز لاحق ہوگئی؟ تجھے کس چیز نے آلیا۔ اور تجھ پر
کیا چھا گیا؟ اس نے جواب دیا۔ میرے آقا (ابن عباد) کی کلام مجھے شگفت و تعجب میں ڈالتی رہی
یہاں تک کہ میری دانش جاتی رہی۔ اور میری عقل مجھ سے زائل ہوگئی۔ میرے جوڑ جدا جدا ہوگئے
میرے دل کے کڑے سُست ہوگئے۔ میرا دماغ مختل ہوگیا۔ میرے اور میری فراست کے درمیان
پردہ حائل ہوگیا۔ اس وقت (یہ سن کر) ابن عباد کا چہرہ درخشاں ہوگیا۔ اور بازو ہلا کر کبر و فخر
اور جہالت سے ہنسنے لگا۔ پھر اس کے لئے عطیے اور مسند کا حکم دیا۔ اسے (ابو طالب) اپنے بجائے اد

ص ۱۶۲
عـــہ مصنف نے والد کا نام چھوڑ دیا ہے ۱۲

عہ قاش۔ کشتی کی رسی۔ لغت عراقیہ۔ قماش۔ زمین کے کنکر اور ریزے جمع اقمشہ ۱۲ ؎ ذبّ۔ حمایت و حفاظت ۱۲
؎ یجارینا الخ۔ مضارع از مجاراۃ۔ مباراۃ۔ مخاراۃ۔ مساراۃ۔ مشاراۃ۔ باب مفاعلہ تمام افعال
تقریبًا مترادف ہیں بمعنی جھگڑنا۔ بحث و مباحثہ کرنا ۱۲ ؎ بدیع۔ نو پیدا آوردہ و نو پیدا آورندہ
نہ بر مثالے بمعنی اسم فاعل و اسم مفعول ہر دو است۔ و یکے از اسماء باری تعالے ۱۲ ؎ تنمیق نگارین
کردن چیزے را۔ و نیکو نوشتن کتاب را و آراستن بکتابت ۱۲ ؎ یروقنی و یونقنی از روق
و ایناق بمعنی در شگفت آوردن و خوش آمدن ۱۲ ؎ الحباء۔ عطیہ۔ التکرمہ۔ وہ تکیہ
جس پر کسی شخص کو احترام و تعظیم کی غرض سے بٹھایا جاتا ہے ۱۲ عـــہ والد کا نام مصنف نے چھوڑ دیا ہے ۱۲
؎ خبر اینمقہ بیلق عینیہ لکھو اور "و یری" کو حذف کرو ۱۲ محمد اسحاق خان

اور حقیقی بھائیوں پر ترجیح دیتا۔ (بھلا) کون شخص اس طرح دھوکہ کھا سکتا ہے۔ وہ تو بے وقوف عورتوں اور کمزور لڑکوں کے ساتھ مشابہ اور ملتا جلتا ہے۔ وزیر ابو سعد منصور بن حسین آبی نے اپنی تاریخ میں الصاحب (ابن عباد) کی وہ حشمت اور نفوس میں اس کی قدر و منزلت کی وہ جلالت و عظمت بیان کی ہے۔ جس کی نظیر کسی اور وزیر کے لئے مذکور نہیں نہ اس سے پہلے۔ اور نہ اس کے پیچھے۔ میں یہاں وہ بیان کرتا ہوں۔ جو وزیر ابو سعد نے بیان کیا ہے۔ اسی روش پر جس سے اس نے اپنے کلام کو ترتیب دیا ہے۔

(ابو سعد نے) کہا ہے۔ کافی الکفاۃ (ابن عباد) کی والدہ کا انتقال مقام اصفہان میں ہو گیا اور اس کی خبر (مرگ)، اس کے پاس آئی۔ تو وہ نصف ماہ محرم ۳۸۴ھ پنجشنبہ کے دن ماتم[1] کیلئے بیٹھا۔ اس کا سلطان اور ولی نعمت فخر الدولہ بن رکن الدولہ ماتم پرسی کے لئے سوار ہو کر اس کے پاس آیا۔ اور اتر کر اس کے پاس بیٹھ کر دیر تک صبر و تسکین کی تلقین کرتا رہا (فخر الدولہ) نے عربی زبان میں اس کے ساتھ لمبی گفتگو کی۔ اور وہ (فخر الدولہ) فصیح عربی بولا کرتا تھا۔ چنانچہ (جانے کے لئے) جب اس نے اٹھنے کا ارادہ کیا۔ تو میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا۔ اے صاحب! یہ (انتقال والدہ) ایک ایسا زخم ہے۔ جو مندمل نہیں ہو سکتا۔ باقی رہے تمام امراء اور قائدین مثلاً منوچہر بن قابوس جبل (عراق عجم) کا بادشاہ اور فولاذ بن مانادر شاہان دیلم میں ایک بادشاہ اور ابو العباس فیروزان شاہ فخر الدولہ کا خالہ زاد بھائی اور ان کے علاوہ دیگر بڑے بڑے اور برگزیدہ اشخاص، یہ سب کے سب ننگے[2] پاؤں برہنہ سر[3] اس (ابن عباد) کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ ان میں سے ہر ایک کی آنکھ جب الصاحب پر پڑتی۔ تو وہ زمین بوسی کرتا پھر پے بہ پے اسی ہیئت میں (آہستہ آہستہ) آگے آتا۔ تا آنکہ قریب پہنچ جاتا۔ اور الصاحب اسے بیٹھنے کا حکم دیتا۔ تو وہ بیٹھ جاتا۔ (بغرض احترام) کسی کے لئے بھی الصاحب متحرک نہ ہوتا اور نہ ہلتا جلتا۔ بلکہ اپنی حسب عادت ویسے ہی بیٹھا رہا۔ جیسے ایام ماتم کے ماسوا دوسرے ایام میں بیٹھا رہتا تھا۔

وزیر ابو سعد نے کہا ہے۔ کافی الکفاۃ (ابن عباد) نے ابو الفضل بن الداعی کی لڑکی سے اپنے پوتے[5] عباد بن حسین کی منگنی[4] کی۔ اور ماہ ربیع الاول ۳۸۴ھ کی چودہ تاریخ کو

[1] تعزیۃ۔ ماتم پرسی کرنا۔ مصیبت زدہ کو صبر و تسکین کی تلقین کرنا ۱۲ [2] حفاۃ۔ واحد حافی۔ ننگے پاؤں۔ حُسّر۔ جمع حاسر۔ برہنہ۔ وہ شخص جس کے سر پر پگڑی نہ ہو۔ وہ سپاہی جس کے پاس زرہ اور خود یا ڈھال نہ ہو ۱۲ [4] خطب۔ خطبہ درخواست نکاح کردن ۱۲ [5] سبط۔ بالکسر پوتا۔ نواسہ۔ دونوں پر بولا جاتا ہے۔ لیکن نواسے پر زیادہ بولا جاتا ہے ۱۲

صفحہ ۱۳۰

پنجشنبہ کے روز اسی کے گھر میں نکاح ہوا۔ اور وہ عظیم الشان دن تھا۔ کافی الکفاۃ نے بڑا اہتمام کیا لہٰذا کافی الکفاۃ خوب آراستہ و پیراستہ ہوا اور بہت سے درہم و دینار نچھاور کئے گئے۔ اس بیاہ پر شاہ فخر الدولہ نے اس (کافی الکفاۃ) کے لئے اپنے ایک بڑے حاجب کے ہاتھ نچھاور کرنے کیلئے سونے چاندی کے پُر کئے ہوئے طباق بھیجے۔ جن کی تعداد سَو سے زیادہ تھی ؎

پھر اس (وزیر سعد) نے الصاحب (ابن عباد) کی وفات کو ذکر کیا ہے۔ اسی وقت میں جس میں دوسرے لوگوں نے ذکر کیا ہے۔ اور جیسا کہ ہم بھی ابھی بیان کرینگے۔ پھر اس (ابو سعد) نے کہا ہے۔ فخر الدولہ نے دس ماہ شعبان کو سہ شنبہ کے روز وفات پائی۔ (اس وقت) اس کی عمر ۴۴ سال ۶ مہینے اور کچھ دن تھی۔ اس کے بعد اس (فخر الدولہ) کے اخلاق اور لشکروں اور قلعوں اور ان اموال کو بیان کیا ہے۔ جو پیچھے چھوڑ گیا ؎

پھر اس (ابو سعد) نے کہا ہے۔ باقی رہا۔ اس (فخر الدولہ) کے عہد (حکومت) میں امر وزارت وہ اس سے زیادہ مشہور ہے۔ کہ اس کے ذکر کرنے کی احتیاج ہو۔ اس (فخر الدولہ) کا پہلا وزیر کافی الکفاۃ (الصاحب ابن عباد) تھا۔ قلموں کے بھالے (نوکیں) اور زبانوں کی تیزیاں اس کے اوصاف و فضائل میں سے معمولی سے معمولی وصف اور ادنے سے ادنے فضیلت کے سامنے بھی کُند ہیں۔ اگرچہ امر وزارت ان دنوں میں جس حالت کو پہنچ چکا ہے۔ نیز اس زمانے میں جن لوگوں کو وزارت کے احوال کی خبر نہیں۔ ان کا یہ اعتقاد رکھنا کہ امر (وزارت اس سے پہلے) ہمیشہ ایسا ہی رہا ہے۔ جیسا (اب) ہم دیکھ رہے ہیں یا اس کے قریب قریب یا اس کے مشابہ نہ ہوتا۔ تو ہم اس (امر وزارت ابن عباد) کے ذکر کرنے سے رُک جاتے۔ لیکن ہم اس کے کچھ تھوڑے احوال بیان کرتے ہیں یہ لوگ جن کو ہم نے (اوپر) بیان کیا ہے۔ یعنی بادشاہوں کے بیٹے امراء، قائدین، اور ان کے برابر کے تمام اشخاص سردار اور اکابر مثلاً (شاہ) مؤید الدولہ کی اولاد، اور عزّ الدولہ کا بیٹا، اور منوچہر بن قابوس بن وشمگیر .... (ان مذکورہ اشخاص میں سے ہر شخص کے قبضے میں اتنی جاگیر تھی۔ جن کی آمدنی پچاس ہزار دینار اور اس سے کم

لہ اِحْتَفَلَ۔ از احتفال باب افتعال۔ اِحْتَفَلَ۔ آراستہ شد و زینت گرفت۔ اِحْتَفَلَ فی الامر بالغ فیہ۔ احتفال بمعنی گرد آمدن۔ مبالغہ و وضوح و نیک قیام کردن بکارہا ۱۲ ؎ عین۔ سونا و ورق۔ چاندی ۱۲ ؎ خَلَّفَہَا۔ لکھو ؎ اَسِنَّۃ جمع واحد سِنَان۔ بالکسر۔ سرنیزہ و عصا و تیزی ہر چیزے ۱۲ ؎ عَذَبَات واحد عَذَبَۃ۔ تیزی زبان۔ چیغزلارہ۔ شملہ دستار شاخ درخت ؎ تَکِلُّ۔ فعل مضارع۔ از کَلّ۔ کُند ہو جانا۔ نہ کاٹنا ۱۲

بیس ہزار تک تھی) نیز اور بڑے بڑے سپہ سالار جن کی تعداد طویل ہے۔ اس کے دیوڑھی دولت پر حاضر ہوتے۔ اور اپنی سواریوں پر سرنگوں ہو کر ٹھہرے رہتے۔ اس کے مرتبے کی تعظیم اور ہیبت کے باعث ان میں سے کوئی بات تک نہ کرتا۔ یہاں تک کہ اس کے حاجیوں کا کوئی نائب نکلتا۔ اور وہ ان کے بڑوں میں سے بعض کو اجازت دیتا اور باقی سب کو واپس کر دیتا۔ جسے اندر داخل ہونے کی اجازت دی جاتی۔ وہ یہ خیال کرتا۔ کہ وہ اپنی آرزوؤں کو پہنچ گیا ہے۔ اور اس نے فرحت و مسرت[۱] و شرف و تعظیم کے لحاظ سے دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کر لی ہے۔ جب گھر کے اندر جا پہنچتا۔ اور (ابن عباد) اسے مجلس میں داخل ہونے کی اجازت دے دیتا۔ جب اس (اندر جانے والا) کی نظر اس (الصاحب ابن عباد) پر پڑتی۔ تو قریب پہنچنے تک تین یا چار مرتبہ زمین بوسی کرتا۔ پھر اپنے اپنے رتبۂ نشست پر بیٹھ جاتے۔ تا آنکہ اس کی خدمت سے ہر ایک اپنی اپنی حاجت پوری کر لیتا۔ اور کئی بار زمین بوسی کرنے کے بعد واپس پلٹ آتا ؎

(بغرض تعظیم) الصاحب ابن عباد کسی کے لئے کھڑا نہ ہوتا۔ (بلکہ کھڑے ہونے کا اشارہ بھی نہ کرتا۔ اور نہ ہی اس امر کی اس سے کوئی توقع رکھتا۔ اہواز سے واپس لوٹتے ہوئے مقام صَیمَرہ میں فروکش ہؤا۔ تو اس کے پاس فرقۂ معتزلہ کے زاہدوں میں سے ایک بزرگ آیا۔ جو عبداللہ بن اسحٰق کے نام سے مشہور تھا۔ الصاحب اس (کی تعظیم) کے لئے کھڑا ہو گیا۔ جب وہ رخصت ہو گیا۔ تو کافی الکفاۃ (الصاحب ابن عباد نے حاضرین کی طرف) متوجہ ہو کر کہا۔ میں بیس سال سے کسی شخص کے لئے کھڑا نہیں ہؤا (ابن عباد) نے یہ فعل (قیام) محض اس کے زہد و تقویٰ کی خاطر کیا۔ کیونکہ وہ اپنے زمانے کا ابدال تھا۔ باقی رہا علم۔ سو جس شخص کو اپنے سے زیادہ صاحب علم دیکھتا تھا۔ تو اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ اور لیکن سینوں میں اس کی ہیبت اور دلوں میں اس کا خوف صغیر و کبیر اور بعید و قریب کے نزدیک اس کی حشمت[۱] سو وہ اس درجے تک پہنچی ہوئی تھی۔ کہ خود اس کا آقا فخرالدولہ اس کے باعث بہت سے ان امور سے بھی منقبض[۲] اور کھچا رہتا تھا۔ جن کے کرنے کی اسے خواہش ہوتی تھی۔ اور اس کے مرتبے کے باعث کئی ایسی باتوں سے رکا رہتا تھا۔ جن کی طرف اس کا نفس حریص[۳] ہوتا تھا ؎

---

[۱] حشمت بالکسر۔ شرم و انقباض از کسے ۱۲ [۲] انقباض گرفتہ گردیدن و ترنجیدن۔ ضد انبساط سکڑنا۔ بھیجنا ۱۲ [۳] تنشرہ فعل مضارع از شرہ یشرہ شرہا۔ آز ناک و حریص شدن ۱۲

اس (ابن عباد) کی موت اور فخر الدولہ کے اس کے خلاف عادت امور میں بیباک ہوجانے[1] کے بعد لوگوں پر یہ بات واضح ہوگئی۔ اور معلوم ہوگیا۔ کہ فخر الدولہ اس کی حشمت کے باعث اپنے نفس کو لگام دئے[2] رکھتا تھا۔ نیز فخر الدولہ تعظیم و تکریم میں اسے والد کے قائمقام سمجھتا تھا۔ اور اسے روبرو[3] گفتگو اور تحریر میں لقب صاحب کے لقب سے خطاب کرتا تھا۔

باقی اکابرین سلطنت کی یہ حالت تھی۔ (ان میں سے) کوئی جب اس (ابن عباد) کے کسی ایک حاجب بلکہ اس کے کسی ایک بہت چھوٹے نوکر چاکر کو بھی دیکھ پاتا تو (خوف کے مارے) اس کے پارھائے[4] گوشت شانہ کانپنے لگتے۔ اور اس کی پسلی کی ہڈیاں[5] ہلنے لگتی۔ تا آنکہ وہ جان لیتا۔ کہ وہ (نوکر) اس سے کیا چاہتا ہے۔ اور کیا گفتگو کرتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک عورت نے (کافی الکفاۃ) کے پاس فولاذ بن مانادر کے کسی صاحب ظلم کی شکایت[8] پیش کی۔ اور بیان کیا۔ کہ وہ (صاحب فولاد) اس کے ایک حق میں اس سے تنازعہ کرتا ہے۔ کافی الکفاۃ نے فقط اتنا ہی کیا۔ کہ فولاذ کی طرف چہرہ اٹھا کر دیکھا (کافی الکفاۃ اپنے گروہ[8] میں اس کے پیچھے آرہا تھا) (کافی الکفاۃ کے دیکھنے سے ہی) فولاد حیران و پریشان ہوکر کانپنے لگا۔ اور کھڑا ہوکر وہیں جم گیا۔ تا آنکہ کافی الکفاۃ گزر گیا۔ پھر کافی الکفاۃ نے عورت کے ہمراہ ایسا شخص بھیجا جس نے اس (عورت) کو راضی کردیا۔ اور اس کی شکایت کو رفع کردیا۔ ایسے واقعات بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے بعض کے ذکر کرنے سے ہی کتاب لمبی ہوجاتی ہے۔ پھر تمام کا درج کرنا کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔

---

[1] انبساط۔ گسترده و پہناور گردیدن و گستاخ شدن اِنْبَسَطَ الفَرَسُ فی سیرہ۔ ای دخل وانبسط النہار دراز شد و ممتد روز و نیز انبساط کشادہ رُو شدن ۔۱۲ منتہی الارب

[2] یزمُّ۔ مضارع از زمّ یزمّ زمًّا۔ بستن زمام دادن ۱۲ [3] شِفَاهًا۔ مشافہۃ روبرو سخن گفتن ۱۲ [4] فرائص۔ واحد فریصہ۔ پارہ گوشت ما بین شانہ و پہلو کہ وقت فزع لرزان باشد یقال اِرْتَعَدَتْ فرائصُہ۔ یعنی سخت بیقرار و مضطرب شد ۱۲

[5] جوانح واحد جانحہ استخوان ہائے پہلو نزدیک سینہ ۱۲ [6] تصطفق۔ از اصطفاق جنبیدن درخت از باد۔ و جنبیدن تارہائے عود از زخمہ ۱۲ [7] تظلمت از تَظَلُّمٌ۔ شکایت کردن از ظلم کسے ۱۲ [8] موکب۔ گروہ بجہت آرائش سوار ہو یا پیدل ۱۲ [9] ان یوضع لکھو۔ ۱۲

اب اس کا ساز و سامان، نوکر چاکر، اور ہیبت و مرتبت سو ز ا ان جملہ معمولی سے معمولی یہ ہے۔ اس کے متعدد حاجب تھے۔ ان میں سے بعض حاجب ایسے تھے جو تین لاکھ یا قریب تین لاکھ مویشی والے طویلے کے انچارج تھے۔ اور بلکا حاجب کے احوال اس سے (بھی) بہت زیادہ بڑھے ہوئے تھے۔ وہ اس کے ایک نائب کے عمدہ عمدہ گھوڑوں والے طویلے کا انچارج تھا۔ جو (طویلہ) یزیدیہ کے نام سے مشہور تھا۔ اور وہ (بلکا) ان (عمدہ گھوڑوں) سے بے نیاز نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ راستوں کی نگہداشت، کردوں اور مفسدوں کی جستجو، اور آنے جانے والے مسافروں کی حفاظت کے ساتھ موصوف تھا۔

کافی الکفاۃ کا وہ سالانہ خرچ (جو نیکی۔ صدقات۔ خیرات کے راستوں اور شرفاء علماء۔ مسافران زیارت کنندہ اور اسی قسم کے اور دوسرے لوگوں کے صلوں میں جن کو بہ تکلف اپنے ذمے لیتا۔ اور اس سے دنیا کی شہرت[۵] اور آخرت کے ثواب کا طالب ہوتا) ایک لاکھ دینار سے زیادہ تھا۔

پھر مؤید الدولہ کے بعد ابن عباد اس کے بھائی فخر الدولہ برادر عضد الدولہ[۴] کا وزیر ہوا۔ اٹھارہ سال کچھ ماہ وزارت کی۔ اور بچاس قلعے فتح کر کے فخر الدولہ کے حوالے کئے۔ ان کا دسواں حصہ بھی اس کے باپ اور بھائی کیلئے مجتمع نہ ہوا۔

صـ ۱۶

الصاحب ابن عباد کافی الکفاۃ نے حدیث کی سماعت کی ہے۔ اور اسے لکھوایا ہے۔ ابو الحسن علی بن محمد طبری کیا نے بیان کیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ جب الصاحب ابن عباد نے (حدیث) لکھوانے کا ارادہ کیا۔ بحالیکہ وہ وزیر تھا۔ تو چادر[۵] اوڑھے ہوئے اور پگڑی کو (بطرز ڈاٹا) ٹھوڑی کے نیچے سے نکالے ہوئے اہل علم کے لباس میں ایک دن باہر نکلا۔ اور کہنے لگا۔ علم میں میرے مرتبے کو تم جانتے ہو (یعنی تم جانتے ہو۔ کہ علم میں میرا کتنا بڑا مرتبہ ہے) لوگوں نے اس کے لئے اس امر کا اقرار کیا۔ پھر اس نے کہا میں اس امر (علم) سے آمیختہ ہوں۔ اور بچپن سے لے کر

---

[۱] عیث۔ تباہ کردن و تباہی رسانیدن گرگ در رمہ ۱۲ [۲] سابلہ۔ راہ پا سپردہ و بسیار مسلوک۔ و مسافران۔ و آیندہ و روندہ ۱۲ [۳] مؤید الدولہ۔ فخر الدولہ۔ عضد الدولہ تینوں بھائی ہیں۔ اور رکن الدولہ کے لڑکے ہیں ۱۲ [۴] متطلسا متحنکا۔ از تطلس و تحنک۔ تطلس۔ طیلسان اوڑھنا۔ و طیلسان معرب تالسان است بمعنی چادر جمع طیالسہ۔ تحنک۔ عمامہ زیر زنخ برآوردن ۱۲

اس وقت تک جو مال و زر میں نے خرچ کیا ہے۔ وہ تمام میرے باپ دادے کے مال سے تھا۔ لیکن اس کے باوجود انجام بد سے مُبرا نہیں ہوں۔ میں اللہ اور تم کو اس امر کا گواہ بناتا ہوں۔ کہ میں اللہ کے ہاں، توبہ کرتا ہوں۔ ہر اُس گناہ سے جو میں نے کیا ہے ؛

ابن عباد نے اپنے (رہنے کیلئے) لئے ایک گھر اپنے لئے خاص لیا۔ اور (اس کا نام بیت التوبہ (خانۂ توبہ) رکھا۔ ایک ہفتہ تک اسی طریق پر (وہاں) ٹھہرا رہا۔ پھر اپنی توبہ کے صحیح ہونے کے بارے میں فقہاء سے تحریریں لیں۔ پھر (اس بیت التوبہ سے نکل کر (حدیث) لکھوانے کے لئے بیٹھا۔ (حدیث لکھنے کے لئے) خلق کثیر حاضر ہوئی۔ ایک لکھوانے والے کی طرف چھ آدمی منسوب تھے (ایک شخص چھ آدمیوں کو لکھواتا تھا) ہر ایک اپنے ساتھی کو (روایتِ حدیث) پہنچاتا جاتا تھا۔ پس لوگوں نے (حدیث کو) لکھا۔ حتیٰ کہ قاضی القضاۃ عبدالجبار نے بھی۔ اور (قاضی عُمیری نے اس (ابن عباد) کی طرف بطور ہدیہ کتابیں بھیجیں۔ اور (ان کے ساتھ (یہ اشعار) لکھے ؛

(۱) عُمیری کافی الکفاۃ (ابن عباد) کا غلام ہے۔ اگرچہ چیف ججوں میں شمار ہوتا ہے

(۲) اس (عمیری) نے بارگاہِ بلند کے حضور ایسی کتابیں پیش کی ہیں۔ جو (مشامِ روح کو) اپنے (حسن کی خوشبو) سے پُر کر رہی ہیں اور بھر رہی ہیں ؛

ان (اشعار) کے نیچے (الصاحب نے (جواباً) لکھا ہے

(۱) تمام کتابوں میں سے ہم نے ایک کتاب قبول کی۔ اور باقی کتب کو ان کے وقت پر واپس کر دیا۔ (کسی کی ضرورت پڑی۔ تو حسبِ ضرورتِ وقت منگالیں گے)

(۲) میں زیادہ کو غنیمت شمار نہیں کیا کرتا۔ کیونکہ میری طبیعت " لو" کا کہنا ہے۔ اور میرا مذہب " لاؤ" کا کہنا نہیں ہے (یعنی میں لوگوں کو بطور بخشش دیا کرتا ہوں۔ اُن سے لیا نہیں کرتا ؛

ل تبعات۔ واحد تَبِعَۃ۔ تبعۃ و تباعۃ۔ عاقبت بد یا نیک۔ و استعمال او بمعنی عاقبت بد غالب است ۱۲

ک اِعتَدّ۔ فعل ماضی از اعتداد۔ بشمار آمدن و معدود گردیدن ۱۲ ۳ ضمعات۔ واحد مُفعِمَۃ از اِفعام بروزن اِفعال۔ بہ شمیم پُر کردن مشام کسے را و خوشبوناک کردن مشک خانہ را۔ و پُر کردن خنور و مانند آں را۔ مُترِعات واحد مُترِعَۃ از اِتراع بروزن اِفعال۔ پُر کردن۔ اَترعَ الاِناءَ پُر کرد آں را ۱۲

ک۴ اَستَغنِمُ۔ فعل مضارع از اِستغنام۔ غنیمت شمردن ۱۲

اس کے پاس کشتی کی رسّی اور زمین کے کنکروں (ردّی چیزوں) کے سوا اور کیا دھرا ہے میں پیدا ہوا۔ تو ستارۂ شعری میرے طالع میں تھا۔ اگر ایک دقیقے (کا فرق) نہ ہوتا۔ تو میں مرتبۂ نبوت کو پالیتا۔ اور (اب بھی ایک طرح سے) نبوت کو پا ہی لیا ہے۔ جبکہ میں اس کی حمایت و حفاظت اور نصرت کے لئے کھڑا ہوں۔ کون ہم سے جھگڑا کر سکتا ہے؟ یا مقابلہ کر سکتا ہے؟ یا ہمارے سامنے اَڑ سکتا ہے؟ یا ہمارے ساتھ بحث و تکرار کر سکتا ہے؟

علی بن ۔۔۔ کہتے ہیں۔ ابن عباد کی عطا، ایک لاکھ درہم تا پانچ لاکھ اور ایک کپڑے سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔ جو ہزار تک پہنچتی ہے۔ وہ شاذو نادر ہے۔ اور ہزار سے اوپر اچنبہ ہے۔ (یعنی اس کی نظیر نہیں مل سکتی، ہاں اس کے جاہ کی بدولت چند لوگوں نے سالہا سال تک فائدہ اٹھایا ہے۔ جس کی مقدار اس (عطیہ) سے کئی گنا زیادہ ہے۔ (لیکن) ان لوگوں کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ اور یہ (فائدہ بھی جان کی قربانی اور پردہ دری سے) ان لوگوں کو نصیب ہوا۔)

اس کی رکاکت کی نوبت یہاں تک پہنچی تھی۔ ابو طالب علوی اس کے پاس تھا۔ جب کبھی مسجع کلام اس (ابو طالب) سے سنتا۔ یا کوئی ایسی خبر جسے سجا سجا کر بیان کرتا ہو۔ تو از فرط خوشی سے (ابن عباد) آنکھیں کھول کھول کر اور نتھنوں کو پھلا پھلا کر اس کی طرف دیکھتا۔ منقول ہے کہ (ایک دفعہ) اس (ابو طالب) پر ایسی غشی طاری ہوگئی۔ کہ اس کے چہرے پر گلاب چھڑکا گیا۔ جب ہوش میں آیا۔ تو کہا گیا۔ تجھے کیا ہوا؟ تجھے کیا چیز لاحق ہوگئی؟ تجھے کس چیز نے آلیا اور تجھ پر کیا چھا گیا؟ اس نے جواب دیا۔ میرے آقا (ابن عباد) کی کلام مجھے شگفت و تعجب میں ڈالتی رہی یہاں تک کہ میری دانش جاتی رہی۔ اور میری عقل مجھ سے زائل ہوگئی۔ میرے جوڑ جدا جدا ہوگئے میرے دل کے کڑے سست ہوگئے۔ میرا دماغ مختل ہوگیا۔ میرے اور میری فراست کے درمیان پردہ حائل ہوگیا۔ اس وقت (یہ سن کر) ابن عباد کا چہرہ درخشاں ہوگیا۔ اور بازو ہلا کر کبر و فخر اور جہالت سے ہنسنے لگا۔ پھر اس کے لئے عطیے اور مسند کا حکم دیا۔ اسے (ابو طالب) اپنے حجاز اد

عہ قاش۔ کشتی کی رسی۔ لغت عراقیہ۔ قماش۔ زمین کے کنکر اور ریزے جمع اقمشہ ۱۲ ۔ ۱ ذیت۔ حمایت و حفاظت ۲

۲ یجارینا الخ۔ مضارع از مجاراۃ۔ مباراۃ۔ مخاراۃ۔ مساراۃ۔ مشاراۃ۔ باب مفاعلہ تمام افعال تقریباً مترادف ہیں بمعنی جھگڑنا۔ بحث و مباحثہ کرنا ۱۲ ۳ بدیع۔ نو پیدا آوردہ و نو پیدا آورندہ بر مثالے بمعنی اسم فاعل و اسم مفعول ہر دو است۔ و یکے از اسماء باری تعالےٰ ۱۲ ۴ تنمیق نگارین کردن چیزے را۔ و نیکو نوشتن کتاب را و آراستن بکتابت ۱۲ ۵ یروقنی۔ دیلو نقنی از روق وایناق بمعنی در شگفت آوردن و خوش آمدن ۱۲ ۶ الحباء۔ عطیہ۔ التکرمہ۔ وہ تکیہ جس پر کسی شخص کو احترام و تعظیم کی غرض سے بٹھلایا جاتا ہے ۱۲ عہ والد کا نام مصنف نے چھوڑ دیا ہے ۱۲

ہ خبر اینقہ یبلق عتبتہ لکھو اور "و مری" کو حذف کرو ۱۲ محمد اسحاق خاں

۱۶۲ ص علی مصنف سے والد کا نام چھوٹ گیا ہے ۱۲

اس کے پاس کشتی کی رسّی[عـ۱] اور زمین کے کنکروں (ردّی چیزوں) کے سوا اور کیا دھرا ہے
میں پیدا ہوا۔ تو ستارۂ شعریٰ میرے طالع میں تھا۔ اگر ایک دقیقے کا فرق نہ ہوتا۔ تو میں مرتبۂ
نبوت کو پالیتا۔ اور اب بھی ایک طرح سے نبوت کو پا ہی لیا ہے۔ جبکہ میں اس کی حمایت و حفاظت
اور نصرت کے لئے کھڑا ہوں۔ کون ہم سے جھگڑا کر سکتا ہے؟ یا مقابلہ کر سکتا ہے؟ یا ہمارے سامنے
اَڑ سکتا ہے؟ یا ہمارے ساتھ بحث و تکرار کر سکتا ہے؟

علی بن[عـ۹] ۔۔۔۔ کہتے ہیں۔ ابن عباد کی عطا، ایک لاکھ درہم تا پانچ لاکھ اور ایک کپڑے سے
زیادہ نہیں ہوتی تھی۔ جو ہزار تک پہنچتی ہے۔ وہ شاذونادر ہے۔ اور ہزار سے اوپر اچنبہ ہے۔
(یعنی اس کی نظیر نہیں مل سکتی) ہاں اس کے جاہ کی بدولت چند لوگوں نے سالہا سال تک فائدہ
اٹھایا ہے۔ جس کی مقدار اس (عطیہ) سے کئی گنا زیادہ ہے۔ لیکن ان لوگوں کی تعداد بہت ہی
کم ہے۔ اور یہ (فائدہ بھی جان کی قربانی اور پردہ دری سے ان لوگوں کو نصیب ہوا۔)

اس کی رکاکت کی نوبت یہاں تک پہنچی تھی۔ ابو طالب علوی اس کے پاس تھا۔ جب کبھی
مسجع کلام اس (ابو طالب) سے سنتا۔ یا کوئی ایسی خبر جسے سجا سجا کر بیان کرتا ہو۔ تو از فرط خوشی سے
ابن عباد آنکھیں کھول[عـ۵] کھول کر اور نتھنوں کو پھلا پھلا کر اس کی طرف دیکھتا۔ منقول ہے۔ کہ
(ایک دفعہ) اس (ابو طالب) پر ایسی غشی طاری ہوگئی۔ کہ اس کے چہرے پر گلاب چھڑکا گیا۔ جب
ہوش میں آیا۔ تو کہا گیا۔ تجھے کیا ہوا؟ تجھے کیا چیز لاحق ہو گئی؟ تجھے کس چیز نے آلیا اور تجھ پر
کیا چھا گیا؟ اس نے جواب دیا۔ میرے آقا (ابن عباد) کی کلام مجھے شگفت و تعجب میں ڈالتی رہی
یہاں تک کہ میری دانش جاتی رہی۔ اور میری عقل مجھ سے زائل ہو گئی۔ میرے جوڑ جدا جدا ہو گئے
میرے دل کے کڑے سست ہو گئے۔ میرا دماغ مختل ہو گیا۔ میرے اور میری فراست کے درمیان
پردہ حائل ہو گیا۔ اس وقت (یہ سن کر) ابن عباد کا چہرہ درخشاں ہو گیا۔ اور بازو ہلا کر کبر و فخر
اور جہالت سے ہنسنے لگا۔ پھر اس کے لئے عطیے اور مسند کا حکم دیا۔ اسے (ابو طالب) اپنے چچازاد

(حاشیہ: ۱۶۲ عـ۹ مصنف نے والد کا نام چھوڑ دیا ہے ۱۲)

عـ۱ قاثش۔ کشتی کی رسی۔ لغت عراقیہ۔ تماش۔ زمین کے کنکر اور ریزے جمع قمشہ ۱۲ عـ۱ ذبیّت۔ حمایت و حفاظت ۲؍
عـ۲ یجارینا الخ۔ مضارع از مجاراۃ۔ مباراۃ۔ مماراۃ۔ مساراۃ۔ مشاراۃ۔ باب مفاعلہ تمام افعال
تقریباً مترادف ہیں۔ بمعنی جھگڑنا۔ بحث و مباحثہ کرنا ۱۲ عـ۳ بدیع۔ نو پیدا آوردہ و نو پیدا آورندہ
شبہ مثالے بمعنی اسم فاعل و اسم مفعول ہر دو آمدست۔ و یکے از اسماء باری تعالےٰ ۱۲ عـ۴ تنمیق نگارین
کردن چیزے را۔ و نیکو نوشتن کتاب را و آراستن بکتابت ۱۲ عـ۵ یروقنی دیوقنی از روق
وایناق بمعنی در شگفت آوردن و خوش آمدن ۱۲ عـ۶ الحبآء۔ عطیہ۔ استارہ۔ وہ تکیہ
جس پر کسی شخص کو احترام و تعظیم کی غرض سے بٹھایا جاتا ہے ۱۲ عـ۹ والد کا نام مصنف نے چھوڑ دیا ہے ۱۲
عـ۵ خبر اَیفقہ بیلق عینیہ لکھو اور "و یری" کو حذف کرو ۱۲ محمد اسحاق خاں

(الصاحب نے پوچھا) تمہارے ہاں کس کے رسائل پڑھے جاتے ہیں؟ اس آدمی نے کہا۔ ابن عبد کان کے رسائل الصاحب نے کہا۔ اور کس کے؟ اس نے جواب دیا۔ الصابیٔ کے۔ اس کے پاس کے ایک ہمنشین نے اسے چٹکی بھری۔ کہ کہے۔ رسائل الصاحب ابن عباد لیکن اس آدمی نے نہ سمجھا۔ الصاحب نے (چٹکی بھرتے ہوئے) دیکھ لیا۔ اور کہا۔ تو اس گدھے کو چٹکی بھر رہا (اشارے سے سمجھا رہا) ہے۔ جس میں فہم و دریافت کی حس نہیں ؛

صاحب خراسان شاہ نوح بن منصور سامانی نے خفیہ طور پر الصاحب ابن عباد کی طرف پیغام بھیجا۔ جس میں اسے اپنی بارگاہ کی طرف دعوت دی۔ اور اپنی خدمت و ملازمت کے لئے رغبت دلائی۔ اور بڑی بڑی[1] بخشش عطا کیں۔ ابن عباد کی معذرت کے منجملہ یہ بھی ہے۔ کہ اس نے کہا۔ اس قوم کی مفارقت و جدائی میرے لئے کیونکر اچھی ہوسکتی ہے۔ کہ انہی کی بدولت میرا مرتبہ بلند ہوا۔ اور انہی سے مخلوق میں میری شہرت پھیلی۔ پھر میں اپنے اموال و املاک کو بہت سے بوجھوں کے ہوتے کیسے اٹھوا سکتا ہوں۔ اور میرے پاس علم کی خاص خاص کتابیں اس مقدار میں ہیں۔ کہ چار سو یا چار سو سے زیادہ اونٹوں پر لادی جا سکتی ہیں۔ ابوالحسن بیہقی نے کہا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ رَے کا کتب خانہ اس پر دلیل و شاہد ہے۔ بعد ازاں کہ سلطان محمود بن سبکتگین نے اسے جلا (بھی) ڈالا ہے۔ میں نے اس کتب خانے کا مطالعہ و معائنہ کیا۔ تو ان کتابوں کی فہرست کی اٹھارہ جلدیں پائیں۔ (قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ کتابوں کی فہرست کی اٹھارہ جلدیں تھیں۔ کتابوں کا اندازہ کر لو۔) سلطان محمود جب رَے میں وارد ہوا۔ تو اسے کہا گیا۔ کہ یہ کتابیں روافض[2] اور اہل بدعت[3] کی ہیں۔ سلطان نے ان کتب سے علم کلام کی کتابیں نکلوا لیں۔ اور باقی کے جلا دینے کا حکم دے دیا ؛

الصاحب کی کئی تصانیف ہیں۔ کتاب المحیط باللغۃ دس جلدیں۔ اس کے رسائل

---

[1] سنیۃ۔ بلند۔ مراد بڑی ۱۲ [2] روافض۔ واحد رافضہ۔ گروہے از لشکریاں کہ قائد و رہبر خود را مانند و ترک داوند و باز گشتند از وے۔ و جماعتے از شیعان۔ کہ با زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالے عنہم۔ بیعت کردند۔ و باز باو گفتند۔ کہ از شیخین اظہار تبرّء کند۔ و سے ابا وانکار نمود وگفت کہ ایشاں وزیران جدم بودند۔ پس ایشاں از وے باز گشتند و رفاقتش ترک کردند۔ پس بسبب ترک رفاقت حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم ایشاں باسم رافضہ موسوم گشتند۔ بالحاق یاء نسبت رافضی گفتہ شود۔ از منتہی الارب ۱۲

[3] اہل البدع۔ بدع۔ واحد بدعۃ۔ رسم نو در دین بعد اکمال آں۔ یا ہرچہ پیدا گشت در دین بعد نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲

دیوان دس جلدیں۔ کتاب[۲] الکافی رسائل۔ کتاب[۳] الزیدیہ۔ کتاب[۴] الاعیاد و فضائل النوروز کتاب[۵] الامامۃ، حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی تفضیل اور سابق (خلفاء ثلاثہ) کی امامت و خلافت کی تصحیح میں۔ کتاب[۶] الوزراء لطیف۔ کتاب[۷] عنوان المعارف فی التاریخ۔ کتاب الکشف[۸] عن مساوی المتنبی۔ کتاب[۹] مختصر اسماء اللہ تعالیٰ و صفاتہ[۱۰] کتاب[۱۱] العروض الکافی۔ کتاب[۱۲] جوہرۃ الجمہرۃ۔ کتاب[۱۳] نہج السبیل فی الاصول۔ کتاب[۱۴] اخبار ابی العیناء۔ کتاب[۱۵] نقض العروض۔ کتاب[۱۶] تاریخ الملک و اختلاف الدول۔ کتاب[۱۷] الزیدیین۔ اس کے شعروں کا دیوان[۱۸]

وزیر ابو العلاء بن حسول نے بیان کیا ہے۔ اس نے کہا۔ دینار مجوسی (آتش پرست) دفتر رے میں صدر تھا۔ وہ بہت مالدار اور صاحب[۱] دینار و درہم بسیار تھا۔ ایک شخص نے الصاحب کی طرف لکھا ؎

(۱) جہاں کا کافی الکفاۃ اپنے لشکر میں دینار مجوسی کا دینار[۲] (مال و زر) کیوں نہیں بانٹ دیتا

(۲) اس (دینار مجوسی) کی بیخ کنی کرنے میں کم از کم یہ (فائدہ) تو ضرور ہے۔ کہ اس کافی الکفاۃ) کا دفتر آتش پرست مجوسی سے پاک ہوگا

الصاحب نے دینار مجوسی کو پکڑ لیا۔ اور تاوان[۴] لگا کر اس سے بہت سا مال لے لیا اس کا باعث (مذکورہ) دونوں بیت تھے

ابن بابک نے بیان کیا۔ وہ کہتا ہے۔ میں نے الصاحب بن عباد سے سنا ہے۔ وہ کہتا تھا۔ عربی و فارسی اشعار کے ایک لاکھ قصائد سے میری مدح کی گئی ہے۔ اور میں نے شعراء، ادباء، زائرین اور قصاد[۵] پر اپنا مال و زر خرچ کیا ہے۔ مجھے کسی شعر سے ایسی خوشی اور کسی شاعر نے ایسا خوش نہیں کیا۔ جیسا کہ ابو سعید رستمی اصفہانی نے اپنے اس قول سے ؎

(۱) وہ (ابن عباد) اپنے بزرگ و برتر باپ اور دادے سے علی الترتیب وزارت کا وارث

---

[۱] مدثرا۔ رجلٌ مُدَنَّرٌ۔ مردے بسیار دینار و دینار۔ مُدَنَّرٌ۔ دینار سکہ زدہ مُدَرْهَمٌ رَجَلٌ مُدَرْهَمٌ۔ مردے بسیار درہم ۱۲ [۲] دینار دینار۔ پہلے دینار سے مراد مال و زر ہے اور دوسرا دینار مجوسی کا نام ہے ۱۲ [۳] قطع شنافتہ۔ شنافۃ۔ اصل و بیخ۔ قطع شنافتہ۔ یرید اصل و بیخ یقال استاصل اللہ شنافتہ یعنی ببرد اصل و بیخ آں را خدائے [۴] صادرہ۔ از مصادرۃ تاوان فرمودن و خون کسے را بمال او فروختن۔ صادرہ علی الشیء وبہ ای طالبہ بہ ملحّا

[۵] قصاد۔ قصیدہ خوان۔ یا آنے والے ۱۲

ہُوا۔ جس کا سلسلۂ اسناد ایک دوسرے سے ملا ہُوا ہے ؛

(۲) عبّاس سے عبّاد وزارت لیتا ہے۔ اور عبّاد سے اسمٰعیل۔ ابو حیّان کہتا ہے۔ الصاحب ابن عباد طویل فکر[1] و غور کے ساتھ لمبے لمبے سانس کھینچتے، سینے میں آواز کو پھیرتے۔ دونوں نتھنوں کو پھیلاتے۔ جبڑوں کو مروڑتے۔ گردن کو ٹیڑھا کرتے اور مونچھوں کے ساتھ کھیلتے، اور اظہار کراہت و درشتی کرتے ہوئے اپنے کلام کے اخیر سجع کو لاتا۔ ان عجیب و غریب شکلوں اور بیان شافی پر اس کو مسائل کی تقریر کرتے ہوئے دیکھو۔ تو عجائب و غرائب میں سے ایک عجیب و غریب چیز کو دیکھو گے۔

میں نے مصر میں ثعالبی کی کتاب یتیمۃ الدّہر کے ایک نسخے[2] میں پڑھا ہے۔ میرے پاس عون بن حسین ہمذانی تمیمی نے بیان کیا۔ وہ کہتا ہے۔ میں ایک دن الصاحب ابن عباد کے خزانۃ الخلع[3] میں تھا۔ تو اس (خزانۃ الخلع) کے کاتب (اور وہ میرا دوست تھا) کے رجسٹر حسابات میں میں نے دیکھا۔ کہ اُن دستارہائے خز[4] کی تعداد جو اس جاڑے[5] میں سادات، فقہاء، شعرا کی خلعتوں میں صرف ہوئیں۔ آٹھ سو تھی۔ علاوہ ان دستاروں کے جو خدم و حشم کی خلعتوں میں صرف ہوئیں۔ وہ (عون بن حسین) کہتا ہے کہ اس (ابن عباد) کو خز بہت بھاتا تھا۔ اور اپنے گھر میں اس (خز) کو کثرت سے استعمال کرنے کا حکم دیتا تھا۔ ابوالقاسم زعفرانی نے ایک دن تمام خدم و حشم کو رنگین فاخرہ خز پہنے ہوئے دیکھا۔ پس ایک کونے میں الگ ہوکر بیٹھ گیا۔ اور کچھ لکھنے لگا الصاحب نے اس کے متعلق پوچھا۔ تو اسے کہا گیا۔ کہ وہ (ابوالقاسم) فلاں جگہ میں (بیٹھا ہُوا) لکھ رہا ہے۔ الصاحب نے کہا۔ اسے لاؤ۔ ابوالقاسم زعفرانی نے اتنی مہلت چاہی تاکہ اپنے مکتوب کو پورا کرلے۔ الصاحب نے اس سے عجلت اور شتابی کی اور حکم دیا۔ کہ اس کے ہاتھ میں جو کاغذ[6] ہے اُسے

---

[1] اِثر۔ بعد وپس۔ رَوِیّہ۔ فکر و اندیشہ در کار۔ حَشرَجة۔ آمد و شد کردن جان در گلو وقت مرگ۔ و گردیدن آواز در حلق دراں حال۔ و گردیدن آواز خرخر در حلق سُے۔ شِدق بالکسر و بفتح۔ کنج دہان از جانب باطن رخسار۔ و ہر دو جانب رود بار و ہر دو کنارۂ آں جمع اَشداق۔ عُنفة بالضم۔ کراہت۔ و عَنف با لفتح بغیر تاء۔ درشتی ضد رفق ۱۲

[2] فی نسخة اليتيمة للثعالبى" لکھو ۱۲ [3] خزانة الخلع۔ الخِلَع واحد خلعت۔ پوشاک۔ وردی ۱۲

[4] خزّ۔ حریر۔ ایک کپڑا جو ریشم اور حریر سے بُنا ہُوا ہوتا ہے۔ و در منتہی الارب نوشتہ خزّ بالفتح جانور لیست و جامہ از پشم آں۔ جمع خزوز ۱۲ [5] الشتوة۔ موسم سردی۔ زمستان ۱۲ [6] الدّرج۔ درج بالفتح کاغذ ونبشہ ۱۲

چھین لیا جائے۔ زعفرانی اس کی طرف اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا۔ خدا الصاحب کی تائید کرے ۵

(۱) اس کو اس کے قائل سے سُن۔ اس سے آپ کے شگفت و تعجب میں اضافہ ہو گا۔ گل کا حُسن اس کی ٹہنیوں میں ہوتا ہے ۔

الصاحب نے کہا۔ اے ابوالقاسم الا۔ پس اس نے اسے ابیات سنائے۔ جن میں سے یہ بھی ہے ۵

(۱) تیرا غیر اپنے فراہم کرنے اور ذخیرہ بنا کر مال رکھنے کو تو نگری خیال کرتا ہے اور حرص و لالچ اس کو حکم دیتا ہے۔ کہ (جوڑ جوڑ کر) خزانہ بنائے ۔

(۲) اور تو امید بستہ ابن عباد۔ اپنے عطا و بخشش کرنے کو ہی اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کا پا لینا خیال کرتا ہے ۔

(۳) تیری خیر (بخشش و سخاوت) ہتھیلی[2] پھیلائے ہوئے (سائل) اور ہتھیلی کو پھیرے[3] ہوئے (غیر سائل) دونوں کے لئے قریب الحصول ہے ۔

(۴) تو نے قسم قسم کی داد و دہش سے مخلوق کو ڈبو دیا ہے۔ پس سب سے زیادہ چھوٹی چیز جس کے وہ مالک ہوئے۔ تو نگری ہے ۔

(۵) تو نے سب سے زیادہ شعر گو شاعر کو بھی چپ[4] کرا دیا۔ اور سب سے زیادہ شکر گذار (شکریہ کہنے والا) کو عاجز اور تو تلا کر دیا۔ یعنی شاعر اپنی پُر گوئی کے باوجود اور شکریہ کہنے والے اپنی قادر الکلامی کے باوجود تیرے اوصاف کرم کے بیان کرنے اور شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہیں ۔

(۶) اے وہ ذات جس کے عطیے تو نگری کا تحفہ بھیجتے ہیں۔ قریب بعید کے صحنوں کی طرف ۔

(۷) تو نے مُقیمین اور زائرین کو وہ وہ پوشاکیں پہنائی ہیں کہ ہم اس کی نظیر کو بھی ممکن خیال نہیں کرتے۔

(۸) بجز میرے گھر کے تمام نوکر چاکر قسم قسم کے خز کا لباس پہنے پھر رہے ہیں ۔

پس الصاحب نے کہا میں نے معن بن زائدہ کی حکایات میں پڑھا ہے۔ کہ ایک آدمی نے کہا کہ مجھے سوار کرو (یعنی سواری دو) تو اس نے اس کے لئے ایک گھوڑے۔ ایک خچر۔ ایک گدھے

---

[1] یعُدُّ الغِنیَ ما اقتنتنی لکھو۔ اقتنا۔ فراہم آوردن۔ ذخیرہ کردن۔ ورزیدن ولازم کردن چیزے ۱۲

[2] باسط الکف۔ دراز کنندۂ کف۔ بسطَ یدَہٗ۔ دراز کرد دست خود را۔ قال اللہ تعالیٰ۔ ھو کباسطِ کفّیہِ الی الماء

[3] ومثنٍ ثناھا ضمیر ہا راجع بسوئے کف است و ثنا فعل ماضی است از ثنی بازگردانیدن۔ دو تا کردن

[4] مُفحَم۔ اسم مفعول از اِفحام بروزن افعال۔ مُفحَم۔ آنکہ بر شعر گوئی قادر نباشد۔ درماندہ۔ اَلکَن۔ کُند زبان درماندہ بسخن۔ لُکنہ۔ درماندن بسخن ۱۲

اور ایک اونٹنی کے دینے کا حکم دیا۔ پھر کہا۔ اگر مجھے علم ہوتا کہ خدا نے ان کے ماسوا اور بھی کوئی سواری کا جانور پیدا کیا ہے۔ تو میں تجھے اس پر بھی سوار کرتا۔ اور تیرے لئے خزؔ کے ایک جبّے ایک قمیص ایک پاجامے۔ ایک دستار۔ ایک رومال۔ ایک مطرفؔ ایک چادر۔ ایک (جوڑے) جراب کے دینے کا ہم نے حکم دیا۔ اور اگر ہمیں کسی اور لباس کا علم ہوتا۔ جو خزؔ سے بنایا جاتا ہے۔ تو ہم تجھے وہ بھی دیتے۔ پھر اسے (ابوالقاسم) کو خزانۃ الخلع) میں داخل کرنے کا حکم دیا۔ اور یہ تمام پوشاکیں اسے پہنا دی گئیں۔ اور اس وقت میں پہننے سے جو زائد تھیں۔ وہ اس کے غلام کے حوالے کر دی گئیں

اس نے کہا ہے۔ میرے پاس ابوعبداللہ محمد بن حامد حامدی نے بیان کیا۔ وہ کہتا ہے مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کہ ابومحمد الصاحب بن عباد کے سامنے کھڑا ہوا قصیدہ پڑھ رہا تھا جس کا اوّل یہ ہے ؎

(۱) یہ ہے تیراؔ دل عشقوں اور محبتوں میں لوٹا ہوا۔ اور یہ ہے تیری رائے مشورہ شدہ رائوں کے درمیان (عشق و محبت کی حالت یہ ہے۔ کہ محبوبوں کے درمیان۔ میرے دل کی لوٹ ہے گویا ہر ایک محبوبہ یہ خواہش رکھتی ہے کہ وہ میرے دل کو لوٹے۔ اور اصابت و استقامت رائے کا یہ عالم ہے۔ کہ مجلس مشاورت میں میری رائے ہی مشورہ شدہ ہوتی ہے)

(۲) تیری محبت فراخ چشم (حسین) عورتوں کے درمیان بانٹی ہوئی ہے۔ بجان عزیز تو یہ مرض کیسا امتحان کیش مرض ہے

(۳) تو ایک زمین میں نہیں ٹھہرا رہتا۔ تا آنکہ کسی دوسری زمین کی طرف چلا جاتا ہے۔ اپنے اس جسمؔ سے کہ وہ تو قریب ہے۔ لیکن اس کا ارادہ دُور کا ہے

(۴) کسی دن تو جُزدی میں کسی دن عقیق میں کسی دن عُذَیب میں اور کسی دن خُلیصاء میں ہوتا ہے

(۵) کبھی تو تو نجد کا رُخ کرتا ہے۔ اور کبھی شعب العقیق کا اور کبھی قصر تیماء کا۔ (جزدی۔ عقیق۔ عُذیب۔ خُلیصاء۔ نجد۔ شعب العقیق۔ قصر تیماء۔ مقامات کے نام ہیں۔)

۱؎ مِطرَف۔ بالکسر و بالضم۔ چادر خزؔ چہار گوشہ نگارین جمع مَطارف ۱۲ ۲؎ اشعار ذیل میں شاعر کا خطاب اپنے نفس سے ہے ۱۲ ۳؎ العیون النجل۔ عیون۔ واحد عین۔ چشم۔ نُجل۔ واحد نجلاءُ بروزن فعلاءُ فراخ۔ عَیْنٌ نجلاءُ۔ فراخ چشم ۱۲ ۴؎ شخص۔ تن۔ کالبد مردم۔ وجز آں۔ بشخصٍ قریبٍ عزمہ ناء سے شاعر کا خود اپنا جسم مراد ہے ۱۲ ۵؎ آوِنَۃً۔ واحد اَوَان۔ یعنی ہنگام جمع آوِنَۃٌ وا یْنَۃٌ وازیں است کہ گفتہ مے شود۔ فلانٌ یصنعُہٗ آوِنَۃً و آینۃً یعنی مے کند آں را گاہ گاہ۔ دریں بیت تارۃً و آوِنَۃً و طُوراً۔ دریک معنی آمدہ ۱۲

وہ کہتا ہے۔ میں نے الصاحب ابن عباد کو دیکھا۔ کہ اس پر کلی طور پر متوجہ۔ اس کی شعر خوانی کی طرف اچھی طرح کان دھرے ہوئے۔ اس کے اکثر ابیات کے دہرانے کی فرمائش کرنے والا تھا۔ اور اس سے اپنے خوش ہونے اور جھومنے کا ایسا اظہار کر رہا تھا۔ جو حاضرین کو شگفت و تعجب میں ڈال رہا تھا۔ جب وہ (ابو محمد) اس قول تک پہنچا ؎

(۱) میں اَشَّمائہ کے (نام کے) ساتھ اشاروں[1] سے اس کے قبائل میں پکارا جاتا ہوں۔ گویا کہ اسماء (بھی) ہوگئی ہے۔ میرے ناموں میں کا ایک نام ؛

(۲) پس نے اپنے شعروں کو روشن کیا۔ تو اس نے مسرت میں آکر اپنے بالوں کو ڈال دیا۔ پس وہ دونوں (اشعار و بال) صبح کرنے اور شام کرنے (یعنی روشنی اور تاریکی کرنے) میں ایک دوسرے کے خوگیر ہوگئے ؛

تو الصاحب ابن عباد وجد و مستی میں آکر اپنی مسند پر لُڑھکنے[2] اور جھومنے لگا۔ پس جب (ابو محمد) اس قول تک پہنچا۔ جو الصاحب کی مدح میں تھا ؎

(۱) اگر سحبان (بن وائل) بھی اس (الصاحب) سے (فصاحت و بلاغت میں) مقابلہ کرے تو اس کو بھی اس کی خطابت پر فأفأ[3] کے دامن گھسٹوا دے (یعنی اس کی زبان بھی توتلی اور کند ہو جائے)

(۲) میں دیکھتا ہوں۔ کہ (ہفت) اقلیم نے ایک دوسرے سے پیش قدمی کرتے ہوئے اس کے آگے پورے طور پر اپنی کنجیاں ڈال دی ہیں ؛

(۳) پس وہ ہفت اقلیم اس کے زیر حکومت ہیں۔ چار چیزوں یعنی امر و نہی اور تثبیت و امضا سے (تثبیت برقرار رکھنا۔ امضاء۔ حکم کا جاری کرنا) ؛

(۴) اسی طرح اس کی توحید[4] نے چار چیزوں کو ہلاک کر دیا ہے یعنی کفر و جبر اور تشبیہ و ارجاء کو۔

تو الصاحب اپنے سر کو ہلانے لگا۔ اور کہنے لگا۔ تو نے بہت خوب کہا! تو نے بہت خوب کہا۔ جب اس نے قصیدہ ختم کیا۔ تو اس کے لئے انعام اور خلعت دینے کا حکم کیا ؛

---

[1] شَنْکَرْ نِّ۔ اشارہ کردن۔ عیب کردن۔ لقب نہادن ۱۲ [2] زَحَفَ عَلٰی دَسْتِہٖ۔ لکھو۔ زَحْفٌ غیثرید ن۔ یعنی نشستہ بسرین راہ رفتن۔ بزور بازو و دست۔ اردو۔ لڑکنا۔ دَسْتٌ۔ مسند ملوک ۱۲

[3] فأفأ۔ سخن فاء ناک گوئندہ۔ اکثار کنندۂ فارا۔ سحبان بن وائل مردے فصیح و بلیغ بود۔ کہ در بلاغت و فصاحت بوے مثل زنند ۱۲

[4] فرقہ معتزلہ اپنے آپ کو اصحاب العدل والتوحید کہتے ہیں۔ چونکہ الصاحب بھی اسی مذہب میں منسلک تھا۔ اس لئے شاعر نے اس کی مدح میں کہا۔ کذٰلك توحیدہٗ الوی باربعۃٍ کفرٍ وجبرٍ و تشبیہٍ و ارجاءٍ۔ جبریہ۔ تشبیہیہ۔ مرجئۃ۔ تین فرقے ہیں ۱۲

امیر ابوالفضل میکالی نے کہا ہے۔ کہ ایک عامل نے الصاحب کی طرف (خدمت میں) کاکاج (ملازمت) کے لئے عرضی لکھی اور عرضی میں یہ (لکھا) تھا۔ "اگر میرے آقا آپ مجھے کسی کام کی خدمت کیلئے مناسب خیال فرمائیں تو (حکم نافذ کریں) اسکے جواب میں، الصاحب نے اس کے نیچے لکھا۔ "جس نے اِشْتَغَالِی (میرے کام پر لگانے کے لئے) لکھا ہے۔ وہ میرے کاموں کے لئے صلاحیت نہیں رکھتا (اشتغال بمعنی در کار داشتن لغت ردی است)"

ہلال بن محسن نے بیان کیا ہے۔ کسی کے متعلق منقول و مروی نہیں (یا کوئی نہیں دیکھا گیا) کہ اس کی موت کے بعد اس کی اتنی تعظیم اور بڑائی کی گئی ہو جتنی الصاحب ابن عباد کی کی گئی جب تجہیز و تکفین کر کے اس کو تابوتِ (جنازہ) میں رکھا گیا۔ اور تابوت اٹھانے والوں کے کندھوں پر نماز جنازہ پڑھنے کے لئے نکالا گیا۔ تو تمام کے تمام لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے سامنے زمین بوسی کی۔ لوگوں نے اس وقت اپنے کپڑوں کو پھاڑ ڈالا۔ چہروں کو پیٹا۔ گریہ زاری اور چلا چلا کر رونے میں اپنی انتہائی طاقت کو صرف کر دیا۔ الصاحب اپنی زندگی میں وزارت کی چستی و پھرتی اور اس کے ساتھ توجہ کی طرف منتسب ہونے کے پیش نظر قبا، پہنا کرتا تھا۔

ابو نصر بن خوشادہ سے روایت کیا گیا ہے۔ اس نے کہا میں نے عہدے اور مرتبے پر کسی سے ایسا رشک نہیں کیا۔ جیسا کہ الصاحب ابوالقاسم ابن عباد سے کیا ہے۔ خراسانی لشکر کی جنگ پر مؤید الدولہ کے ہمراہ جرجان کے باہر ہم فروکش تھے۔ تو الصاحب دن کے آخری پہر شہر میں اپنے گھر کی طرف داخل ہوا۔ اس مجلس میں حاضر ہونے کے لئے جس کو اہل علم کے لئے منعقد کیا کرتا تھا۔ اس کے پیچھے رہوار سواری تھی۔ جس کی باگوں کو چھوڑ رکھا تھا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ دیلم کے سردار اور اکابر اور امراء اس کے آگے آگے اس طرح دوڑ رہے تھے۔ جیسے شترانِ سفر دوڑتے ہیں۔

اور عضد الدولہ "ہمارے شیخ" کہکر الصاحب کو خطاب کیا کرتا تھا۔ اس میں اس (الصاحب) کے ساتھ اور کسی کو شریک نہیں کرتا تھا۔ مگر اس کی خط و کتابت کم تھی۔ اور عضد الدولہ کی طرف سے جو خطوط وارد ہوتے تھے۔ وہ اس کے کاتب ابوالقاسم بن عبدالعزیز بن یوسف کی زبانِ (قلم) سے ہی ہوتے تھے۔

جب شاعروں نے دیکھا۔ کہ سرمایہ ہائے علم کے لئے ابن عباد کے پاس رواج اور شہرت ہے۔ تو انہوں نے اس کی بارگاہ کی طرف اپنے نتائج افکار کے ہدیے بھیجے۔ اور ان نتائج کو اسکی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ ثعالبی نے ذکر کیا ہے۔ کہ زمین کے ستارے، یکتائے روزگار،

ابناء الفضل (فضیلت کے بیٹے یعنی فُضلاء) اور شعر کے شہسوار اس (ابن عباد) کے اِرد گرد[1] اس قدر اکٹھے ہوگئے۔ جن کی تعداد ہارون الرشید کے شعراء سے بھی زیادہ ہے۔ اور وہ قوافی کو گردنوں سے پکڑنے اور معانی کی غلامیت کے مالک ہونے ہیں اُن سے کم نہیں تھے (قافیہ ہائے شعر اور معانی کو غلاموں سے تشبیہ دیکر شعراء کو مالک قرار دیا ہے)۔

ابو حفص اصفہانی وَرّاق[2] نے الصاحب کی طرف رقعہ لکھا۔ جس کی نقل یہ ہے۔ خدا ہمارے بزرگ آقا الصاحب (ابن عباد) کی عمر دراز کرے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی۔ کہ پند و نصیحت یاد دلانے والوں کو نفع دیتی ہے۔ اور شمشیر کا ہلانا اس کے سُونتنے والوں کو مدد دیتا ہے۔ تو میں کسی یاد کنندہ کو پند و نصیحت نہ کرتا۔ اور نہ ہی شمشیر بُرّاں[3] کو حرکت دیتا۔ لیکن کارکن عضو رکھنے[4] والا (یا صاحب حاجت) آدمی کامیابی اور مُراد کے برآنے کو جلدی چاہتا ہے۔ اور (مطلب کی ہٹ و اصرار سے) جواں مرد سخی کو اُکتاتا[5] ہے۔ ہمارے آقا کے غلام کی حالت (یعنی میری حالت) گندم میں گری ہوئی ہے۔ اور اس کے گھر کے چوہے[6] (گندم کے نہ ہونے کے باعث) واپس پلٹے ہوتے ہیں۔ بس اگر آقا اپنے غلام کو (اُن پروردہ نعمت اشخاص میں جنکی فرودگاہ[7] سرسبز مقام میں ہے۔ اس لئے وہ کہیں جا نہیں سکتے یعنی معاش کی فکر میں انہیں سفر کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی) شامل فرما سکیں۔ تو شامل فرمالیں۔

الصاحب نے اس کے رقعہ پر لکھا۔ اے ابو حفص! تو نے قولِ نیکو کہا ہے۔ اور ہم فعلِ نیکو کرینگے (تم نے کلام اچھی کہی ہے۔ اور ہم تمہیں اس کا اجر اچھا دینگے) اپنے گھر کے چوہوں کو خوشحالی[8] کی خوشخبری دیدے۔ اور ان کو قحط سالی[9] سے بے خوف کردے۔ ہفتہ[10] کے اندر اندر تیرے پاس گندم پہنچ جائے گی۔ نیز اس کے علاوہ دوسرے خرچ و اخراجات سے بھی تمہیں بند نہیں رکھا جائیگا۔

عون بن حسین ہمدانی سے مروی ہے۔ کہ اس نے کہا۔ میں نے ابو عیسےٰ بن منجم سے سنا ہے

---

[1] احتفَّ بِہٖ۔ از احتفاف بروزن افتعال۔ گرداگرد آمدن [2] الورّاق۔ ورق ساز۔ کاغذ فروش۔ کاغذ برندہ۔ نویسندہ

[3] ماضیًا۔ شمشیر بُرّاں ۱۲ [4] و لکن ذا الجارحۃِ ذا۔ بمعنی صاحب و جارحۃ۔ عضو مرد کہ بداں کار کند۔ جمع جوارح در منتہی الارب نوشتہ۔ جوارح۔ اندامہائے مردم کہ بداں کار کنند۔ و نیز اسپاں مادہ و شکاریاں از مُرغ و دد و سگین بور یتیمہ۔ و لکن ذا الحاجۃِ لضرورتہ بجائے و لکن ذا الجارحۃ آمدہ ۱۲ [5] یکدّ الجواد السمح۔ کدّ بالفتح ستیہیدن در خواہانی چیزے۔ و اشارت کردن بانگشت چنانکہ سائل اشارہ کند۔ و سختی کار و رنج کدّ الرجل۔ در تعب مشقت انداخت اورا۔ جواد۔ سخی۔ السّمح۔ جوانمرد [6] جرذان۔ واحد جرذ۔ موش سور منجد نوشتہ تفرّقت جرذان بیتہٖ۔ ای قلّ الطعام عندہ و افتقر۔ یعنی تقلیل شد نزدیک وے غلہ و فقیر گشت [7] رَحْل۔ فرودگاہ و پالان شتر اول بمعنی اول و ثانی بمعنی ثانی ۱۲

[8] خِصْب۔ بسیاریٔ نبات۔ فراخی سال فراخی حال ۱۲ [9] جَدْب۔ تنگ سالی۔ قحط سالی۔ ضد خصب ۱۲

[10] اُسْبُوع۔ بالضم۔ ہفتہ جمع اسابیع ۱۲

وہ کہتا ہے میں نے الصاحب ابن عباد سے سنا ہے۔ وہ کہتا تھا شاہ فخر الدولہ پر (اندر داخل ہونے کیلئے)
بحالانکہ اپنی مانوس و بے تکلف مجلس میں بیٹھا ہوا ہوں میں نے جب کبھی اجازت طلب کی۔ تو وہ
باحیاء و شرم (یعنی باتکلف) مجلس کیطرف منتقل ہو گیا۔ اور اس میں مجھے اجازت دیدی مجھے یاد نہیں۔
کہ میرے سامنے اس نے کبھی ہنسی مذاق کی بات کی ہو۔ یا مجھ سے مزاح کیا ہو۔ بجز ایک مرتبے
کے۔ سو اس کے کھل جانے کے باعث میں نے کراہت کا اظہار کیا۔ اور کہا۔ ہمارے سامنے
درست اور ٹھیک (خلافِ ہزل) باتیں اتنی ہیں۔ کہ ان کے ہوتے ہوئے ہم ہنسی مذاق کے لئے
فارغ نہیں۔ اور اظہار خشم کرنے والے آدمی کی طرح میں اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ ہمیشہ خط و کتابت سے
معذرت پیش کرتا رہا۔ حتی کہ میں دوبارہ اس کی محفل میں واپس پلٹ آیا۔ اس کے بعد اُس فخر الدولہ
نے کسی ایسی بات کی طرف پیشقدمی نہیں کی۔ جس سے ہنسی مذاق کا کوئی پہلو نکلتا ہو . . .

اس نے کہا ہے۔ ابو الحسن شقیقی بلخی نے میرے سامنے الصاحب ابن عباد کا وہ خط پیش
کیا۔ جو اس نے اس کی طرف لکھا تھا۔ رقعے میں یہ لکھا ہوا تھا "جو شخص اپنے دین کی طرف
متوجہ ہوگا۔ ہم اس کی دنیا کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اگر تم (مذہب) عدل و توحید[1] پر عمل پیرا ہوگے
تو ہم تمہارے لئے فضل و تمہید[2] (کا بستر) بچھائیں گے۔ اور اگر تم (عقیدۂ) جبر[3] پر قائم رہے۔ تو
تمہاری شکستگی[4] (تنگ حالی) کے لئے کوئی اصلاح و درستگی نہیں۔"

یہ وہ خط ہے۔ جو الصاحب ابن عباد نے ابو علی حسین بن احمد کی طرف ابو عبد اللہ محمد
بن حامد کے کام میں لکھا تھا۔ ثعالبی نے کہا ہے۔ میں نے امیر ابو الفضل عبید اللہ بن احمد میکالی
سے سنا ہے۔ وہ اس کو مسلسل بیان کرتا تھا۔ اس کی زبان پر اس (خط) کے جاری ہونے اور
اس کے منہ سے اس کے نکلنے نے مجھے اس خط کی شیفتگی اور دلبستگی میں زیادہ کیا۔ اور وہ
(خط) یہ ہے۔ میرے سردار! میرا یہ خط مقام سحنہ سے صادر ہوا ہے۔ دراں وقت کہ رات نے
اپنے پردے لٹکائے ہیں۔ اور تاریکی نے اپنے دامن گھسیٹ دئے ہیں۔ کل آئندہ ہم انشاء اللہ
تعالیٰ صبح کی روشنی مکمل ہونے سے پیشتر پو[5] پھٹتے ہی کوچ کر جائیں گے۔ اگر یہ (کوچ کرنا)

ص۸

۱؎ العدل والتوحید سے مراد مذہب معتزلہ ہے۔ کیونکہ فرقۂ معتزلہ اپنے آپ کو اصحاب العدل والتوحید
کہتے ہیں ۱۲ ۲؎ تمہید۔ گستردن۔ وہموار و نیکو کردن کار را و عذر گستراندن و عذر نیوشیدن ۱۲
۳؎ جبر۔ بالفتح۔ درستگی خلافِ کسر و چوبہا کہ بر شکستہ بندند و خلاف قدر یعنی عقیدۂ فرقۂ جبریہ کہ
قائل است بجبر۔ و مالک۔ بندہ از لغات اضداد است و مرد دلاور و کودک۔ دریں مقام جبر اول بمعنی خلاف
قدر (یعنی اعتقادِ جبر) و ثانی بمعنی درستگی خلاف کسر ۱۲ ۴؎ غُرر۔ واحد غُرّہ۔ سپیدہ صبح و سپیدی در پیشانی اسپ
نیز از ہر چیزے اول و۔ غرۃ الفتح اول و۔ حجول۔ واحد حجل۔ سپیدی در پائے اسپ و خلخال ۱۲

نہ ہوتا۔ تو میں اس (خط) کو (اسی طرح ہی) طویل کرتا جس طرح حاجی[1] لوگ مناسکِ حج پر (طویل)
وقوف کرتے ہیں۔ اور میں اس سے زادِ مسافر پر ہی اکتفاء نہ کرتا یعنی جس طرح مسافر زادِ
سفر کیلئے ضروری ہلکی پھلکی چیزوں پر ہی اکتفا کر لیتا ہے۔ اسطرح میں خط کو مختصر
نہ لکھتا۔ بلکہ لمبا لکھتا) کیونکہ خطِ ہذا کا حامل میرے نزدیک وسیع حقوق والا ہے! اور اس امر
کا سزاوار ہے۔ کہ میں اس کے لئے اپنے دل اور ہاتھ کو مشقت دوں۔ اور وہ (حاملِ خط)
ابو عبد اللہ حادی ہے۔ ہمارے پاس اس شیخ شہید یعنی ابو سعید الشیبی السعید (خدا اس کے
مراتب کو بلند کرے۔ اور ان کے قاتل کو قتل کرے) کے ہمراہ آیا تھا۔ اور ان کا کاتب تھا۔
اس (ابو عبد اللہ) نے اپنی فضیلت و بزرگی سے ہمیں مانوس[2] کیا۔ اور اس کی عقل کی
نیکوئی و خیر سے ہم مالوف ہوئے۔ پس جب وہ (ابو عبد اللہ) اس صحبت (یعنی صحبت
شیخ شہید) اور اس صحبت میں اس کی قربتِ حاصلہ سے (بوجہ شہادتِ شیخ) اور د
رساں کیا گیا۔ تو اس نے میرے دروازے کے سوا کسی گھاٹ اور میری بارگاہ کے بغیر
کسی چراگاہ کو پسند نہ کیا۔ اور دشوار گذار راستہ طے کر کے میرے پاس پہنچا۔ اس
حق[3] کو پختہ کرتے ہوئے جس میں اس کا غبار نہیں پھاڑا جا سکتا۔ اور تا زمانہ جس کی حرمت
و عزت کو بھلایا نہیں جا سکتا۔ میں اپنی اس کوچ[4] سفر کے پر پر ہوں۔ جس کی جہت
اور مسافت نے قیام و قرار نہیں پکڑا[5] اور اپنی لاٹھی کو نہیں ڈالا۔ (ایسی حالت
میں) اس شریف کو (جو زمانے کے حادثہ کا نو گرفتار اور نو شکار ہے) اپنے ساتھ

---

[1] حَجِیج واحد حاجّ قصد کنندۂ طواف کعبہ بہ نیت عبادت و بجا آورندۂ آں۔ جمع حُجّاج و حَجِیج
مَشَاعِر واحد مَشْعَر۔ آں جائے کہ حُجّاج دروے قربانی کنند۔ و معظم مناسکِ حج۔ مشعر الحرام مزدلفہ است
نیز مشعر درختِ زمینِ نرم کہ مردم در سایۂ آں از گرما و سرما فرود آیند و پناہ جویند[2] فَآنَسَنَا بِفَضْلِهٖ
وَاٰنَسْنَا الْخَيْرَ مِنْ عَقْلِهٖ بناؤ۔ اور اگر فَاٰنَسَنَا بِفَضْلِهٖ الخ کو برقرار رکھا جائے۔ تو ترجمہ یہ ہوگا
اس (ابو عبد اللہ) کی فضیلت و بزرگی سے ہم مانوس ہوئے۔ اور اس نے اپنی عقل کی نیکوئی اور بھلائی
سے ہمیں مالوف کیا[3] ذِمَار۔ آنچہ سزاوار بود نگہداشتِ آں بر مرد۔ یقال فلانٌ حامی الذِّمار
و در اصل کتاب بجائے ذِمارُہٗ ذَمامُہٗ آمدہ ذِمام بالکسر۔ حق۔ و واجب حرمت و آبرو جمع
اذمّہ[4] لم یستقر نواہا نوی۔ جہت کہ بسوے آں روے آورند۔ و دوری و جدائی یقال استقرّت
نوی القوم بموضع کذا و کذا۔ ای اَقَامُوا یعنی فرو کش و اقامت پذیر شدند[5] و ایضاً از
القاءِ عَصَا یعنی افگندنِ عصا کنایہ کنند۔ از اقامت۔ و از عدمِ القاءِ عصا سفر ۱۲

شریک سفر کرکے) تنگی اور سختی میں ڈالنا۔ اس کو نارام[۲] شدہ سرکش سواری کی تکلیف[۱] مالا یطاق دینا ہے۔ میرے سردار! میں نے اسے آپکی طرف اس لئے بھیجا ہے۔ کہ آپ اپنی بارگاہ اور درگاہ کو اس کے لئے بچھا دیں۔ اور آسان کردیں۔ اور یہ کسی ایسے کام کا بھی امیدوار ہے۔ جس میں گرانی کم اور فائدہ اچھا ہو۔ پس جب ایسے کام کا موقع مل جائے۔ تو آپ اس کو اس پر پیش کرکے اس کے حوالے فرما دیں۔ اور یہ اس امر (سفر) کے منتظم اور راست ہونے تک میرا احسان ہے۔ اور اس کی مہمانی آپ کے ذمے اور اس کے موسم گرما و سرما گذارنے کا مقام آپ کے پاس ہے۔ نیز اس عرصہ میں یہ تحصیل علم کی بھی خواہش رکھتا ہے۔ جو اس کی پختگی اور استقلال میں اضافہ کرے۔ تا آنکہ اس کے پاس ہماری اقامت کی اطلاع پہنچے۔ پھر اس کو اختیار ہے۔ اگر چاہے۔ تو آپکی سپرد کردہ خدمت پر ٹھہرا رہے۔ اور اگر چاہے۔ تو آپ کے حسن سلوک اور انعام و اکرام کے گن گاتا ہوا ہم سے آملے۔ نیز میں نے اسے فلاں شخص کی طرف بھی رقعہ لکھ دیا ہے کہ وہ بھی اس کی بعض توقع پر امداد کرے۔ تا آنکہ اس کے لئے کلی طور پر اختیار دیدے پس آپ اسے اس کی تعجیل کا حکم[۳] دیدیں۔ اور میرے دل کی لگن کو اس شریف آدمی کے بارہ میں دور کردیں۔ جس کی آس و امید نے دیگر امور سے) مجھے تنہا اور الگ کر دیا ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ

اس (الصاحب ابن عباد) نے قاضی ابو البشر الفضل بن محمد جرجانی کی طرف لکھا جبکہ وہ (ابو بشر) اس کے پاس آتا ہوا شہر رَے کے دروازے میں داخل ہوا[۵]

(۱) شتران[۳] سفر نے (معشوقۂ) اَروی[۴] کے آنے کی خبر سنائی۔ اس شہر کی طرف جس میں میں نے اپنے خیموں کو اتارا۔

(۲) پس میں قریب ہوں کہ بباعث شوق اسکی طرف شہ[۵] پر سے کبوتر کے شہ پر کیطرح اڑ پڑوں کیا یہ امر درست ہے جو آنیوالے کے متعلق کہا گیا ہے؟ یا خواب[۶] دیکھنے والے آدمی کی

---

[۱] تحامل مصدر از باب تفاعل۔ تحامل علیہ کار فرمود اورا فوق طاقت وے وستم کرد۔ وَعر۔ دشوار۔ خلاف سہل۔ و مرکب وَعِر سواری نارام شدہ ۱۲ [۲] اَوعِز۔ فعل امر از ایعاز پیش آمدن بکارے۔ و فرمان دادن بکارے ۱۲ [۳] رِکاب بالکسر۔ شتران کہ بداں سفر کنند۔ واحد ندارد یا واحد راحلۃ ہے ۱۲ [۴] اَروی بالفتح نام زنے۔ و وہے است بمرد ۱۲ [۵] قادمۃ۔ پر دراز مرغ۔ جمع قوادم۔ قُدامی۔ و پر کوچک کہ زیر قادمہ باشد۔ خافیہ گویند۔ خوافی جمع ۱۲ [۶] کاَمانی الحالم ک حرف تشبیہ اَمانی واحد اُمنیۃ۔ خواہش۔ آرزو۔ حالم۔ خواب بیننده ۱۲

خواہشات کی مانند گمان ہی گمان ہے؟ نہیں بخدا! بلکہ یہ تو مشاہدہ کا پانا ہے۔ بلاشک و شبہ وہ اور آرزو کا حصول ہم مثل ہیں اے قاضی۔ تیری سواری اور تیرے کجاوے کا خیر مقدم بلکہ خوش آمدید! تجھے اور تیرے اہل کو۔ واہ واہ! تیری نسیم آمد کے مہکنے کی سُرعت۔ تیری خوشبو سے ہم نے یوسفؑ کی خوشبو پائی۔ سواری کو تیز ہانک کہ میری سوزش فراق کو اپنے دیدار سے تو زائل کرے۔ اور میری بیماری (ہجر) اپنی ملاقات سے تو دُور کرے۔ اور اپنے پہنچنے کے دن کی تصریح کر۔ کہ ہم اس کو مشترف عید اور میلہ او رتہوار بنائیں۔ اور غلام کو واپس بھیج۔ جو کلام کے افادۃ المخاطب سے بھی زیادہ تیز رَو ہو۔ میں نے اس کو حکم دیا ہے کہ گدھے کے پر پر اُڑے۔ اور بادِ صبا کو بھی قید کے بندھن میں باقی رہنے دے (یا بادِ صبا سے بھی تیز رفتار چلے)۔

(۱) اے زیاد بن عامر! خدا ان مقاماتؑ کو سیراب کرے جنکی سرزمین میں تیرا گذر ہوا کیونکہ انہوں نے تجھ کو مجھ تک پہنچا دیا ؎

(۲) وصال کی شاموںؑ سے (تمہاری ملاقات سے جن کے پا لینے کا امیدوار ہوں) افراق وجدائی کی) دوپہروںؑ کی گرمی و سوزش کو دُور کر دیاؑ ہے ؎

الصاحب ابن عباد کی جس سے ہجو کی گئی ہے۔ ازاں جملہ ابوالعلاء اسدی کا قول ہے

(۱) جب تم کسی شریف (آدمی) کو گلیم میں (جسم) ڈھانکے ہوئے مسجدوں میں پناہ لیتا ہُوا دیکھو۔ جس کی تکلیف و بدحالی ظاہر ہو ؎

(۲) تو جان لو۔ کہ حوادثات نے اس مسکین نوجوان کو ابن عباد کی ناکسیؑ و فرومائیگی کی طرف پھینک دیا ہے (بدقسمتی سے اس کے ہاں مہمان ہے اور اس کی کنجوسی و بخل کے باعث مارا مارا پھرتا ہے ؎)

اس نے کہا ہے۔ الصاحب بن عباد بغداد میں داخل ہوتے وقت قاضی ابوالسائب عتبہ بن عبید کے پاس اپنے حق کی ادائیگی کے لئے گیا۔ تو قاضی نے اس (الصاحب) کیلئے (تعظیماً) کھڑے

ؑ (۱) آک۔ ریا۔ خوشبو۔ غلّۃ تشنگی و سوزش و سختی آں ۱۲ ؑ دارات واحد دارۃ۔ زمین فراخ میان کوہہا سرائے۔ قبیلہ و ہر چیز کہ محیط چیزے باشد ۱۲ ؑ اَصَائِل۔ واحد اَصِیل۔ آخر روز شام ۱۲ ؑ الھَوَاجِر۔ واحد ھاجرۃ۔ دوپہر۔ نیم روز ۱۲ ؑ قد زحزحن۔ صیغہ جمع غائب فعل ماضی از زَحزَحَ یُزَحزِحُ زَحزَحَۃً زَحزَحَۃً۔ دور کردن آں را۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَا ھُوَ بِمُزَحزِحِہٖ مِنَ العَذَابِ اَن یُّعَمَّرَ الخ ۱۲ ؑ لُؤم۔ ناکسی۔ زفتی۔ خلاف کرم ۱۲

ہونے میں گرانی کا اظہار کیا۔ اور کچھ اس طرح لنگڑا جس سے اپنا ضعفِ حرکت اور بے طاقتی قیام اس کو دکھلائی۔ الصاحب نے اس کے بازو کو پکڑ کر سیدھا کھڑا کر دیا۔ اور کہا حقوق برادران کی ادائیگی کے لئے ہم قاضی کی امداد و اعانت کرتے ہیں۔ ابوالسائب شرمندہ ہو گیا اور اس کے پاس معذرت پیش کی ؛

قاضی ابو علی التنوخی نے اپنی کتاب نشوار المحاضرہ میں ذکر کیا ہے۔ میرے پاس امیر المومنین مطیع اللہ کے حاجب ابو منصور عبد العزیز بن محمد بن عثمان المعروف بہ ابن عمرو الشرابی نے بیان کیا۔ اس نے کہا۔ میں اپنی نوخیزی میں ایک دن قاضی ابو السائب کے پاس حاضر ہوا۔ تو اس نے میرے لئے (تعظیماً) کھڑے ہونے میں گرانی کا اظہار کیا۔ اور لمبی بیماریوں اور پیری کے باعث اپنی کمزوری و ناتوانی کو میرے سامنے ظاہر کیا۔ اس (ابو منصور) نے کہا ہے۔ وہ تو اُٹھنے کو اونچا ہوا۔ میں نے اپنے ہاتھ سے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر (اوپر کو) کھینچا۔ حتیٰ کہ اُسے پورا کھڑا کر دیا۔ اور میں نے اُسے کہا حقوقِ برادران کی ادائیگی اور نیکی کی تکمیل کیلئے میں قاضی القضاۃ (چیف جج) (خدا اس کی تائید کرے) کی امداد و اعانت کرتا ہوں۔ ابو منصور نے کہا ہے۔ میں اس پر عیب دھرنے والا تھا۔ ان اشیاء کے بارے میں جن کا اس نے مجھ سے معاملہ کیا تھا۔ اور میں اس کے پاس جھگڑا کرنے کے لئے ہی آیا تھا۔ میں نے بات کے چھیڑنے کو شروع کر دیا۔ جب اس نے میرے چہرے میں شر دیکھا۔ تو کہا۔ " دو کلموں کے سننے کی مہربانی فرمائیے۔ پھر آپ کا جو جی چاہے کہئے۔ میں نے کہا۔ کہو۔ اس نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول " پس درگزر کر درگزر کرنا اچھا" کی تفسیر میں ہمارے پاس روایت کیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس سے مراد عفو بلا سرزنش و ملامت ہے۔ اگر آپ ایسا کر سکیں تو کریں۔ میں نے اس پر انتہا تک پہنچنے (یعنی جرح و قدح کرنے) سے شرم کی۔ اور واپس پلٹ آیا ؛

مؤلف کہتا ہے۔ میرے نزدیک جو بات ہے وہ یہ ہے۔ کہ یہ واقعہ اس (ابو منصور حاجب) کے اور قاضی کے درمیان پیش آیا۔ اور اس کی خبر الصاحب بن عباد کے پاس پہنچی۔ لیکن الصاحب نے اس کو اپنے لئے گھڑ لیا۔ اور اپنے شناساؤں کی مجلس میں اسے بیان کر دیا۔ سو یہ اسی کے متعلق مشہور ہو گیا۔ الصاحب مرحوم ان لوگوں میں سے تھا۔ جو فخر کے واقعہ اور ان فضائل کے گھڑ لینے کے بھی شیفتہ تھے کہ ایسا اوقات جن سے گاہ گاہ وقتاً فوقتاً حرکتیں رہے ؛

لہ تقحم: پیچ۔ سرزنش کردن و ملامت نمودن ۱۲ منتہی الارب۔ نہایت چیز۔ بہ رسیدن و نیز کوشش تمام کردن

الصاحب کے اشعار سے ہے

(۱) او قامت ممدوح! جو اپنے غرور و ناز میں خراماں جا رہا ہے۔ تیری یاد میرے دل پر چھائی ہوئی ہے۔

(۲) اگر تو میرے نزدیک میری آنکھ سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو۔ تو (خدا کرے) میں اپنی آنکھ سے فائدہ مند نہ ہوؤں۔

الصاحب نے ابوالحسن طبیب کی طرف لکھا

(۱) خوش گپی اور کشادہ روئی پر ہم تمہارے امیدوار رہے۔ اور بھوک کا اثر اخلاط[1] اربعہ تک بھی جا پہنچا۔

(۲) اگر تم میری مصاحبت و ملازمت[2] کی طرف مائل ہو جاؤ۔ تو ان بقراط کی گدی پر بھی (تمہارا) رسید کروں۔

وَلَہٗ اَیْضًا

(۱) تو دور ہو گیا پس زندگی کا مزہ تیرے بعد اندرائن (تلخ)[3] ہے۔ اور میری زندگی کا چہرہ جب سے تو غائب ہو گیا ہے (یعنی چلا گیا ہے) سیاہی و سپیدی والا ہے۔

(۲) تجھ کو کیا ہوا۔ تو نے اپنے وصال کو جدائی میں ڈال دیا۔ تمہاری محبت نداء کے بغیر (ہی) ترخیم[4] شدہ ہے۔

اور اس (الصاحب) نے کہا۔ جب اس کو موت حاضر ہوئی

(۱) میری موت پر میرے (مر جانے) کے ساتھ از روئے جہالت کتنے خوش ہونے والے ہیں۔ جو میری وفات کے بعد ظلم کی تلوار کو سونت لیں گے۔

(۲) اگر مسکین اس ذلت و رسوائی کو جان لے۔ جو میرے (مرنے) کے بعد اس کو اٹھانی

---

[1] اَخلاط یعنی اخلاط اربعہ کہ دم و بلغم و سودا و صفراء باشد واحد خِلط یا[1] ... اِلْتَبَا (۱)۔ لازم گرفتن جزے را و گرد گشتن یقال اِلْتَبَطَ الْقَوْمُ بِہٖ۔ ای اطافوا بہ۔ [illegible] ۱۲

[3] عَلْقَم ... اندرائن۔ ہر کڑوی چیز۔ [4] اَرْقَم ... سیاہ و سفید ... ملاوہ ... ترخیم ... گویند ... اَدْغَمْتُ اِدْغَام۔ حرفے در حرف در آوردن ... اسم مفعول از ترخیم یعنی ... آخری حرف ... منادی ... نداء ... تسہیل للنطق بھا۔ ... مطلب یہ ہے کہ ... علم نحو ترخیم نداء کے موقعہ پر منادی کے آخر میں ہوا کرتی ہے۔ نداء ... حاضر ... ہوتی ہے۔ لہٰذا تمہارے غیر حاضر ہونے کے باعث نداء کا تو موقعہ نہیں۔ لیکن تمہاری محبت میں ترخیم واقع ہو گئی ہے۔ یعنی محبت منقطع ہو گئی ہے۔

پڑے گی۔ تو میرے مرنے سے پہلے ہی مر جائے ؂

اور اُس نے ابو الفضل بن شعیب کی طرف لکھا ؂

(۱) اے ابو الفضل! تُو ہم سے کیوں ہٹا رہا۔ (یعنی ہماری ملاقات میں کیوں تاخیر و درنگ کی) تمہارے حُسنِ عہد کے متعلق ہمارا ظن اچھا نہ رہا

(۲) میرے نفس نے سچے (وفادار) دوست کی کتنی تمنا کی۔ وہ تمنا و آرزو تُو ہی تھا

(۳) اور تجھے ابھی، شاخِ جوانی کی قسم جبکہ وہ لچکدار ہے۔ اور عہدِ لڑکپن کی قسم ہرچند کہ وہ ہم سے جُدا ہو گیا ہے ؂

(۴) تو خود ہی ... ہو۔ جس وقت تُو خط پڑھے۔ تا عہد کو نہ بھول۔ تھا وہ ... اور تجھے ہم ....

شاہ عضد الدولہ کی مدح میں کہا ہے ؂

(۱) (تیرے) ایسے بخت[1] ہیں۔ کہ (سعدِ اکبر) ستارۂ مشتری[2] بھی ان کے راستے میں حیران ہو رہا ہے۔ اور وہ (بخت) منجم کے حساب میں نہیں آ سکتے ؂

(۲) کتنے جہانوں کو یکے بعد دیگرے تُو نے زندہ کیا۔ ایسے وقت پر جبکہ وہ روندی ہوئی خشک[3] گھاس کی طرح (برباد) ہو گئے ؂

(۳) بخدا اگر خدا نہ ہوتا۔ تو مخلوق تیرے لئے ویسے ہی کہنے لگتی۔ جیسے عیسائی حضرت عیسےٰ کے بارے میں کہتے ہیں (یعنی جس طرح عیسائی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا مانتے ہیں اسی طرح تجھے بھی خدا کہتے۔ نعوذ باللہ من ذالک) ؂

(۴) تجھے وہ ستائشیں (یعنی بخششیں) حاصل ہیں۔ اگر انہیں بکھیر کر مخلوق پر تقسیم کر دیا جائے تو تیری آنکھیں کسی مذموم (یعنی بخیل) چہرے کو نہ دیکھ سکیں ؂

(۵) نہیں نہیں۔ بلکہ اگر لوگ ان کے صدقہ وخیرات سے ہی بہرہ یاب ہو جائیں۔ تو تیرے کان کسی کنجوس کا ذکر تک بھی نہ سنیں ؂

(۶) اور اگر میں یہ کہہ دوں۔ کہ خدائے عزّ و جل نے مخلوق کو تیرے سوا کسی دوسرے شخص کیلئے پیدا نہیں کیا۔ تو میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی معصیت (اس شعر کے دو مطلب ہو سکتے ہیں (۱) خدا نے مخلوق کو تیری ہی حکومت اور بخشش کیلئے پیدا کیا ہے۔ تیرے سوا اور کسی کیلئے نہیں

---

[1] سعود۔ واحد سعد۔ بخت۔ و سعود النجوم ستارگانِ باسعادت۔ و آں دہ اند ۱۲

[2] مشتری۔ ستارہ کہ سعدِ اکبر است۔ سعد السعود و سعدِ مو فلہ نیز گویند ۱۲ [3] الهشیم هشیم گیاہے است کہ ریزہ ریزہ گردد۔ یا ہر گیاہِ خشک ۱۲ [4] قرقف۔ شراب ۱۲

پڑے گی۔ تو میرے مرنے سے پہلے ہی مر جائے ۔

اور اُس نے ابو الفضل بن شعیب کی طرف لکھا۔

(۱) اے ابو الفضل! تو ہم سے کیوں ہٹ رہا۔ (یعنی ہماری ملاقات میں کیوں تاخیر و درنگ کی) تمہارے حسنِ عہد کے متعلق ہمارا ظن اچھا نہ رہا

(۲) میرے نفس نے سچے (وفادار) دوست کی کتنی تمنا کی۔ وہ تمنا و آرزو تو ہی نکلا

(۳) تجھے ابھی شارخ جوانی کی قسم جبکہ وہ لچکدار ہے۔ اور عہدِ لڑکپن کی قسم ہر چند کہ وہ ہم سے جدا ہو گیا ہے ۔

(۴) تو خود ہی ... جس وقت تو خدا ... تا عہد کو نہ کبھو ... تھا وہ ... اور تجھے ہم ....

شاہ عضد الدولہ کی مدح میں کہا ہے

(۱) (تیرے) ایسے بخت[1] ہیں۔ کہ (سعدِ اکبر) ستارۂ مشتری[2] بھی ان کے راستے میں حیران ہو رہا ہے۔ اور وہ (بخت) منجم کے حساب میں نہیں آ سکتے ۔

(۲) کتنے جہانوں کو ... بعد دیگرے تو نے زندہ کیا۔ ایسے وقت پر جبکہ وہ روندی ہوئی خشک[3] گھاس کی طرح (برباد) ہو گئے ۔

(۳) بخدا اگر خدا نہ ہوتا۔ تو مخلوق تیرے لئے ویسے ہی کہنے لگتی۔ جیسے عیسائی حضرت عیسٰے کے بارے میں کہتے ہیں (یعنی جس طرح عیسائی حضرت عیسٰے علیہ السلام کو خدا مانتے ہیں اسی طرح تجھے بھی خدا کہتے۔ نعوذ باللہ من ذالک) ۔

(۴) تجھے وہ ستائشیں (یعنی بخششیں) حاصل ہیں۔ اگر انہیں بکھیر کر مخلوق پر تقسیم کر دیا جائے تو تیری آنکھیں کسی مذمم (یعنی بخیل) چہرے کو نہ دیکھ سکیں ۔

(۵) نہیں نہیں۔ بلکہ اگر لوگ ان کے صدقہ و خیرات سے ہی بہرہ یاب ہو جائیں۔ تو تیرے کان کسی کنجوس کا ذکر تک بھی نہ سنیں ۔

(۶) اور اگر میں یہ کہدوں۔ کہ خدائے عز و جل نے مخلوق کو تیرے سوا کسی دوسرے شخص کیلئے پیدا نہیں کیا۔ تو میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی معصیت (اس شعر کے دو مطلب ہو سکتے ہیں (۱) خدا نے مخلوق کو تیری ہی حکومت اور بخشش کیلئے پیدا کیا ہے۔ تیرے سوا اور کسی کیلئے نہیں

---

[1] سعود ۔ واحد سعد ۔ بخت ۔ وسعود النجوم ستارگانِ باسعادت ۔ وآں دہ اند ۱۲
[2] مشتری ۔ ستارہ کہ سعدِ اکبر است ۔ سعد السعود و سعدِ موفلا نیز گویند ۱۲ [3] الھشیم ھشیم گیاہے است کہ ریزہ ریزہ گردد ۔ یا ہر گیاہِ خشک ۱۲ [4] قہ ۔ قف ۔ شراب ۱۲

نام کتاب	قیمت
کتاب الصرف	۱۲ ر
کتاب النحو	۸ ر
ایف۔ اے کورس عربی مطبوعہ ۲۶ء (حصہ نثر)	[illegible]
اختیاری مضمون اردو	
(۱) دربار اکبری (نصف اول)	صہ ر
(۲) مجموعہ نظم آزاد	۸ ر
مسدس حالی معہ حالات و فرہنگ	۶ ر
انتخاب مخزن حصہ اول (نظم)	عہ ر
کتب امدادی	
کنز المنافع یعنی بہترین اردو خلاصہ رسالہ عبد الواسع	
از جناب جعفری کشمیری شادانی منشی فاضل	۴ ر
اردو خلاصہ عروض سیفی از ساحل بلگرامی	۲ ر
خلاصہ شعر العجم حصہ دوم و سوم	۱۲ ر
ترجمہ بی۔ اے کورس فارسی	
ترجمہ مہر نیمروز غالب (زیر طبع)	
زبان عجم ترجمہ لسان العجم	۱۰ ر
ترجمہ قصائد عرفی از مولوی جان محمد منشی فاضل	۶ ر
اردو خلاصہ اخلاق ناصری	۱۲ ر
ترجمہ ایف۔ اے کورس عربی ۲۵ء	[illegible]
قرۃ العین در ترجمتین	۱۰ ر
پرچہ جات منشی و منشی عالم ۲۱ تا ۲۳ء	۸
منشی فاضل ۱۹۲۴ء	
ترجمہ (۱) دبیر عجم	[illegible]
[illegible] بی۔ اے کورس عربی حصہ نثر [illegible]	[illegible]

نام کتاب	قیمت
شعر العجم حصہ چہارم و پنجم	[illegible]
(۲) چہار مقالہ معہ مقدمہ و حالات مصنف بمطابق	
گب میموریل ایڈیشن اعلیٰ قسم مرتبہ خواجہ غیور حسن ایم اے	۱۰ ر
انشائے ابوالفضل دفتر اول و سوم	۱۲ ر
حاجی بابا اصفہانی	[illegible]
مقامات حمیدی (مقامہ ۱۷-۱۸ خارج)	۱۲ ر
وکلائے مرافعہ معہ اردو ترجمہ	۸ ر
(۳) انتخاب قصائد از کلیات قاآنی یونیورسٹی	عہ ر
غزلیات نظیری	صہ ر
میخانہ عبد النبی خاں (حصہ ساقی نامہ ہائے مرتبہ اول)	[illegible]
رباعیات بابا طاہر معہ ترجمہ و حالات از سید محمد عبد اللہ ایم اے	۶ ر
رباعیات ابو سعید ابوالخیر معہ حالات و ترجمہ اردو	
از مولانا محمود الحسن ایچ۔ اے ایچ۔ پی۔ او۔ ٹی	عہ ر
(۴) تاریخ وصاف شروع کتاب سے تا اختتام	
جلوس ارغون (عربی عبارات و اشعار خارج)	[illegible]
ہمایوں نامہ (معہ مقدمہ و ترجمہ اردو) از سید محمد عبد اللہ ایم اے	۱۲ ر
نوٹ:- اس پرچہ کے سوالات عبارتی و تاریخی دونوں	
طرز پر ہوں گے	
(۵) اخلاق جلالی (بحث نغمہ خارج) مطبوعہ نولکشور	[illegible]
گلشن راز از حضرت محمود شبستری	۵ ر
منطق الطیر از شیخ فرید الدین عطار	۱۰ ر
کشف المحجوب (با اختتام احوال صوفیہ کرام) اعلیٰ	
و تحفۃ کاغذ سفید و صحیح	[illegible]
(۶) ترجمہ اردو سے فارسی میں اور جواب مضمون فارسی	

نام کتاب	قیمت
کتاب الصرف	۱۲ر
کتاب النحو	۸ر
ایف۔ اے کورس عربی مطبوعہ ۱۹۲۸ء (حصہ نثر)	[illegible]
انتخاب مضمون اردو	
(۱) دربار اکبری (نصف اول)	صہ ر
(۲) مجموعہ نظم آزاد	۸ر
مسدس حالی معہ حالات و فرہنگ	۶ر
انتخاب مخزن حصہ اول (نظم)	عہ ر
کتب امدادی	
کنز المنافع یعنی بہترین اردو خلاصہ رسالہ عبد الواسع	
از جناب جعفری کشمیری شادانی منشی فاضل	۱۴ر
اردو خلاصہ عروض سیفی از ساحل بلگرامی	۳ر
خلاصہ شعر العجم حصہ دوم و سوم	۱۲ر
ترجمہ بی۔ اے کورس فارسی	
ترجمہ نیمروز غالب (زیر طبع)	
زبان عجم ترجمہ لسان العجم	۱۰ر
شرح قصائد عرفی از مولوی جان محمد منشی فاضل	۶ر
اردو خلاصہ اخلاق ناصری	۱۲ر
ترجمہ ایف۔ اے کورس عربی ۱۹۲۸ء	[illegible]
قرۃ العین در ترجمتین	۱۰ر
پرچہ جات منشی و منشی عالم ۱۹۲۶ تا ۱۹۳۲ء	۸ر
منشی فاضل ۱۹۳۲ء	
پرچہ (۱) دبیر عجم	[illegible]
بسط الدرر یعنی بی۔ اے کورس عربی حصہ نثر ۱۹۳۰ء	۱۲ر

نام کتاب	قیمت
شعر العجم حصہ چہارم و پنجم	۱۲ر
(۲) چہار مقالہ معہ مقدمہ و حالات مصنف مطابق	
گب میموریل ایڈیشن اعلیٰ قسم مرتبہ و ابتمام پروفیسر محمود حسن ایم۔ اے	۱۰ر
انشائے ابو الفضل دفتر اول و سوم	۱۲ر
حاجی بابا اصفہانی	[illegible]
مقامات حمیدی (مقامہ ۱۷۔ ۱۸ خارج)	۱۲ر
وکلائے مرافعہ معہ اردو ترجمہ	۸ر
(۳) انتخاب قصائد از کلیات قاآنی یونیورسٹی	عہ ر
غزلیات نظیری	عہ ر
میخانہ عبد النبی خاں (حصہ ساقی نامہا مرتبہ اول)	[illegible]
رباعیات بابا طاہر معہ ترجمہ و حالات از سید محمد عبد اللہ ایم۔ اے	۶ر
رباعیات ابو سعید ابو الخیر معہ حالات و ترجمہ اردو	
از مولانا محمود حسن ایچ۔ اے پی ایچ۔ ڈی	عہ ر
(۴) تاریخ وصاف شروع کتاب سے تا اختتام	
جلوس ارغون (عربی عبارات و اشعار خارج)	[illegible]
ہمایوں نامہ (معہ مقدمہ و ترجمہ اردو) از سید محمد عبد اللہ ایم۔ اے	۱۲ر
نوٹ: اس پرچہ کے سوالات عبارتی و تاریخی دونوں	
طرز پر ہوں گے	
(۵) اخلاق جلالی (دیکھو نقشہ خارج) مطبوعہ نولکشور اعلیٰ	[illegible]
گلشن راز از حضرت محمود شبستری	۵ر
منطق الطیر از شیخ فرید الدین عطار	۱۰ر
کشف المحجوب (تا اختتام احوال صوفیہ کرام) اعلیٰ	
خوشخط کاغذ سفید ولایتی	[illegible]
(۶) ترجمہ اردو سے فارسی مع اعانت مضمون فارسی	

نام کتاب	قیمت
اختیاری مضمون اردو	
(۱) روح الاجتماع	عکر
آفادات مہدی	۱۲
خیابستان	عہ
رویائے صادقہ	عہ
(۲) دیوان حالی معہ مقدمہ شعر و شاعری	عمہ/
دیوان غالب اردو معہ حالات و فرہنگ	۵/
بانگ درا از ڈاکٹر سر اقبال	عہ
کتب امدادی	
خلاصہ دبیر عجم	۸/
ترجمہ بی - اے کورس عربی (حصہ نثر)	۱۲/
خلاصہ شعر العجم حصہ چہارم	۴/
خلاصہ شعر العجم حصہ پنجم	۳/
اردو ترجمہ چہار مقالہ از مولانا محمود الحسن صاحب ایم - اے - ایچ - پی - او - ٹی	۸/
اردو ترجمہ ابوالفضل دفتر اول و سوم از نسیم امروہی فقیہ فاضل و فاضل ادب الہ آباد یونیورسٹی	عہ/
فرہنگ حاجی بابا از پروفیسر شادان صاحب	[illegible]
اردو ترجمہ حاجی بابا	
اردو ترجمہ مقالات حمیدی از شادان صاحب	[illegible]
بہترین اردو ترجمہ ...	
... از احباب جعفری رامپوری منشی فاضل	۴/

نام کتاب	قیمت
اردو خلاصہ تاریخ وصاف سوالاً جواباً	۴/
اردو ترجمہ تاریخ وصاف از [illegible] فاضل دیوبند، مولوی فاضل، منشی فاضل	۱۲/
اردو ترجمہ اخلاق جلالی معہ فرہنگ (زیر طبع)	
جواہر اخلاق خلاصہ اردو اخلاق جلالی از حضرت ساحل بلگرامی منشی فاضل بنظر ثانی حضرت شادان بلگرامی	۱۰/
اردو ترجمہ کشف المحجوب	عہ
معیار شرافت یعنی اخلاق جلالی بطور سوال و جواب قریباً تمام سابقہ امتحانات کے سوالات معہ جوابات - یہ کتاب پرچہ فلسفہ اخلاق میں کامیابی کی ضامن ہے۔	عہ
مفتاح الحقیقت یعنی بہترین اردو خلاصہ کشف المحجوب معہ حالات مصنف از ثاقب رامپوری منشی فاضل و کامل الہ آباد	۸/
گلشن راز معہ ترجمہ و شرح اردو	عہ
قرۃ العین در ترجمتین از پروفیسر رشید احمد صاحب - ترجمہ کیلئے از بس مفید ہے	۱۰/
در مکنون در جواب مضمون از پروفیسر حاجی عبدالمجید احمد صاحب	عہ/
پرچہ جات منشی فاضل ۲۷ تا ۳۲ء	۶/
پرچہ جات منشی فاضل مع حل ۲۳ تا ۳۲ء	۱۲/

ملنے کا پتہ

شیخ جان محمد الہ بخش تاجران کتب علوم مشرقی کشمیری بازار لاہور